شیطان کی انسان دشمنی

(قرآن کی زبان میں)

تصنیف

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن صالح العبید حفظہ اللہ

(پروفیسر مدینہ یونیورسٹی)

ترجمہ: پروفیسر حبیب الرحمٰن خلیق حفظہ اللہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

نظر ثانی ومقدمہ: محمد خالد سیف حفظہ اللہ

طارق اکیڈمی، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیطان کی انسان دشمنی

شیطان کے حملوں سے بچنے کا

بہترین حل

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"شیطان آدمی کے دل پر جم کر بیٹھتا ہے۔ جب آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا اور جونہی انسان ذکر سے غافل ہوتا ہے، جی میں وسوسے ڈالتا ہے۔" (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کو، آدمی کے جسم سے باہر آنا پڑتا ہے۔ اور جب تک آدمی ذکر میں مشغول رہتا ہے، ذکر کا نور شیطان کو قریب نہیں آنے دیتا۔

جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہیں، شیطان نے اُن کو اپنا نشیمن بنا رکھا ہے

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (الزخرف:۳۶)

"جو شخص اس رحم کرنے والے آقا کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے، ہم اس پر شیطان مقرر کر دیتے ہیں اور شیطان ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔"

لہٰذا شیطان سے بچنے کیلئے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھے، پہلو بدلتے اللہ کا ذکر کرتے رہیں...... رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حدیث میں آتا ہے...... كَانَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ (مسلم)

"وہ ہر آن، ہر لحہ اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔"

ازلی وابدی دشمن شیطان کی چالوں، ہتھکنڈوں سے بچاؤ کی تدابیر

شیطان

کی

انسان دشمنی

قرآن کی زبان میں

تصنیف

فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن صالح العبید
(اسسٹنٹ پروفیسر، مدینہ یونیورسٹی)

ترجمہ وتخریج
پروفیسر حبیب الرحمٰن خلیق
(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

نظر ثانی ومقدمہ
محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی
ڈی گراؤنڈ (نزد نورانی مسجد) فیصل آباد ☎ 546964 715768

شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے، اُس سے بچنے کیلئے ہر وقت ذکر کریں۔

- نام کتاب: ---------- شیطان کی انسان دشمنی
- ترجمہ و تخریج ---------- پروفیسر حبیب الرحمٰن خلیق (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
- نظر ثانی و مقدمہ ---------- محمد خالد سیف
- اہتمام ---------- محمد سرور طارق
- اشاعت اول ---------- فروری 2004ء
- طباعت ---------- R.P.S پرنٹرز، لاہور

ناشر

TARIQ ACADEMY

D/Ground (Samosa Chok)
Faisalabad, Pakistan.
0092 41 546964-715768 Fax:0092 41 733350

فہرست

❁❁❁



بسم اللہ الرحمن الرحیمO

عرضِ ناشر

شیطان مردود

قرآن مجید...... جو انسان کے لئے ایک مکمل دستور حیات ہے، نے بار بار توجہ دلائی ہے کہ شیطان مردود سے بچ کر رہنا۔ یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر:٦)

''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو''

لیکن جب ہمارے بابا حضرت آدم علیہ السلام اور ہماری اماں حوا شیطان کے داؤ کے سبب جنت سے نکلے..... تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے نصیحت بھی کر دی کہ.......... اس کی بات نہ ماننا۔ لیکن شیطان مردود بڑا گھاگ ہے۔ انسانوں کی رگ رگ اور نس نس سے واقف ہے..... کسی نہ کسی طرح صراطِ مستقیم سے بھٹکا کر اپنے مالک و خالق کی نافرمانی میں لگا دیتا ہے..... جب شیطان بارگاہِ خداوندی سے راندۂ درگاہ ہوا تو پیشن گوئی بھی کر گیا۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے: ''میں تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لئے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے، دائیں اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔'' (الاعراف:16,17)

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے.......... کہیں خواہشِ نفس کو ثواب کہہ کر ادھر لگا دیتا ہے.......... کبھی زیادہ اجر کا لالچ دے کر اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے منافی خود ساختہ نیکیوں میں لگا دیتا ہے.......... اور اکثر کو آخرت کی جوابدہی سے بے نیاز کر کے دنیا کی رونق میں مدہوش کر دیتا ہے۔

شیطان کی چالاکیوں کی بابت سید ابو بکر غزنوی اس طرح لکھتے ہیں:

''شیطان بڑا گھاگ اور خرانٹ ہے۔ وہ سرد و گرمِ عالم چشیدہ ہے۔ اس نے چرخ کی ان گنت گردشیں دیکھی ہیں۔ وہ ہر شخص کی کمزوریوں پر نظر رکھتا ہے اور نفس

کے کمزور ترین حصے کو چھوتا ہے۔ وہ ایسا احمق نہیں کہ جس شخص کے خمیر میں فیاضی گندھی ہوئی ہو، جس کی ہڈیوں میں سخاوت رچی ہو، وہ اسے بخل پر آمادہ کرے، وہ اسے اسراف پر آمادہ کرے گا۔ وہ اسے بے جا اور بے محل خرچ کرنے پر اکسائے گا۔ وہ نازک مزاج شاعر کو قتل وغارت پر آمادہ نہیں کرے گا۔ وہ سمجھتا ہے اس میں دھینگا مشتی کی صلاحیت نہیں، وہ اسے شراب نوشی اور حسن پرستی پر اکساتا ہے۔" (حقیقتِ ذکرِ الٰہی: از سید ابو بکر غزنویؒ)

مختصر یہ کہ شیطان روزِ اوّل ہی سے مخلوق خدا کو گمراہ کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ اُس کے پاس ایسے ایسے ہتھیار ہیں کہ الامان .... شاید ہی کوئی انسان اُس کے داؤ اور حملے سے بچ سکے۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے) اُس سے بچنے کے لئے اُس مردود کے حیلوں، بہانوں، طریقوں اور ایجنڈے کا پورا علم ہونا ضروری ہے .... اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، ڈاکٹر عبدالعزیز بن صالح (پروفیسر مدینہ یونیورسٹی) کو جنہوں نے "شیطان کی دشمنی (قرآن کی روشنی میں)" لکھ کر مسلمانوں کی رہنمائی کی کہ شیطان مردود کن کن طریقوں سے گمراہ کرتا ہے اور اس کے مکر وفریب سے کس طرح بچا جاسکتا ہے۔

ہم پروفیسر حبیب الرحمٰن خلیق (فاضل مدینہ یونیورسٹی) کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔ جنہوں نے اسے اردو کا جامہ پہنایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف اور مترجم کو اجرِ عظیم سے نوازے اور ہمیں توفیق دے کہ صراطِ مستقیم کے لئے مشعلِ راہ بننے والا لٹریچر شائع کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کتاب وسنت کے ان چراغوں کو ہمارے لئے دنیا کی ہدایت اور آخرت کے لئے زادِ راہ بنادے اور ہماری ان کوششوں کو ہمارے اور ہمارے والدین کی بخشش کا ذریعہ بنادے .... (آمین)

محمد سرور طارق ڈائریکٹر
(طارق اکیڈمی)

7 ذی الحجہ 1424ھ
30 جنوری 2004ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مقدمة

اللہ ربّ العالمین نے انسان کو احسنِ تقویم میں پیدا فرمایا، اسے اشرف المخلوقات بنایا، عزت و کرامت کا تاج اس کے سر پر سجایا اور اسے مسجودِ ملائک ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی تاریخ کے بالکل ابتدائی اور اوّلین لمحات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّيٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِي بِأَسْمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ قَالُوا سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ ۖ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ ۝ وَقُلْنَا يَٰٓـَٔادَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّٰلِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَٰعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ فَتَلَقَّىٰٓ آدَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَٰتٍ

فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۳۰ تا ۳۹)

''اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانیوالا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (اللہ نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ انہوں نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔ (تب) اللہ نے (آدم کو) حکم دیا کہ آدم! تم ان کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ جب انہوں نے ان کو نام بتائے تو (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں؟ اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے۔ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں وہ رہتے تھے ان سے ان

کو نکلوا دیا۔تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں سے) چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا اور) صاحب رحم ہے۔ ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے، اور جنہوں نے اس کو قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

قرآن مجید میں اس مقام کے علاوہ اور بھی کئی ایک مقامات پر انسانی تاریخ کے ان ابتدائی لمحات کو بیان کیا گیا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانا چاہا تو ان کا خمیر تیار ہونے سے قبل ہی اس نے فرشتوں کو مطلع فرما دیا کہ وہ مٹی سے ایک ایسی مخلوق پیدا کرنے والا ہے جو زمین میں "خلیفۃ اللہ" ہونے کے شرف سے نوازی جائے گی اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما دیا تو اس نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ، تو ارشاد باری تعالیٰ کی تعمیل میں تمام فرشتے فوراً حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ مگر ابلیس نے غرور و تکبر کا اظہار کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے اس انکار کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ میں آدم سے افضل ہوں، اس لئے کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور خاک کو آگ سے کیا نسبت؟ مگر یہ بدبخت غرور و تکبر میں یہ بھول گیا کہ جب تو اور آدم دونوں اللہ کی مخلوق ہو تو مخلوق کی حقیقت کو تو اس کا خالق ہی بہتر طور پر جانتا ہے۔ مگر وہ فخر و غرور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس

حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہا کہ مقام ومرتبہ کی بلندی وپستی اس مادہ کی بناء پر نہیں ہے، جس سے کسی مخلوق کو پیدا کیا گیا ہے بلکہ اس کے اوصاف وکمالات کی وجہ سے ہے، جو خالق کائنات نے اسے عطا فرمادیئے ہیں۔ بہر حال اس نافرمانی اور حکم عدولی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی بارگاہ میں مردود جنت سے محروم اور ابدی ہلاکت کا مستحق قرار دے دیا تو اس نے توبہ واستغفار اور اپنی کرتوت پر ندامت کے اظہار کی بجائے اللہ تعالیٰ سے مہلت طلب کی، اللہ تعالیٰ نے اس کی رسی کو دراز کرتے ہوئے اسے قیامت تک مہلت دے دی، اب پھر اس نے اپنی شیطانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ جس آدم کی بدولت تو نے مجھے راندۂ درگاہ قرار دے دیا ہے تو میں بھی اس کی اولاد کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا، چاروں طرف سے ان پر حملہ آور ہوں گا اور تیرے مخلص بندوں کے سوا سب کو تیرے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے دور ہٹا کر اپنی شیطانی پگڈنڈیوں پر لے آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، اولادِ آدم میں سے جو مجھ سے روگردانی کر کے تیری پیروی کرے گا، وہ تیرے ساتھ ہی جہنم رسید ہوگا۔ جا اپنی ذلت ورسوائی اور شومئ قسمت کے ساتھ یہاں سے دور ہو جا اور اپنے اور اپنے پیروکاروں کے لئے جہنم کی خوفناک سزاؤں کا انتظار کر۔

قصۂ آدم وابلیس کو قرآن مجید کے کئی ایک مقامات پر مختلف اسلوب وانداز میں بیان کر کے ہمیں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ انسانوں کے لئے دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی اپنے خالق ومالک کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہے، جب کہ شیطان کی پیروی تو سراسر خسارے میں اور گھاٹے کا سودا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار سمجھایا کہ شیطان تو تمہارے باپ اور ماں (آدم وحواء) کا دشمن ہے، اس نے اپنی دسیسہ کاریوں اور وسوسہ اندازیوں سے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا تھا تو وہ تمہارا دوست کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ یقیناً تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو اور اس کے حملوں سے اپنے آپ کو ہمیشہ بچا کر رکھو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الاعراف:۲۷)

''(اے بنی آدم ! دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے باپ دادا کو (بہکا کر) بہشت سے نکلوا دیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروا دیئے تاکہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھا دے، وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے ہیں''

قرآن مجید کے اور بھی بہت سے مقامات پر اسی طرح سید و سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث مبارکہ میں ہمیں شیطان سے ڈرایا گیا اور اس کی اطاعت نہ کرنے کی بہت سختی کے ساتھ تاکید کی گئی ہے۔ کتاب و سنت کی انہی تعلیمات کی روشنی میں بہت سے اہل علم نے اس موضوع پر قلم اٹھایا تاکہ تمام انسانوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے اس سب سے بڑے دشمن، اس کی دسیسہ کاریوں اور وسوسہ اندازیوں اور گمراہ کرنے کے طریقوں سے باخبر رکھا جا سکے۔ (اس سلسلہ میں سب سے) اہم اور مفید کتاب تو امام ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۷۵۱ء) کی ''اغاثة اللهفان من معائد الشيطان'' ہے، علاوہ ازیں علامہ عبدالسلام مقدسیؒ (۶۷۸ھ) کی ''تفليس ابليس'' حافظ عبدالرحمٰن بن الجوزیؒ (۵۹۷ھ) کی ''تلبيس ابليس''، علی بن محمد القرنی کی ''الصحيح البرهان فيما يطرد الشيطان'' عمر بن سلیمان الاشقر کی ''عالم الجن والشياطين'' امام محمد بن مفلح حنبلیؒ کی ''مصائب الانسان من مكائد الشيطان'' اور وحید عبدالسلام بالی کی ''وقاية الانسان من الجن والشيطان'' بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

اس موضوع کی ایک تازہ ترین کتاب جناب ڈاکٹر عبدالعزیز بن صالح العبید کے قلم سے "عداوۃ الشیطان للانسان کما جاءت فی القرآن" کے نام سے ہے، فاضل مصنف اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ کے قرآن کریم کالج کے شعبہ تفسیر میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں اور ان کی یہ کتاب رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ کے زیر اہتمام زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی ہے۔ محترم ڈاکٹر عبدالعزیز نے کتاب وسنت کی روشنی میں اختصار و جامعیت کے ساتھ دل کش انداز میں واضح کیا ہے کہ "<u>شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے لہٰذا ہر وقت اس دشمن سے چوکس رہنا چاہئے</u>" انہوں نے اپنے قارئین کو اس بات سے آگاہ کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ شیطان کی دشمنی کے حدود کہاں کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں، شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کرتا ہے۔ شیطان انسان کو گمراہ کیوں کرنا چاہتا ہے اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے ہمیں کیا حفاظتی طریقے اختیار کرنے چاہئیں؟

آج کل بدقسمتی سے محسوس یوں ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر انسان ہی شیطان کے چنگل میں پھنس چکا ہے لہٰذا از بس ضروری ہے کہ عامۃ المسلمین کو شیطان کی دسیسہ کاریوں سے بچانے کے لئے اس موضوع کی کتب کو اردو زبان میں منتقل کیا جائے، ہماری محدود معلومات کے مطابق اس موضوع کی مذکورہ بالا کتب...... جن کی طرف قبل ازیں ہم نے اشارہ کیا ہے...... میں سے صرف امام ابن الجوزیؒ کی "تلبیسِ ابلیس" ہی کا اردو میں ترجمہ ہوا ہے۔ جب کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ جس قدر شیطانی طاقتیں اور ابلیسی قوتیں انسان دشمنی بالخصوص مسلمان دشمنی میں پیش پیش ہیں، ان کے شر سے بچانے کے لئے اس موضوع پر کتب بھی اسی طرح طبع کر کے معاشرے میں عام کی جائیں، اسی وجہ سے ہم نے پیشِ نظر کتاب کا انتخاب کیا ہے اور اسے اردو زبان میں منتقل کرنے کے لئے اپنے فاضل دوست پروفیسر حبیب الرحمٰن خلیق (فاضلِ مدینہ یونیورسٹی) کو زحمت دی، جنہوں نے "**شیطان کی انسان دشمنی**" کے نام سے نہایت سلیقہ سے

اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور **طارق اکیڈمی** اسے اپنی روایت کے مطابق احسن انداز میں زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے اپنے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہم سب کو محض اپنے فضل و کرم سے اپنے اس ازلی اور کمینے دشمن سے محفوظ رکھے، تاکہ ہم دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی حاصل کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ

یکم ستمبر 2003ء

محمد خالد سیف (نگران اعزازی)
مکتبہ طارق اکیڈمی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ان الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نتوب الیہ و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہ وأشھدان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ و صحبہ و من تبعھم باحسان وسلم تسلیما کثیرا امابعد:

میں نے اپنے اعلیٰ افکار اور قیمتی ایام ان علومِ شرعیہ کے حصول میں صرف کیے ہیں جو کتاب اللہ اور سنتِ مطہرہ سے ماخوذ ہیں۔

اللہ کی کتاب! اس میں ہم سے پہلوں کی خبریں اور ہمارے بعد کے حالات ہیں اور ہمارے مقدموں کا فیصلہ ہے، یہ فیصلہ کن حقیقت ہے، بے کار بات نہیں ہے، جو کوئی ازراہِ تکبر اس کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دے گا اور جو کوئی اس کے سوا کسی اور چیز سے ہدایت ڈھونڈے گا اللہ اس کو گمراہ کر دے گا، یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور حکمت والا ذکر ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے، یہ وہ کتاب ہے کہ اس کی پیروی سے خواہشات کجی کی طرف نہیں جاتیں اور اس سے زبانیں خلط ملط نہیں ہوتیں، علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اور زیادہ تکرار سے یہ کتاب پرانی نہیں ہوتی اور اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ اور یہ وہی کتاب ہے جس کو جن سن کر خاموش نہ رہ سکے اور بے اختیار کہہ اٹھے:

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ○ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ..... (الجن: ۱، ۲)

”ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔“

مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.[1]

جس نے اس کے ساتھ بات کی اس نے سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا وہ اجر دیا جائے گا اور جس نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا اور جس نے اس کی طرف بلایا وہ سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیا گیا۔

قرآن حکیم موضوعات کی ایک بہت بڑی تعداد پر مشتمل ہے اور انہی موضوعات میں سے ایک موضوع ''شیطان کی انسان دشمنی'' ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہت سی آیاتِ مبارکہ وارد ہوئی ہیں جو اس کی دشمنی، اس کے اسباب اور اس جانی دشمن سے مقابلہ کی کیفیت کی راہنمائی کرتی ہیں۔ نیز قرآنِ کریم میں جہاں کہیں اجمال ہے تو سنتِ نبوی ﷺ نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے تاکہ رسولوں کی بعثت کے بعد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کوئی حجت الزام باقی نہ رہے۔

---

[1] یہ اقتباس حضرت علی ﷺ کے قول سے ماخوذ ہے جو کہ ترمذی 5/273-272 دارمی 2/435 میں الحارث الاعور کے طریق سے نبی ﷺ تک مرفوع ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب: 146 میں اس سے متعلق کہا ہے: شعبی نے اس کی تکذیب کی ہے اور رافضیت کا الزام لگایا ہے اور اس کی حدیث میں ضعف ہے جیسا کہ شیخ البانی نے طحاویہ 71 کے حاشیہ میں کہا ہے: ''خیال ہے اس کی اصل حضرت علی ﷺ پر موقوف ہے، سو حارث نے مرفوع کہہ کر غلطی کی ہے''

کچھ اس کتاب کے بارے میں

میں نے اس کتاب کا عنوان درج ذیل اسباب کی خاطر منتخب کیا ہے۔

1 لوگوں کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ امت میں سے علماء وعوام الناس سمیت اس بات سے کوئی شخص بھی مستغنی نہیں رہ سکتا کہ ہر ایک پر یہ لازم ہے کہ وہ شیطان سے بچے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس نے تو ہم سب کو گمراہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم اٹھا رکھی ہے، جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ. (ص : ۸۲)

"اس نے کہا سو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔"

2 شیطان کی ان مخفی چالوں کو عیاں کرنا جو بہت سے لوگوں سے مخفی ہیں اور انہیں اچھی طرح واضح کر دینا ایک لازمی امر خیال کیا جیسا کہ فرمانِ ربانی ہے:

ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (الاعراف:۱۷)

"(شیطان نے کہا) پھر میں ان پر ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے، ان کی داہنی جانب اور ان کی بائیں جانب سے حملہ کرونگا اور ان سے اکثر کو تو شکر گزار نہ پائے گا۔"

اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الشَّيْطَٰنَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ

(مسلم: ۳/۱۶۰۷)

"بے شک شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس اس کے ہر کام کے وقت حاضر ہوتا ہے۔"

3 اور تا کہ یہ حقیقت معلوم ہو سکے کہ لوگوں کی اکثریت اس کی پیروی کر رہی ہے اور ہمیں اس کثرت سے قطعاً دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ شیطان نے اللہ رب العزت سے

کہا:

”لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا“ (الاسراء : ۶۲)

”اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو میں تھوڑے سے لوگوں کے سوا، اس کی ساری اولاد کو اپنے قابو میں کرلوں گا۔“

۴ تمام عمر شیطان سے بچنا کہ وہ عمر کے آخری حصہ میں بھی گمراہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَأَبْرَحُ أُغْوِيْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ أَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ ①

”شیطان نے کہا تھا: اے پروردگار تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں ان کو مسلسل بخشتا رہونگا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔“

۵ نیز مسلمان یہ جان لیں کہ انہیں اپنے ہی نفسوں کے پیدا کردہ جن مصائب سے واسطہ پڑتا ہے وہ شیطان کی پیروی ہی کے سبب وجود میں آتے ہیں جو انہیں دشمنی، بغض، تلخی اور فساد انگیزی میں مبتلا کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ“ (المآئدة : ۹۱)

”یقیناً شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض ڈلوادے۔“

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ

---

① احمد 29/3۔ حاکم نے (261/4 میں) اسے صحیح کہا۔ امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ البانیؒ نے صحیح الجامع 72/2 میں اس کی تحسین کی ہے۔

بَیْنَهُمْ" (بنی اسرائیل:۵۳)

"اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں سے ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان ان میں فساد پیدا کر دیتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ اَیِسَ اَنْ یَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِی جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ بِالتَّحْرِیْشِ بَیْنَهُمْ"[1]

"بلاشبہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں لیکن ان کے مابین فساد انگیزی کے لئے کوشاں ہے۔

❻ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب (قرآن حکیم) میں شیطان کی ہم سے عداوت اور اس سے نجات کے طریقے بیان فرما دیئے ہیں۔ نیز نبی اکرم ﷺ نے بھی سنت سے اس کی وضاحت فرما دی ہے اور علماء نے بھی اسے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ سو ایسے ہی اسباب کے پیشِ نظر جن کا آپ عنقریب کتاب میں مطالعہ فرمائیں گے، میں نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے۔

---

[1] یہ الفاظ مسلم: 2166/4 کے ہیں، احمد: 313/3، ترمذی 330/4 میں "فی جزیرۃ العرب" کے الفاظ نہیں ہیں، اور اسے حسن کہا۔ نیز البانی نے صحیح سنن الترمذی 183/2 میں اسے صحیح کہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

یہ چار فصلوں پر مشتمل ہے۔

- پہلی فصل: لفظ ''انسان'' اور ''شیطان'' کا مأخذ۔
- دوسری فصل: شیطان کی تخلیق کی بنیاد
- تیسری فصل: تخلیقِ انسان کی اصل کو تخلیقِ شیطان کی اصل پر فوقیت۔
- چوتھی فصل: شیطان کی انسان سے دشمنی کی ابتداء اور انتہا۔

لفظ انسان اور شیطان کا ماخذ

1 انسان

لفظ ''انسان'' ناس سے اسم جنس ہے جو کہ مذکر، مونث واحد اور جمع پر بولا جاتا ہے، اس کے ماخذ میں اختلاف چار اقوال پر مبنی ہے جبکہ اس پر اتفاق ہے کہ اس کے آخر میں نون زائد ہے۔

پہلا قول:

بصری کہتے ہیں کہ: یہ ''انس'' سے مشتق ہے جس کی اصل ہمزہ، نون اور سین ہے: یہ اس طرح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت حواء سے مانوس ہو گئے تھے یا پھر اپنے رب سے مانوس ہو گئے تھے۔

دوسرا قول:

کوفی کہتے ہیں کہ یہ ''نسیان'' سے مشتق ہے اور اس کی اصل نون، سین، یاء ہے جبکہ ھمزہ زائد ہے، ان کے بھولنے کی وجہ سے اس لفظ سے موسوم کیا گیا ہے۔

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا.'' (طٰه: ۱۱۵)

''ہم نے پہلے آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا مگر وہ اسے (بھول) گیا اور ہم نے ان میں صبر وثبات نہ دیکھا۔''

تیسرا قول:

کسائی کہتے ہیں کہ: یہ ''نوس'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی حرکت کرنا ہے اور اس کی اصل نون، واؤ اور سین ہے، واؤ متحرک ماقبل فتح کی بنا پر اسے الف سے بدل دیا گیا۔ اور انسان کی پیدائش ہی حرکت پر ہے۔

چوتھا قول:

ازھری [1] کہتے ہیں کہ: وہ ''ایناس'' سے ماخوذ ہے، یعنی نمایاں ہونا۔ کہا جاتا ہے: أنسته و نسته، جب تم اسے دیکھو، اور انسان کو انسان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ جنات کو ''جن'' اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ پوشیدہ ہیں۔ [2]

شیطان

اس کے ماخذ کے بارے میں دو قول ہیں:

① کہ یہ ''شطن'' سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی دور رہنا، سو اس کا وزن ''فیعال'' اور نون اصلی ہوگا، یہ اس نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ وہ حق اور رحمتِ الٰہی سے دور ہو گیا۔

② کہ یہ ''شاط یشیط'' سے مشتق ہے، یعنی وہ ہلاک ہوا، جل گیا اور ضائع ہو گیا، اور اس کا وزن ''فعلان'' ہوگا۔ جس میں یا اصلی اور نون زائد ہوگا۔ مثل ھیمان اور غیمان جو کہ ہام اور غام سے ہیں۔ ازہری نے کہا: پہلا کثیر الاستعمال ہے۔ [3]

---

[1] یہ محمد بن احمد بن طلحہ الازہری الہروی، مفسر، صاحب لغت شافعی ہیں۔ ''تھذیب اللغة'' ''کتاب التفسیر'' اور علل القراءت کتب انہیں کی تالیف کردہ ہیں، ان کی پیدائش 282ھ اور وفات 370ھ میں ہوئی۔ دیکھئے ''سیر اعلام النبلاء'' 315-317/16 اور ''طبقات الشافعیۃ للسبکی'' 63-67/3۔

[2] ان اقوال کے لئے دیکھئے: ''تھذیب اللغة'' ''لسان العرب''، ''المصباح المنیر'' مادۃ ''انس'' ''تفسیر قرطبی 192-193/1 اور الدر المصون 119-120/1۔

[3] دیکھئے: ''تھذیب اللغة'' ''لسان العرب'' اور ''المصباح المنیر'' مادہ ''شطن''

شیطان کی تخلیق

اللہ رب العزت نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ شیطان جنوں سے تھا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ" (الکھف:۵۰)

"مگر ابلیس (نے سجدہ نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا اس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی۔"

دوسری آیت کریمہ میں اس فرمان سے اس کی تخلیق کی ابتداء واضح فرمادی ہے

"اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ" (الاعراف:۱۲)

"میں اس سے افضل ہوں، مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔"

تو آگ وہ مادہ ہے جس سے جنوں کی ابتدائی تخلیق ہوئی ہے"

جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول ﷺ نے فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَآئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ (صحیح مسلم :2294/4)

"فرشتوں کو نور سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا اور آدم اس سے جو چیز تمہارے لئے بیان کردی گئی ہے۔"

اور یہ چیز اس کی تخلیق کے بیان میں واضح نص ہے کہ اسے آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے۔

المارج:

ایسا شعلہ جو سیاہ آگ سے مخلوط ہو۔ [1]

یہ نصوص اس بات کی غماز ہیں کہ اس کی اصل ملائکہ سے نہیں ہے۔ [2]

---

[1] دیکھئے: غریب الحدیث لابن الجوزی ۳۵۱/۲ اور لنویت فی غریب الحدیث ۳۱۵/۴۔

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے: الفصل لابن حزم ۳۴/۴، ۳۵ تفسیر طبری ۲۹۴/۱، ۲۹۵ اور ابن کثیر ۸۹/۳، ۹۰۔

تخلیق انسانی کی اصل کو تخلیق شیطان کی اصل پر فوقیت

شیطان نے خود کو آدم پر بہتر کیوں سمجھا

شیطان نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اس نے اس کا سبب بیان کیا جس کا تذکرہ رب العزت نے اپنی کتاب میں اس انداز میں فرمایا ہے:

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ. (الاعراف:۱۲)

''میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا''

یعنی میں اس سے بہتر ہوں اسے چاہئے کہ وہ مجھے سجدہ کرے چہ جائیکہ میں اس کو سجدہ کروں حالانکہ وہ مجھ سے اپنی اصل کے اعتبار سے حقیر ہے۔ تو اس نے اپنی پیدائش کی اصل پر فخر کیا اور اس نے علیم وحکیم کی ذات کے واضح حکم پر اعتراض کرتے ہوئے یہ فاسد قیاس کیا تھا۔

آگ کو مٹی سے بہتر کہنے والوں کے دلائل:

اس کے کچھ پیروکار اس کی پیروی میں آگ کو مٹی پر باعثِ شرف تصور کرتے ہیں، اسی لئے کسی کا قول ہے:

الارضُ مُظلمة و النار مشرقة..... والنار معبودة منذ كانت النار

''زمین تاریک کرنے والی ہے اور آگ روشن کرنے والی ہے، اور آگ جب تک آگ ہو اس کی پوجا کی جاتی ہے۔''

ابليس خير من ابيكم آدم...... فتنبهوا يا معشر الفجار

''ابلیس تمہارے باپ آدم سے بہتر ہے، سوائے فاجروں کی جماعت! چوکنے ہو جاؤ۔''

ابلیس من نار و آدم من طینة...... والارض لا تسموا سمو النار. [1]

''ابلیس آگ سے ہے اور آدم مٹی سے اور مٹی آگ کی طرح بلند نہیں ہوسکتی''

امام ابن القیمؒ

امام ابن القیمؒ نے اس کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1. آگ کی فطرت میں فساد ہے اور جس چیز تک اس کی رسائی ہو جائے اس کو ضائع کر دیتی ہے جبکہ مٹی میں ایسا نہیں ہے۔
2. اس کی فطرت میں عجلت، تیزی اور جوش ہے جبکہ مٹی کی فطرت میں سنجیدگی، سکون اور ٹھہراؤ ہے۔
3. مٹی جانوروں کی روزی اور خوراک پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور اسی سے لوگوں کا لباس اور سامان آرائش پیدا ہوتا ہے اور اسی سے ان کے اسباب بودوباش حاصل ہوتے ہیں اور آگ سے ان اشیاء میں سے کوئی بھی حاصل نہیں ہوتی۔
4. جانور کے لئے مٹی لازمی ہے وہ اس سے کبھی بھی مستغنی نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ جو اس میں اور اس سے پیدا ہوتا ہے اور آگ سے چوپائے تو قطعی بے نیاز ہیں جب کہ انسان تو اس سے کئی دن و ماہ مستغنی رہ سکتا ہے۔
5. مٹی میں جب غلہ و اناج ڈالا جاتا ہے تو وہ اسے کئی گنا کر کے نکالتی ہے جبکہ آگ اسے کھا جاتی ہے۔
6. آگ بذات خود قائم نہیں رہ سکتی بلکہ وہ کسی مقام کی محتاج ہوتی ہے۔ جہاں اسے جلایا جائے جبکہ مٹی کسی خاک بردار کی محتاج نہیں ہے۔
7. آگ مٹی کی محتاج ہے اور مٹی کو اس کی کوئی حاجت نہیں سو وہ جگہ جہاں آگ بھڑکتی ہے تو وہ مٹی سے یا مٹی میں بنائی جاتی ہے۔

---

[1] یہ اشعار بشار بن برد کی جانب منسوب ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ آگ کو مٹی پر فوقیت کا قائل تھا، اس بنا پر کہ اس کی قوم کا اصل مذہب مجوسی تھا تو مہدی نے اسے مارنے کا حکم دیا تھا چنانچہ ۱۶۸ھ میں اس کی موت واقع ہوئی۔ دیکھئے: البدایة والنہایة 10/153-154 خزانة الادب 3/230-231 اور مصائب الانسان 164۔

۸ ابلیسی مادہ آگ کے شعلے سے ہے جو کہ کمزور ہے، چنانچہ خواہش نے اس کے ساتھ کھیل کود کیا، اس لئے اس کے مادہ تخلیق پر غالب آ گئی...... جبکہ آدمی کا مادہ مٹی ہے اور یہ ایسا طاقتور ہے جو خواہش پر بہہ نہیں سکتا، وہ جہاں بھی چلا جائے (اگر چاہے تو) اپنی خواہش پر غالب آ سکتا ہے۔

۹ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں زمین کے بے شمار فوائد سے آگاہ کیا ہے اور اپنے بندوں کو زمین میں اپنی ودیعت کردہ آیات وعجائب میں غور وخوض اور تفکیر کی دعوت دی ہے جبکہ آگ کا تذکرہ ماسوا چند مقامات کے بطور تہدید، سزا اور عذاب کے کیا ہے۔

۱۰ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیاتِ کریمہ میں یہ خبر دی ہے کہ وہ باعثِ برکت ہے جبکہ آگ کے متعلق کسی برکت کا ذکر نہیں کیا۔

۱۱ زمین اللہ تعالیٰ کے ان بابرکت گھروں (مسجدوں) پر مشتمل ہے جن میں اس کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر اس پر دوسرے بابرکت گھر نہ بھی ہوتے تو صرف بیت اللہ ہی زمین کو آگ پر شرف کے لئے کافی تھا۔

۱۲ آگ کی غرض تو یہ ہے کہ اسے زمین میں بطور خادمہ کے پیدا کیا گیا ہے۔ زمین کو اس کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے طلب کر لیتی ہے اور جب اس سے بے نیاز ہوتی ہے تو اسے چھوڑ دیتی ہے۔

۱۳ مٹی دو بنیادی چیزوں کا مرکب ہے۔ ایک پانی جس سے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پیدا فرمائی ہے دوسرا مٹی جسے فوائد ونعمتوں کا خزانہ بنایا ہے۔

پھر بھی اگر اس لغو وبیکار بات کو بالفرض تسلیم کر بھی لیا جائے کہ آگ مٹی سے بہتر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آگ سے پیدا کردہ چیز مٹی کی پیدا کردہ چیز سے بہتر ہوگی، کیونکہ اعتبار انتہائے کمال کا ہوگا نہ کہ مادہ میں خامی کا۔ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو بہترین صورت میں ایک حقیر اور آلودہ پانی سے پیدا کیا ہے۔ [1]

---

[1] دیکھیے: بدائع الفوائد 4/142-139 باختصار۔

شیطان کی انسان سے دشمنی

دشمنی کا آغاز:

شیطان کی انسان سے دشمنی کی ابتداء ملاء اعلیٰ میں ہوئی اور اس کا ظہور دو معاملوں میں ہوا۔

پہلا معاملہ: شیطان کا حضرت آدم علیہ السلام کو بوجہ حسد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے شیطان پر تکریم بخشی ہے سجدہ سے انکار کرنا تھا۔ جبکہ فرشتوں نے اسے سجدہ کیا، ماسوا شیطان کے کہ وہ باوجود قدرت کے سجدہ سے منکر رہا، اور اس نے کہا:

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ (الاعراف:۱۲)

''میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو خاک سے پیدا کیا۔''

اس نے کہا:

أَرَاَيْتَكَ هٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ. (بنی اسرائیل:۶۲)

''کیا دیکھا تو نے اس (آدم) کو جو مجھ پر بزرگی دی؟ (تو کیوں بزرگی دی)''

تو اس کی جزا بھی جنس عمل سے تھی اور اس کا تکبر ہی اس کے (مرتبے سے) اترنے اور ذلت کا سبب بنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کبریائی میں کسی کے نزاع کو پسند نہیں کرتا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ۔ (الاعراف:۱۳)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو (اپنے رتبے یا بہشت سے) اتر جا یہ تو تیرے لائق ہی نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے سو نکل جا تو ذلیلوں میں سے ہے۔''

جب ملعون نے یہ دیکھا کہ آدم علیہ السلام ہی اس کی بدبختی کا باعث بنے ہیں تو وہ ان سے انتقام کے لئے غور وخوض کرنے لگا اور ان کے خلاف موقع کی تلاش کرنے لگا کہ انہیں میرے مقابل میں یہ مقام ومرتبہ کیونکر حاصل ہو گیا ہے!

دوسرا معاملہ: شیطان کا حضرت آدم علیہ السلام وحوا کو یہ وسوسہ ڈالنا کہ وہ دونوں اس درخت سے کھالیں جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع کیا تھا۔ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو جنت میں ٹھہرا دیا تو ان کے لئے جنت کے ہمہ قسم پھل حلال قرار دیئے، ماسوا ایک درخت کے کہ آزمائش وامتحان کی خاطر اس کے قریب جانے سے منع کر دیا۔ جب شیطان کو اس معاملہ کی خبر ہوئی تو اس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ان کو وسوسے ڈالنے لگا اور انہیں معصیتِ الٰہی کی خاطر درخت سے کھانے کے لئے گمراہ کرنے لگا، کبھی انہیں خلود فی الجنۃ کا وعدہ دینے لگا اور کبھی حلف اٹھا کر خیر خواہی کا جذبہ ظاہر کرنے لگا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے:

قَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْتَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

(الاعراف: 20-21) ★

''اور کہنے لگا تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے کسی اور سبب سے منع نہیں کیا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے نہ ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ، اور ان دونوں کے روبرو حلفاً کہنے لگا کہ، یقین جانو میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

تو ان دونوں نے درخت سے کھا لیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو اس نے دونوں کی توبہ قبول فرمالی پھر ان تمام کو زمین پر اتار دیا۔ اور انہی دونوں معاملوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں جمع کر دیا ہے:

''وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى۝ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ﴾ (طٰهٰ: ۱۱۶ تا ۱۲۳)

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے کیا، اس نے انکار کیا۔ تو ہم نے کہا اے آدم علیہ السلام! یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے (خیال رکھنا) ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے کہ تو مصیبت میں پڑ جائے۔ یہاں بہشت میں تو تیرے لئے یہ (فائدہ) ہے کہ نہ تو بھوکا رہتا ہے نہ ننگا۔ اور اس میں نہ تو یہاں پیاسا رہتا ہے نہ دھوپ سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ لیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا، کہنے لگا کہ کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو۔ چنانچہ ان دونوں نے اس درخت سے کچھ کھا لیا سو ان کے ستر کھل گئے اور بہشت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے، آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی، سو بہک گیا۔ پھر اس کے رب نے نوازا اور اس کی توبہ قبول کی اور اس کی راہنمائی کی۔ فرمایا، تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو......''

زمین پر دشمنی کا آغاز ہو گیا اور یہی اصل موضوع ہے۔

2۔ دشمنی کی انتہاء:

انسان کے لئے شیطان کی دشمنی کی کوئی انتہاء نہیں ہے نہ ہی دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں، تاہم اس کی دنیا میں عداوت کی قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ہر انسان کے لئے خاص دشمنی! یہ اس کے روزِ پیدائش ہی سے شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ اِلَّا نَخَسَهُ الشَّيْطٰنُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَّخْسَةِ الشَّيْطٰنِ اِلَّا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهُ." (1)

"جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مس کرتا (چھوتا) ہے تو شیطان کے چھونے سے وہ چیختا ہے (لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مسِ شیطان سے) ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کی والدہ (حضرت مریمؑ) کو محفوظ رکھا ہے۔"

پھر اس کے ساتھ رہتا ہے جب تک اس کی روح اس کے جسم میں باقی رہتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَارَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِيْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ" (2)

"اے پروردگار تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہونگا، ان کی روحیں جب تک ان کے جسموں میں رہیں گی۔

تو مسلمان بھائی ہم سب پر لازم ہے کہ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑیں اور ہمہ قسم اسباب بروئے کار لا کر اس سے بچنے کی کوشش کریں۔

دوسری قسم: آخر زمانے میں آنے والوں کے لئے عمومی عداوت

اور وہ عنقریب آخر زمانے میں سب کو گمراہ کر دے گا تا آنکہ روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی وہ روایت ہے جس میں رسول ﷺ نے جب آخری زمانے کے فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

---

(1) بخاری کتاب الانبیاء 138/4 مسلم کتاب الفضائل 1838/4 یہ الفاظ اس کے ہیں۔

(2) حاکم 29/3 اور 261/4 اور اسے صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی۔ البانی نے صحیح الجامع 72/2 میں اس کو حسن کہا۔

''فَيَبْقَى شِرَارُ الْخَلْقِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ فَيَقُوْلُ أَلَا تَسْتَحْيُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ'' (مسلم۴/۲۲۵۹،۲۲۵۸)

''پس بُرے لوگ باقی رہ جائینگے جو پرندوں کی مانند سبک اور درندوں کی مانند سخت ہونگے، وہ کسی نیکی کو نہ پہچانیں گے اور نہ کسی بُرائی کا انکار کریں گے۔ ان کے پاس شیطان انسانی شکل میں آئے گا کہے گا: کیا تم حیا نہیں کرتے؟ وہ کہیں گے تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ وہ ان کو بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ وہ اس حالت میں ہونگے (کہ) ان کا رزق بہت ہوگا اور ان کی معیشت اچھی ہوگی، پھر صور پھونکا جائیگا۔

شیطان قیامت تک مہلت دیا گیا ہے

اور اسے اللہ رب العزت نے رہتی دنیا تک مہلت دے رکھی ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

''قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيْ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (ص:۷۹تا ۸۱)

''ابلیس نے کہا میرے رب مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ پروردگار نے فرمایا! تجھے اس دن تک مہلت ہے۔ جس کا وقت متعین ہے۔''

شیطان کو مہلت دینے میں حکمتیں

شیطان کو رہتی دنیا تک مہلت دینے میں درج ذیل حکمتیں پنہاں ہیں:

1. تمام امتوں کی آزمائش وابتلاء مقصود ہے تاکہ اچھے اور بُرے کی تمیز ہو سکے۔ اگر اسے ختم کر دیا جاتا تو یہ مقصد حاصل نہ ہو سکتا تھا۔

- تا کہ اس کا گناہ پر گناہ بڑھتا ہی جائے اور اس کی سزا سخت ہو جائے تا کہ وہ سزا اس کے لئے لازمی ہو جائے جس کا وہ مستحق ہے۔
- تا کہ وہ تمام مجرموں کی سرپرستی کرتے ہوئے ان پر تسلط اختیار کرے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

"اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ.

(النحل:۱۰۰)

اس کا غلبہ ان پر تو یقینی ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اس کے (وسوسے کے) سبب (اللہ کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں۔

شیطان کی آخرت میں عداوت

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں تمیز کر کے حق وانصاف سے فیصلہ فرما دے گا تو شیطان اپنے رفقاء سے کہے گا:

"اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ." (ابراهیم:۲۲)

"یقیناً اللہ نے تو تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کئے تھے ان کے خلاف کیا، میرا تم پر کسی قسم کا زور نہیں تھا، ہاں! میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے میرا کہا مان لیا، تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو، میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ پہلے مجھے شریک بناتے تھے، بے شک جو ظالم ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

دوزخ میں سب اکٹھے

پھر انہیں ان کے عبادت گزاروں سمیت دوزخ میں اکٹھا کر دیا جائیگا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ○ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ

(صافات: ۲۲ تا ۲۶)

''ظالموں اور ان کے ہم راہیوں کو اور جن جن کی وہ اللہ کے علاوہ پوجا کرتے تھے (ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو۔ اور انہیں ٹھہرالو، کہ ان سے (ضروری) سوال کیے جانے والے ہیں۔ تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بلکہ وہ (سب کے سب) آج فرمانبردار بن گئے''

سو وہ سب کے سب دوزخ میں پھینک دیے جائیں گے' فرمان ہے:

''فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ○ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ○ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ○ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ''. (شعراء: ۹۴ تا ۹۸)

''تو وہ اور گمراہ یعنی (بت اور بت پرست) اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائینگے اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخلِ جہنم) ہونگے۔ وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے کہ، اللہ کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے' جب کہ تمہیں (اللہ) رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے''

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان اور اس کی پوجا کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے:

''فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

الظّٰلِمِیْنَ ○ (الحشر:۱۷)

''تو دونوں کا انجام یہ ہوا کہ آتش (دوزخ) میں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے''

شیطان اور اس کے اطاعت شعاروں کا انجام

''اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ ○ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ○ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ○''

(الزخرف:۷۴تا۷۶)

''بے شک (کفار) گنہگار لوگ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے، جو ان سے ہلکا نہ کیا جائیگا اور اسی میں مایوس پڑے رہیں گے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے (آپ پر) ظلم کرتے تھے''

سو کفار اور ان کا بڑا معبود ایک دائمی اور مسلسل عداوت کے ساتھ ساتھ ابدی اور لازوال عذاب سے دوچار رہیں گے اور مومنین انہیں ہنس ہنس کر دیکھتے ہوئے خوش ہو رہے ہوں گے۔ جس کی وضاحت یہ فرمانِ الٰہی سے ہو رہی ہے۔

فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ○ عَلَى الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ○ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا یَفْعَلُوْنَ ○ (المطففین ۳۴تا۳۶)

''سو ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ کہ ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا''

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انسان کو گمراہ کرنے والے شیطانی حربے

یہ سترہ مضامین پر مشتمل ہے:

- پہلی فصل: وسوسہ
- دوسری فصل: بھولنا
- تیسری فصل: وعدے اور آرزوئیں
- چوتھی فصل: وعدے اور ڈراوے
- پانچویں فصل: تزئینِ گناہ
- چھٹی فصل: اللہ کے دین سے روکنا
- ساتویں فصل: نافرمانی کا حکم
- آٹھویں فصل: بالتدریج آگے بڑھنا
- نویں فصل: چھونا
- دسویں فصل: شراب و جوا
- گیارھویں فصل: مومنوں کے مابین پھوٹ ڈالنا
- بارھویں فصل: لغزش
- تیرھویں فصل: شبہات پیدا کرنا
- چودھویں فصل: انسانی شیطانوں سے مدد لینا
- پندرھویں فصل: جادوگروں اور کاہنوں کو تعلیم دینا
- سولھویں فصل: آواز سے بہکانا
- سترھویں فصل: مال واولاد میں شرکت

انسان کو گمراہ کرنے والے شیطانی حربے

اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اس نے اللہ کی قسم اٹھائی تھی کہ وہ تمام لوگوں کو گمراہ کرے گا ماسوا اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان سے مستثنیٰ کر دیا ہے:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○ (ص: ۸۲،۸۳)

''کہنے لگا مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکاتا رہوں گا، سوا ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں۔''

تو شیطان نے ان کو گمراہ کرنے کے لئے ہر شخص کے حسب حال طریقہ اپنا رکھا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

''وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ.'' (بنی اسرآئیل: ۶۴)

''اور ان پر اپنے (لشکر کے) سواروں اور پیادوں کو چڑھالا''

یعنی ہمہ قسم توانائی سے ان پر قابو پاؤ۔ گھوڑے اور پیادے تدابیر سے کنایہ ہیں۔ ①

یہ ایسا باب ہے جس سے متعلق مندرجہ ذیل معلومات رکھنا ہر مسلمان کے لئے از حد ضروری ہے:

① شیطان کا جملہ اقوام و مذاہب کے ہر طبقہ میں کثرت سے شکوک و شبہات پیدا کرنا۔ ②

② بلاشبہ یہ فرمانِ الٰہی ہے۔

''وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ.'' (الانعام: ۵۵)

''اور تاکہ مجرموں (گنہگاروں) کا راستہ صاف ظاہر ہو جائے۔''

---

① دیکھئے: تفسیر ابن کثیر ۴/۵۰ اور شوکانی ۳/ ۲۴۸ ② دیکھئے: کتاب تلبیس ابلیس لابن الجوزی۔

کے عموم میں داخل ہے، یاد رکھئے! شیطان تمام مجرموں سے سرکش ترین مجرم ہے۔

(۳) انسان اس طویل جنگ میں اس وقت تک نبرد آزمائی کی طاقت نہیں رکھ سکتا جب تک اسے اپنے دشمن کے اسلحہ اور اس کی جنگی چالوں کی پہچان نہ ہو جائے۔

وسوسہ

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ (النّاس: ۴تا۶)

''(میں پناہ پکڑتا ہوں) شیطان وسوسہ انداز کی بُرائی سے جو (اللہ کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (خواہ وہ) جنات سے (ہو) یا انسانوں میں سے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ (طٰه: ۱۲۰)

''تو شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا۔''

اور حضرت آدم وحواء کے متعلق فرمایا:

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ (الاعراف: ۲۰)

''تو شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا۔''

وسوسہ کیا ہے؟

وسوسہ شیطان کا ایسی مخفی آواز سے اپنی پیروی کی جانب دعوت دینا ہے جس کا مفہوم دل تک بلا آواز پہنچے [1] یا ایسی پست آواز ہو جسے وہی سن سکتا ہے جسے وہ وسوسہ ڈالتا ہے، اور جب شیطان یکے بعد دیگرے وسوسوں کی تکرار کرتا ہے اور جس پر وسوسہ ڈالتا ہے اس کے پاس تاکیدی الفاظ کو دہراتا ہے تو اسے عربی میں کہتے ہیں: وَسْوَسَ: اس نے وسوسہ ڈالا، جس طرح کَبْکَبَ، قَلْقَلَ اور زَلْزَلَ ہے۔

---

[1] دیکھئے تفسیر قرطبی 263/20۔

شیطان کا طریقہء واردات اور اس سے بچاؤ کی ترکیب

شیطان دراصل قلبی میدان میں اترتا ہے جو سینہ ہے اور اپنی حسبِ منشا اس کے دل میں القاء کرتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے گزرنے کی طاقت دے رکھی ہے اس لئے وہ انسان میں خون کی گردش کی مانند دوڑتا ہے، جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

اِنَّ الشَّيْطٰـنَ يَجْرِىْ مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ اِنِّى خَشِيْتُ اَنْ يُّلْقِىَ فِى قُلُوْبِكُمَا شَيْئاً. (بخاری ۲/۲۵۷، ۲۵۸)

"شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں کچھ ڈال نہ دے۔"

شیطان کے وسوسے کا ایک انداز

تو جب شیطان دل کو بے خبر پاتا ہے تو اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور اس میں قسم قسم کے وسوسوں کا بیج بونا شروع کر دیتا ہے' جو گناہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب بندہ اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہوتے ہوئے سکڑ جاتا ہے، اور اس کا وسوسہ ڈالنا تو صحیحین سے ثابت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا!

يَاْتِى الشَّيْطٰنُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ.

(بخاری: ۴/۹۲، مسلم ۱/۱۲۰)

"شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آ کر کہتا ہے کہ یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ تو جب (اس کی نوبت) یہاں تک پہنچے تو اللہ کی پناہ پکڑے اور رُک جائے۔"

امام نوویؒ کہتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ:

"جب اسے اس قسم کا وسوسہ ڈالا جائے تو اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے

اللہ کی پناہ پکڑے اور ایسی فکر سے منہ پھیر لے اور یہ سمجھ لے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے جو فساد انگیزی اور گمراہ کرنے کی سعی میں ہے، پس وہ وسوسہ کی طرف میلان سے اعراض کر لے اور جلدی سے اس سے ہٹ کر کسی دوسرے عمل میں مشغول ہو جائے تو گویا یہ ایک بے بنیاد اور ہنگامی معاملہ تھا جس کی دلیل دیکھے بغیر ہی اسے دفع کر دیا گیا دوسرے لفظوں میں یہ ایسا بے بنیاد معاملہ ہے جو نا قابلِ التفات اور نا قابلِ تفکیر ہے۔" (مسلم ۲/۱۵۶_۱۱۵)

وسوسے کا دوسرا انداز

اور اس کے وسوسے میں سے یہ بھی ہے جو صحیحین میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

إِذَا نُودِيَ بِالْأَذَانِ أَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعُ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانَ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ يَخْطِرُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُوْلُ أُذْكُرْ كَذَا أُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى (بخاری ۱/۱۵۱، مسلم ۱/۳۹۸)

"جب نماز کے لئے اذان دیجاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سنے، پس جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو (واپس) آ جاتا ہے، یہاں تک کہ جب تکبیر (اقامت) کہی جاتی ہے تو پشت پھیر کر چلا جاتا ہے پھر جب تکبیر مکمل ہو جاتی ہے تو (پھر) آ جاتا ہے حتیٰ کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، وہ چیزیں جو اس سے پہلے اسے یاد نہ تھیں یہاں تک کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے"

شیطان کا انسان کے ساتھ یہی حال رہتا ہے کہ اسے ہر چیز میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے یا تو اس پر کوئی شبہ ڈالتا ہے، شہوت کی طرف مائل کرتا یا اطاعت میں

نقص پیدا کرتا یا معصیت کے ارتکاب کی دعوت دیتا ہے لیکن مومن نہایت دانائی اور ہوشیاری سے اپنے دشمن سے بچتا ہے۔ سو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ خارجی دشمن سے قبل اس دشمن سے نبرد آزما ہو جو اس کے دونوں پہلوؤں میں موجود ہے جو ہر لحہ فرصت پا کر اس کی مخالفت کرتا ہے۔

ذرا اس گروہ پر بھی غور کریں جو وسوسہ سے متاثر ہو جاتا ہے اور شیطان اس پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے حتیٰ کہ وسوسے سے متاثر ہو کر اس کے حکم کو قبول کر کے اس کی تابعداری اختیار کر لی ہے اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع سے بے رغبتی اختیار کر چکا ہے تا آنکہ ان میں سے جب کوئی نبی کے وضو کی طرح وضوء کرنے کو باطل، آپ کی نماز کی طرح نماز پڑھنے کو غیر درست خیال کرتا ہے، اس طرح یہ پانی کی نجاست، جگہ، لباس، نیتِ وضو اور نیتِ نماز میں وسوسہ پیدا کرتا ہے اور یہ شخص اسے قبول کرتے ہوئے تسلیم کر لیتا ہے، حالانکہ حقیقت میں یہ ابلیس کی اطاعت میں مبالغہ انگیزی اور اس کے وسوسہ کو قبول کرنا ہے۔ [1] اللہ محفوظ فرمائے۔

---

[1] دیکھئے اغاثۃ اللھفان 153/1 تا 164 اس میں وسوسہ سے متعلق مفید معلومات ہے۔

بھولنا

بھولنا ایک ایسی مصیبت ہے جو لوگوں کو ان کے دینی و دنیاوی امور میں لاحق رہتی ہے اور شیطان انتہائی کوشش میں رہتا ہے تا کہ لوگوں کو حتیٰ الوسع غافل کر دے۔

بھول کے معاملہ میں لوگوں کی اقسام

بھولنے کے معاملہ میں لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ایک قسم تو وہ ہے جن پر شیطان نے مکمل طور پر قابو پا رکھا ہے یہاں تک کہ اس نے انہیں ان کا رب بالکل بھلا دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰٮهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ (المجادله: ۱۹)

''شیطان نے ان کو قابو میں کر لیا ہے اور اللہ کی یاد ان کو بھلا دی ہے' یہ (جماعت) شیطان کا لشکر ہے اور سن رکھو کہ شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے''

یہ لوگ منافق ہیں جن کے عقیدے میں نفاق ہے' شیطان نے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور ان پر قابو پا لیا ہے اور انہیں ایسا گھیر رکھا ہے کہ جہاں انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا ہے وہاں اس کے اوامر ونواہی کو بھلا کر غافل کر دیا ہے۔ ①

یہ آیت اگرچہ منافقین کے نفاق کے متعلق ہے کہ جو کوئی ان جیسا کفر و شرک اختیار کرے گا تو اس کا حکم بھی اس جیسا ہوگا اور وہ بھی اس نقصان اٹھانے والی شیطانی جماعت سے ہوگا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اس نے ان کو بھلا دیا۔

دوسری قسم: وہ ہے جن کو شیطان نے ان کے بعض وہ امور بھلا دیئے ہیں جن کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور اس میں سب لوگ مومن و کافر شامل ہیں اور رسول ﷺ کے عمومی

---

① تفسیر قرطبی ۱۷/۳۰۵ تا ۳۰۷، ابن کثیر ۴/۳۲۸.

فرمان کے مطابق: نَسِيَ آدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ۔ ① حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے تو ان کی اولاد (بھی) بھول گئی۔

جس طرح حضرت آدم علیہ السلام وہ چالیس برس بھول گئے جو انہوں نے اپنی عمر میں سے حضرت داوَد علیہ السلام کو دے دیئے تھے چنانچہ نسیان اس مخلوق کی علامت بن گیا۔

قرآنِ حکیم میں نسیان کا تذکرہ

1 حضرت یوسف علیہ السلام کی بابت' شیطان کا آقا سے ذکر بھلا دینا:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ۝ (یوسف: ۴۲)

''اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت (یوسف نے) خیال کیا کہ وہ رہائی پا جائے گا اس سے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا' لیکن شیطان نے ان کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور (یوسف) کئی برس جیل خانے میں ہی رہے''

یہ اس طرح سے ہوا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں نوجوانوں کے خواب کی تعبیر بتلائی تو جس کے بارے میں انہیں معلوم ہوا کہ وہ جلد ہی نجات پا جائے گا، اس سے کہا کہ میرا بادشاہ کے پاس تذکرہ کرنا کہ میں مظلوم ہوں یا اس کے پاس جا کے میرے علم کا تذکرہ کرنا تاکہ وہ اس تک راہنمائی پا سکے یا یہ بات اس لئے اسے کہی تاکہ وہ اس کو اطلاع کر دیں کہ عنقریب وہ یہاں سے نکل کر رہا ہو جائیگا۔

فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ

''تو شیطان نے ان کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا۔''

مفسرین نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کرتے ہوئے جس کو

---

① ترمذی 267/3 اور حسن صحیح کہا' حاکم 325/2 اور کہا کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے اور اسے البانی نے شرح طحاویہ: 241 کی تحقیق میں صحیح کہا۔

شیطان نے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا تھا دو قول نقل کیے ہیں:

پہلا قول

کہ وہ شخص حضرت یوسف علیہ السلام ہیں' اور یہ قول طبری نے مجاہد سے روایت کیا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور جیل سے اپنی رہائی کے لئے اس سے استعانت کریں۔ اور مفسرین نے یہ استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طبرانی کی روایت سے کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"لَوْلَمْ يَقُلْ يُوسفَ يَعْنِي الكلمةَ التي قَالَ مَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ مَالَبِثَ."[1]

"کہ اگر یوسف یہ کلمہ (یعنی اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ) نہ کہتے جوانہوں نے کہا تھا تو اتنی طویل جیل جوانہوں نے کاٹی ہے اس میں نہ پڑے رہتے۔

دوسرا قول

اس شخص سے مراد وہ نوجوان ہے جسے انہوں نے بتلایا تھا کہ عنقریب وہ رہا ہو جائیگا اور یہ قول طبری نے محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے جسے ابوحیان اور ابن کثیر نے راجح قرار دیا ہے۔ اور یہی قول شیخ سعدی کا فرمانِ الٰہی:

"وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ." (یوسف:۴۵)

"اب وہ شخص جو دونوں قیدیوں میں سے رہائی پا گیا ہے اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آ گئی بول اٹھا۔" کے بارے میں ہے جس میں بعد سے مراد یہ ہے کہ: اسے یوسفؑ اور ان کی وصیت مدت کے بعد یاد آئی۔

---

[1] طبری ۲۱/۲۳۲ الطبرانی فی الکبیر، ۱۱/۲۵۰ ہیثمی نے مجمع ۷/۴۳ میں کہا اس میں ابراہیم بن یزید القرشی المکی ہے جو متروک ہے ابن کثیر نے ۲/۴۸۰ میں کہا: یہ حدیث ضعیف جداً ہے اس لئے کہ سفیان بن وکیع ضعیف ہے جبکہ ابراہیم بن یزید جو کہ جوزی ہے وہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے طبری نے ۱۲/۲۲۳ میں اسی طرح عکرمہ' حسن اور قتادہ سے مرسل ذکر کیا ہے۔

اس قول کو تقویت اس بات سے ہوتی ہے کہ اگر بھولنے والے حضرت یوسفؑ ہوتے تو فرمانِ الٰہی "اُذْكُرْنِىْ عِنْدَ رَبِّكَ" (یوسف:۴۲) "اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا۔ کے مفہوم میں سوا اس کے اور کوئی احتمال نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے ہی جیل سے نکلنے کی خواہش کی البتہ اگر بھولنے والا وہ نوجوان ہے تو انہوں نے یہ بات اس سے اس لئے کہی تا کہ اس نوجوان کو خبر کریں کہ کسی دوسرے کی بجائے وہی رہائی پائے گا ① اور اس نوجوان کو بھلا دینے میں یہ حکمت تھی تا کہ حضرت یوسف جیل ہی میں رہیں ② تاہم ان کے جیل میں رہنے سے درجات بلند ہوئے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس پر صبر کیا۔ اور اللہ رب العزت نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ○

(یوسف: ۹۰)

"جو شخص اللہ سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔"

❁ شیطان کا حضرت یوشع علیہ السلام کو بھلانا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا○ (الکھف:۶۳)

"اس نے کہا کہ بھلا آپ نے دیکھا کہ ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو میں مچھلی (وہیں) بھول گیا اور مجھے (آپ سے) اس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا اور اس نے عجیب طرح سے دریا میں اپنا رستہ بنایا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا' مجھے نہیں علم کہ روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر کوئی عالم ہو' تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا اس میں تم سے بڑھ کر

---

① یہ مسئلہ" تفسیر طبری ۱۲/ ۲۲۲، ۲۲۳، بغوی ۲/ ۴۲۸' ابو حیان 311/5' ابن کثیر ۲/ ۴۸۰، ۴۸۱ اور سعدی ۴/ ۱۵ تا ۱۷ ملاحظہ کیجئے۔ ② دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۲/ ۴۸۰.

صاحب علم بھی ہے! پوچھا' وہ کہاں ہے؟ فرمایا: جہاں دو دریا ملتے ہیں' سو اپنے ساتھ ایک مچھلی لے لو جب وہ آپ سے جدا ہو جائے تو وہیں اس کا مقام ہوگا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے نوجوان ''یوشع بن نون'' کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور فرمایا: جب مچھلی ہم سے علیحدہ ہو تو ہمیں اطلاع کرو۔ تو اسی اثنا میں کہ وہ چٹان کے سایہ میں تھے جبکہ مچھلی نے حرکت کی اور سمندر میں کود گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے۔ لیکن اس نے ان کو جگایا نہیں، جب وہ جاگے تو دونوں نے سفر شروع کر دیا تا آنکہ دونوں چلتے ہوئے تھک گئے۔ سو حضرت موسیٰ نے اپنے جوان سے کھانا طلب کیا۔ تب اس نے کہا: مچھلی وہ تو میں چٹان کے پاس بھول گیا ہوں اور اس کا تذکرہ کرنا مجھے شیطان نے بھلا دیا ہے اس نے تو دریا میں عجیب طریقہ سے رستہ بنا لیا تھا۔ مچھلی نے ایک سرنگ کی مانند اپنا رستہ بنایا تھا جس سے موسیٰ اور نوجوان کو بڑی حیرت ہوئی۔ تب حضرت موسیٰ نے فرمایا: وہی تو ہمارا مطلوبہ مقام تھا تو دونوں اپنے نقشِ قدم پر واپس لوٹے اور وہیں انہوں نے خضر کو پایا۔ [1] جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا واقعہ قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔

شیطان کا حضرت یوشع علیہ السلام کو بھلانے کا مقصد

شیطان کا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو بھلانے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ علم حاصل نہ کر سکیں جس کی خاطر سفر کرتے ہوئے اپنی قوم کو چھوڑ کر یہ کٹھن سفر اختیار کیا تھا تاکہ ان سے ملاقات کر سکیں۔

رسول اللہ ﷺ کا بھول جانا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ

---

[1] یہ اس اثر کا مفہوم ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ جسے بخاری نے متعدد مقامات میں روایت کیا ہے اور انہیں میں کتاب التفسیر ۵/۲۳۰ ہے۔ مسلم ۴/۱۸۴۷ تا ۱۸۵۳ اور اس کے مختلف الفاظ مروی ہیں۔

يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ ۝ (الانعام : ٦٨)

''اور جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں، یہاں تک کہ وہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات) آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں''

اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ اور آپ کی امت کو ان لوگوں سے کنارہ کشی کا حکم دیتا ہے جو آیات الٰہیہ میں استہزا و تکذیب میں مصروف رہتے ہیں، تو جب آپ کو شیطان بھلا دے کہ آپ کو وہاں سے اٹھنے اور ان سے دور رہنے کا حکم ہے تو آپ کو یاد آنے کے بعد ان کے پاس بیٹھنا روا نہیں ہے چنانچہ اعراض کا حکم وجوب کا مقتضی ہے اور بیٹھنے کی نہی تحریم کی متقاضی ہے۔ (ابن کثیر ۲/۱۴۵ اور سعدی ۲/۱۹۴)

مسلمان کی بھول قابلِ معافی اور ممنوعہ امور سے اجتناب

آیت میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ شیطان کبھی مسلمانوں کو یہ حکم بھلا بھی سکتا ہے تو مسلمان جب کبھی بھول جائے تو اس کا مؤاخذہ نہ ہو گا لیکن جب اسے حکم باری تعالیٰ یاد آ جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے جس چیز کا حکم دیا جائے اس کا اہتمام کرے اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے رک جائے اور شیطان تو چاہتا ہے کہ مسلمان کو یہ حکم بھلا دے تا کہ وہ استہزا کرنے والے لوگوں کے ساتھ ہی رہے اور اس کو شبہات میں مبتلا کرتا رہے جس سے اس کے دین میں شکوک پیدا ہوں یا اس پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے تا کہ اس کے احساسات ماند پڑ جائیں چنانچہ وہ ایسے حکم کو سن تو لیتا ہے لیکن اسے سن کر کچھ فرق محسوس نہیں کرتا نہ ہی اس کی خاطر سر بلند کرتا ہے، پھر وہ اس سخت وعید کا موجب بن جاتا ہے جس کا ذکر اس آیتِ مبارکہ میں موجود ہے:

''وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ

بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ......" (النسآء: ۱۴۰)

''اور اللہ نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیات سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے......

سو جب تم ان کے ساتھ بیٹھو گے اور ان کے ساتھ اقرار کر لو گے تو جو چیز ان میں ہے تم بھی ان کے برابر ہو کر کافر ہو جاؤ گے۔ [1]

[1] دیکھیے: تفسیر بغوی ۱/۴۹۱ ابن کثیر ۲/۱۴۵۔

وعدے اور آرزوئیں

ایک شیطانی حربہ

انسانی نفس کی یہ فطرت ہے کہ جو کوئی اسے اس کی پسندیدہ چیز میں رغبت دلا کر وعدہ دلائے وہ اس کے پیچھے چل پڑتا ہے اور شیطان نے اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے حربوں میں سے ایک یہ حربہ بھی اختیار کیا ہے جس کا ذکر اس فرمانِ الٰہی میں ہے:

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَٰنُ إِلَّا غُرُورًا ۝(النساء: ۱۲۰)

''وہ ان کو وعدے دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ شیطان انہیں وعدے دیتا ہے وہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔''

ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کے وعدے انسان کے دل تک رسائی رکھتے ہیں۔ مثلاً 'تمہاری عمر طویل ہے' تم دنیا کی لذتوں سے فائدہ لے سکتے ہو' اپنے دوستوں پر بلند ہو جاؤ گے' اپنے دشمنوں پر غالب آ جاؤ گے' دنیا اول بدل ہونے والی ہے جس طرح یہ دوسروں کو ملتی ہے ویسی ہی تمہیں بھی ملنے والی ہے' اس کی امیدوں کو طول دیتا ہے' اسے اپنی شراکت اور معصیتوں پر اچھے اچھے وعدے دیتا اور اسے خلافِ حقیقت جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے۔ البتہ اس کے وعدوں اور اس کی آرزوؤں میں فرق یہ ہے کہ اس کے وعدے جھوٹے اور آرزوئیں ایسی ہیں جن کا حصول محال ہے۔[1]

نیز وہ انہیں یہ وعدے دلاتا ہے کہ جنت و دوزخ کا کوئی وجود نہیں یا ان کے دلوں میں انہیں اتنا ہی سچ کر دیتا ہے کہ ان دونوں کے لئے کوئی تیاری نہیں کرتے' پھر روزِ قیامت وہ ان کے لئے یہ واضح کر دے گا کہ اس کے یہ تمام وعدے جھوٹ کے پلندے تھے۔

---

① إغاثة اللهفان ۱/۱۲۷، ۱۲۶.

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

(ابراھیم: ۲۲)

''جب (حساب کتاب کا کام) فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جو) وعدہ اللہ نے تم سے کیا تھا (وہ تو سچا (تھا) اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں! میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا۔ تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ ہی کو ملامت کرو''

اس نے حضرت آدم کو جنت میں ہمیشہ رہنے کی آرزو دلاتے ہوئے کہا تھا

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (طٰہٰ: ۱۲۰)

''تو شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور ایسی باوشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو''

تو آدم علیہ السلام نے اس کی اطاعت کی سو اُس نے اور اس کی بیوی نے اس درخت سے کھا لیا جس سے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا تو ان دونوں کو جنت سے نکال دیا اور تمام کو زمین پر اتار دیا۔

بدر میں کفار سے شیطان کے دو وعدے

شیطان نے کفار قریش کو معرکہ بدر سے قبل دو قسم کے وعدے دیئے تھے سو ان سے اس نے کہا تھا۔

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ. (الانفال: ۴۸)

''آج کے دن لوگوں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں۔''

پہلا وعدہ

کہ وہ ہرگز مغلوب نہ ہوں گے اور مومنوں پر غالب آ جائینگے اس لئے کہ وہ تھوڑے ہیں۔

دوسرا وعدہ

کہ وہ ان کا رفیق یعنی حمائتی ہوگا اور ان کی طرف سے دفاع کریگا تا کہ بنی کنانہ سے کوئی ان تک نہ پہنچے۔ اس لئے کہ قریش نے معرکہ میں پیش قدمی کرتے ہوئے تردد کیا تھا کیونکہ ان کے اور بنو کنانہ کے مابین چشمک تھی' سو ان کے سامنے سراقہ بن مالک کی شکل میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ یہ لوگ تم پر کبھی غالب نہیں آ سکتے' اور اپنی قوم کی جانب سے میں تمہاری پشت پناہی اور مدد کرونگا کہ مبادا وہ تمہارے پاس کسی بُرے ارادے سے آئیں یا تمہارے خلاف کسی کی مدد کریں۔ تو جب دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ شروع ہوئی اور دشمنِ خدا نے فرشتوں کو دیکھا تو اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔

وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْۤ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (الانفال:۴۸)

''اور کہنے لگا مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں' میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے' میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے تو اس نے انہیں تو جھونک دیا اور خود چھوڑ کر فرار ہو گیا۔''[1]

اسی لئے اس نے منافقوں میں سے مرتدین اور اہل کتاب وغیرہ کو طویل عمروں کی آرزوئیں دلائیں کہ ان کی زندگیاں تو بڑی لمبی ہیں تا کہ وہ اپنے دین کو چھوڑ دیں اور اپنے پروردگار، بابرکت، عظیم الشان خالق سے کفر کریں، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے۔

[1] یہ اس اثر کا مفہوم ہے جسے طبری نے حضرت ابن عباس، سدی، مروہ بن الزبیر، ابن اسحاق، قتادہ، حسن اور محمد بن کعب سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے: تفسیر طبری ۱۴/۷ تا ۱۱ تحقیق شاکر۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ (محمد:۲۵)

''جو لوگ راہ ہدایت ظاہر ہونے کے بعد پشت کے بل الٹے پھر گئے شیطان نے (یہ کام) ان کو مزین کر دکھایا اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔''

تو یہ ہے حالت اس کی اپنے دوستوں کے ساتھ، تا آنکہ وہ انہیں روزِ قیامت دوزخ میں داخل کر کے ہی چھوڑے گا، پھر ان سے بیزاری و برات کا اظہار کرے گا۔

وعدے اور ڈراوے

شیطان کی چالوں میں سے ایک چال

شیطان کی چالوں میں سے جس طرح لوگوں کو گناہوں کی ترغیب دلانا' انہیں برائیوں پر ابھارنا اور توہمات کے وعدے دینا ہے کہ وہ حسرت و ندامت کی وادیوں میں پھرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے حربوں میں سے لوگوں کو ڈرانا اور خوف زدہ کرنا ہے تاکہ وہ مأمور بہ اعمال کے تارک رہیں یا انہیں سرانجام دینے میں تردد کا شکار رہیں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ." (البقرۃ: ۲۶۸)

"شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دیتا ہے۔"......

یعنی تمہیں فقر وفاقہ سے ڈراتا رہتا ہے۔ (ابن کثیر ۱/۳۲۲ شوکانی ۱/۳۶۵)

اسے وعدے سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مقابلہ میں ہے جو ہمیں اپنی طرف سے بخشش و فضل کا مژدہ سناتا ہے۔

اور یہ شیطان کے ان خطرناک دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس کے ذریعہ سے وہ اولاد آدم کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تو وہ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ (الاسرآء: ۳۱)

"کہ فقر کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو۔" ①

زکوٰۃ کے انکار کا سبب، فقر کا خوف

اسی فقر کے ڈر سے زکوٰۃ روکی جاتی ہے۔ لوگ اپنے ہاتھوں کو اللہ کے اس

① اگرچہ قتل کا ایک دوسرا سبب عار بھی تھا جس کے وہ خود دعویدار تھے۔

واجب کردہ فریضے سے فقر کے خوف ہی سے تو روک لیتے ہیں یا پھر اپنے پھلوں سے ردی قسم ادا کرتے ہیں حالانکہ اگر ایسی قسم انہیں دی جائے تو اسے خوشی سے قبول نہ کریں۔ اور یہی وجہ سودی اور حرام معاملات کرنے کی ہے' نیز لوگ وہ چیزیں فروخت کرتے ہیں جسے جانتے ہیں کہ وہ حرام ہیں یا اس کا ضرر فائدے سے زیادہ ہے' تبھی تو غیر معیاری رسالے اور فحش فلمیں فروخت کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔

شیطان کا اپنے دوستوں اور ان کی قوت سے ڈرانا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ (آل عمران: ۱۷۵)

''یہ تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا''

ابن القیمؒ کہتے ہیں: تمام مفسرین کے نزدیک یہی مفہوم ہے کہ وہ تمہیں اپنے دوستوں سے خوف زدہ کرتا ہے قتادہؒ کہتے ہیں: ان کے دلوں میں ان کی عظمت پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے تو اللہ نے فرمایا ہے!

فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ (آل عمران: ۱۷۵)

''سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو''

تو کسی بندے کا ایمان اسی وقت طاقتور ہو سکتا ہے جب کہ اس کے دل سے شیطان کے دوستوں کا خوف زائل ہو جائے۔ اور جب بھی اس کا ایمان کمزور ہوگا ان کا خوف ان میں بڑھ جائے گا۔ (اغاثۃ اللھفان ۱/۱۳۰)

دشمنوں کے مادی وسائل سے ڈرانا

شیطان کے حربوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کی طاقت ان کے اسلحہ کی ترقی' کثرتِ تعداد اور ان کی تیاری سے خوف زدہ کرتا

ہے۔ اسی طرح انہیں ان کے وسائلِ ابلاغ سے بھی ڈراتا ہے جو کہ ایک شیطانی تدبیر ہے۔ پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے دشمنوں سے جہاد کریں اور اللہ کے علاوہ کسی سے خوف زدہ نہ ہوں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوف دلانا

اسی طرح مومن کو جب کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے خوف دلاتا ہے کہ مثلاً تمہیں اس سے کوئی ضرر لاحق ہوسکتا ہے، یا لوگ تم سے استہزاء و مذاق کریں گے۔ سو مومن پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس کے ذمہ جو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض ہیں ان کی بجا آوری کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر توکل کرے اور اس مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کو اپنا نصب العین مقرر کر لے۔

تزئینِ گناہ

اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کا ایک حربہ یہ بھی ہے کہ وہ ان کے لئے معصیتوں کو اچھا کر کے پیش کرتا ہے اور ان کے نفسوں میں اسے خوبصورت ومزیّن کرتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ مشرک کے لئے شرک کو کس طرح خوبصورت کر کے پیش کرتے ہوئے اسے بتاتا ہے کہ ایسا کرنا نیک وصالح اشخاص کی تعظیم ہے' اہل بدعت کے ہاں' بدعت کو کس طرح اچھا بناتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ یہ تیرا عمل رب العالمین کی عبادت کے قیام کے لئے رہنمائی کا کام کرتا ہے۔

شیطان کا محرمات کو مزیّن کرنا

اہل معاصی کے لئے نافرمانیوں کو بہتر بناتے ہوئے ان کے لئے محرمات کو مزیّن کرتا اور انہیں اس کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ اس سے لذت محسوس کرتے ہیں' سو شیطان لوگوں کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کئے ہوئے چل رہا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ (الحجر: ۳۹)

''اس نے کہا کہ پروردگار! جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (گناہوں) کو آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور تمام کو بہکاؤں گا۔''

تو اس نے آدم کے لئے درخت کے کھانے کو مزیّن اور آراستہ کر کے دکھایا اور اس سے کہا۔

هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ○ (طٰہٰ: ۱۲۰)

''کہ کیا تمہیں ایسا درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے)

اور ایسی بادشاہت جو کبھی زائل نہ ہو۔''

پس اس نے اسے ''شجرۃ الخلد'' سے تعبیر کیا جو سب سے پہلا فریب تھا۔ اسی طرح یہ اپنے پیروکاروں کو حرام امور میں ایسے ناموں سے موسوم کرتا ہے جن ناموں کو طبائع پسند کرتی ہیں۔ (إغاثۃ اللھفان:۱/۱۳۳-۱۳۲)

کفار کے لئے بُرے اعمال مزین کرنا

شیطان کفار کے لئے ان کے بُرے اعمال کو مزیّن کرتا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ. (النحل: ۶۳)

''اللہ کی قسم ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے تو شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر کے دکھائے۔''

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (الانعام:۴۳)

''اور جو کام وہ کرتے تھے شیطان نے ان کو ان کی (نظروں میں) آراستہ کر دکھایا تھا۔''

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا. (الانعام:۱۱۲)

''اور اسی طرح ہم نے شیطان سیرت انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے تھے۔''

یعنی انسانوں اور جنوں میں سے ہر ایک شیطان جس باطل کی طرف وہ دعوت دیتے ہیں اس معاملہ کو مزیّن کر کے پیش کرتا ہے اور اس کے لئے بہترین شکل میں ملمع شدہ جملے بیان کرتے ہیں تاکہ اس سے بے وقوف لوگ دھوکہ کھا جائیں، جاہل لوگ اس کے پیچھے لگ جائیں جو نہ حقائق کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی

مفہوم سے واقفیت رکھتے ہیں بلکہ انہیں ملمع الفاظ اور آراستہ عبارتیں خوش کر دیتی ہیں جس سے وہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلِتَصْغٰی اِلَيْهِ (انعام:۱۱۳) ''تاکہ وہ ان کی باتوں کی طرف مائل ہوں۔''

یعنی تاکہ اس مزیّن کلام کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے' اس لئے کہ ان کا آخرت کے دن پر ایمان نہ لانا اور ان کی بے فائدہ عقلیں انہیں اسی بات پر ابھارتی ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے: وَلِيَرْضَوْهُ. (الانعام: ۱۱۳)

''تاکہ وہ ان باتوں سے خوش ہوں''

جن باتوں کی طرف وہ مائل تھے یعنی پہلی ہی مرتبہ جو ان (ملمع) باتوں کی طرف جھک جاتے ہیں وہ ان آراستہ عبارات سے متاثر ہو کر ان سے خوش ہو جاتے ہیں جو ان کے دلوں میں تزئین پیدا کرتی ہیں جس سے ان کے فاسد عقائد مضبوط ہو کر ان کی صفتِ لازمہ بن جاتی ہے۔ پھر اس کے نتیجہ میں یہ لوگ وہی اقوال واعمال کرتے ہیں جو ان کے ساتھی کیا کرتے تھے۔ اقوال سے مراد: جھوٹ بولنا۔ اعمال سے مراد: فاسد عقائد سے پیدا شدہ نتائج ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ (مریم: ۸۳)

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو برانگیختہ کرتے رہتے ہیں''

یعنی انہیں پریشان کرتے رہتے ہیں اور انہیں نافرمانیوں کی ترغیب دلا کر ان پر عمل کرنے کی جلدی کرواتے ہیں۔[1] دوسرا انہیں آراستہ کر کے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ ان پر جلدی سے عمل کر لیں۔

---

[1] دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۳/ ۱۳۷، شوکانی ۳/ ۳۵۳، ۳۵۲۔

وہ قومیں جن کے اعمال مزیّن کر کے دکھائے گئے

وہ اقوام جن کے اعمال شیطان نے انہیں آراستہ کر کے دکھائے، جن کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے، ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

❶ عاد وثمود

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَعَادًا وَّثَمُودَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسَاكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ. (العنکبوت:۳۸)

''اور عاد وثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا) چنانچہ ان کے ویران گھر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے''

❷ قوم سبا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (النمل: ۲۴)

''میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں''

❸ کفار قریش

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ إِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ. (الانفال:۴۸)

''اور جب شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے''

اور فرمایا:

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ.

''اور ہم نے (شیطانوں کو) ان کا ہمنشیں مقرر کر دیا تھا تو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے اعمال ان کو عمدہ کر دکھائے تھے۔'' (حمٓ سجدة: ۲۵)

یعنی ہم نے ان انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین مقرر کر دیئے تھے جنہوں نے ان کے لئے ان کے سامنے والے امور دنیا کے اعمال اور ان کے پیچھے امورِ آخرت آراستہ کر دکھائے تھے۔ یا ان کے سامنے جو انہوں نے عمل کئے اور ان کے پیچھے جن اعمال کا انہوں نے عزم کر رکھا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۴/ ۹۷ شوکانی ۴/ ۴۹۴)

۴ شیطان کا قتلِ اولاد کو مزیّن کرنا

اس نے ان کی ایک کثیر تعداد کے لئے اخراجات کے اندیشہ اور فقر و عار کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرنے کو بھی خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ جیسا کہ فرمانِ ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآءُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ. (الانعام: ۱۳۷)

''اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں۔''

یعنی ان کے شریک جن و انس جنہوں نے ان کی ایک بڑی تعداد کے لئے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو آراستہ کر دکھایا تاکہ وہ ان کو ہلاک کر لے اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ کر دے۔ (تفسیر شوکانی ۲/ ۱۷۷ اور قاسمی ۵/ ۲۳۱)

۵ مرتدین

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ. (محمد: ۲۵)

''جو لوگ راہ ہدایت ظاہر ہونے کے بعد پشتوں کے بل پھر گئے، شیطان نے (یہ کام) ان کو مزیّن کر دکھایا اور انہیں طولِ (عمر کا وعدہ) دیا۔''

یعنی ان کی خطائیں ان کے لئے آراستہ کر دکھائیں اور ان میں وقوع پذیر ہونا ان کے لئے آسان بنا دیا اور ان کی آرزوئیں طویل کر کے انہیں طولِ عمر کا وعدہ دیا۔ (تفسیر شوکانی ۵/۴۰)

شیطان کی تزئین کے متعلق ابن القیمؒ کا عمدہ تجزیہ

ابن القیمؒ نے شیطان کی تزئین و آرائش کے بارے میں کیا خوب کہا ہے، کہتے ہیں: اس کی چالوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عقل کو ہمیشہ مسحور رکھتا ہے تاکہ اس کی چال چلتی رہے اور اس کے سحر سے کوئی مشکل ہی سے بچتا ہے، مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، وہ ضرر رساں عمل کو اس قدر آراستہ کر دکھاتا ہے کہ انسان اسے اپنے لئے نہایت سودمند تصور کرتا ہے اور انتہائی فائدہ بخش عمل سے اسے نفرت دلاتا ہے حتیٰ کہ اسے یہ خیال گزرتا ہے کہ یہ اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ سو، اِلا ماشاء اللہ، کتنے ہی انسان اس کے سحر میں مبتلا ہو چکے ہیں اور کتنے ہی لوگوں کے دلوں اور اسلام اور ایمان و احسان میں حائل ہو چکا ہے اور کتنے ہی انسانوں کے لئے اس نے واضح اور کھلے باطل کو خوبصورت شکل میں پیش کیا ہے [1] اور حق کو بھیانک کر کے اسے ناپسندیدہ شکل میں دکھایا ہے، کتنے ہی پرکھنے والوں پر کھوٹے سکوں کو مزیّن کر کے دکھایا ہے اور کتنے واقف کاران میں دھوکہ کو فروغ دیا! سو یہی تو وہ ہے جس نے عقلوں کو سحر زدہ کر دیا حتیٰ کہ اصحاب عقل و خرد کو مختلف خواہشات اور متنوع آراء کے سامنے لا کھڑا کیا اور انہیں

---

[1] اسی طرح وہ اجنبی عورتوں کو مسلمان کی آنکھوں میں آراستہ کر دکھاتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ فَاِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ (مسلم: ۲/۱۰۲۱)

''بلاشبہ عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جب تم میں سے کسی ایک کو کوئی عورت اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے یعنی اس سے صحبت کرے' کیونکہ یہ (عمل) جو اس کے دل میں واقع ہوا، اسے دور کرتا ہے۔''

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ.

''عورت پردہ والی چیز ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو (مردوں کی نظر میں) مزیّن کر دیتا ہے۔'' (ترمذی ۳/۴۶۷ (اور اسے حسن غریب کہا، نیز البانی نے اسے صحیح سنن ترمذی ۱/۳۴۳ میں صحیح کہا)

گمراہی کی ہر راہ پر چلایا اور تباہی کی ہر ہلاکت گاہ میں انہیں گرایا، ان کے لئے بتوں کی عبادت، ناطے توڑنا، بیٹوں کو زندہ درگور کرنے، ماؤں کے ساتھ نکاح کرنے' بہشتوں والے کامیابی کے وعدوں کو کفر وفسوق اور نافرمانی سے مزیّن کر دیا اور شرک کو بصورت تعظیم ظاہر کیا، اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کی رفعتِ شان اور کتب الالهية میں اس کے کلام کرنے کو کفر و انکار کے تنزیہی قالب میں ڈھال کر دکھایا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کے فریضہ کو ترک کرنے کو لوگوں سے الفت و محبت اور ان کے ساتھ حسن و اخلاق کے قالب میں ظاہر کرنا اور انسان کا اس کے قول پر عمل کرنا' کہ تم اپنے ہی نفسوں کو لازم پکڑو! نیز رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے احکامات سے اعراض کرنے کو تقلید کے قالب میں ڈھالنا اور ان کا یہ کہنا، کہ جو ہم سے زیادہ عالم ہے وہی ہمیں کافی ہے (بھی اسی کی طرف سے ہے) اس کے علاوہ منافقت، اللہ کے دین میں مداہنت کو دنیاوی عقل کے ایسے قالب میں ڈھال دیتا ہے جس سے بندہ عام (دنیاوی) لوگوں کے ساتھ ہی شامل ہو کے رہ جاتا ہے۔ [1]

تزئینِ شیطان کی کچھ مزید اقسام

اس کی تزئین میں سے یہ بھی ہے کہ اہلِ بدعت کے لئے ان کی بدعات کو آراستہ کر کے دکھاتا ہے تا آنکہ وہ سنت سے بے رغبتی اختیار کر لیتے ہیں۔ اور منافقوں کے لئے ان کی منافقت کو مزیّن کرتا ہے تا کہ وہ ایمان سے بے رغبتی اختیار کر لیں اور گنہگاروں کے لئے ان کی معصیتوں کو آزادی کے نام کے ساتھ آراستہ کر دکھاتا ہے سو اسی وجہ سے انہوں نے "ام الخبائث" [2] کو "روح کا مشروب" اور عشق و فحش خانوں کو "آزادی" کے نام سے موسوم کر رکھا ہے۔

اور سیکولر لوگوں کے لئے ان کا سیکولر ازم (Secularism) "ترقی" پیش رفت اور "کارواں کے دوش بدوش چلنا" کے ناموں سے مزیّن کر رکھا ہے' حتی

---

[1] دیکھیے تفسیر ابن کثیر ۲/۱۴۵ اور سعدی ۲/۱۴۹۔

[2] ام الخبائث شراب کو کہتے ہیں یعنی "برائیوں کی ماں"۔

کہ انہوں نے کتاب اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اسی طرح اس زمانہ کی گمراہ تحریکیں جیسے سوشلزم، کمیونزم، ڈیموکریسی، سرمایہ داری، بعثیہ، نیشنلزم کو اس طرح آراستہ کر رکھا ہے کہ لوگوں کے لئے یہ ثابت کیا جائے کہ مشکلات سے نجات اور بچاؤ کا حل انہیں تحریکوں میں پنہاں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دین سے روکنا

شیطان کی گمراہی کے اسلوب

شیطان نے جس طرح اپنے آپ سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اولادِ آدم کے لئے نافرمانیوں کو مزیّن کرے گا اسی طرح اس نے خود سے یہ معاہدہ بھی کیا تھا کہ انہیں اس حق (یعنی حکم الٰہی) سے روکے گا جو انہیں اپنے رب سے پہنچے گا اس لئے کہ وہ ابنِ آدم میں خون کی گردش کی طرح دوڑتا ہے چنانچہ اگر اسے وہ حکم عدولی پر متوجہ پاتا ہے تو اسے نہایت آراستہ کر دکھاتا ہے اور اگر اسے اطاعت پر متوجہ پاتا ہے تو وہ اس پر بوجھل کر دیتا اور اس کے ہاں ناپسندیدہ بنا دیتا ہے' تو اسے دونوں مطلوبہ نتائج یا دونوں میں سے ایک حاصل ہو جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان کے اس اسلوب سے ذیل کے فرمان میں ڈرایا ہے:

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ (الزخرف:۶۲)

"اور کہیں شیطان تمہیں روک نہ دے، وہ تو تمہارا اعلانیہ دشمن ہے۔"

یعنی شیطان تمہیں بُری اطاعت سے منحرف نہ کر دے اور مزید اس کے بارے میں فرمایا:

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (القصص:۱۵)

"بے شک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے۔"

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○ (الاعراف ۱۶ تا ۱۷)

"اس نے کہا جب تو نے مجھ کو بے راہ کر دیا، میں بھی تیرے سیدھے

رستے پر ان کو (گمراہ کرنے) کے لئے بیٹھونگا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤنگا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔"

یعنی جیسے تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں تیرے بندوں کے لئے راہ حق اور نجات کے رستے پر بیٹھوں گا اور انہیں اس سے یقیناً گمراہ کرونگا۔ [1] پھر ان کے ہاں حق و باطل کی تمام اطراف سے آؤنگا۔ چنانچہ حق سے انہیں روکوں گا اور باطل کا رستہ ان کے لئے مزیّن کروں گا۔ اس طرح وہ ان کے پاس ہر طرف سے (گمراہ کرنے کے لئے) آرہا ہے۔ [2]

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ." (نساء: ۱۱۸، ۱۱۹)

"کہنے لگا میں تیرے بندوں سے (غیر اللہ کی نذر دلوا کر مال کا) ایک مقرر حصہ لے لیا کرونگا، اور انہیں گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہونگا۔"

تو وہ انہیں حق سے گمراہ کرتا اور انہیں لمبی زندگی کی آرزوئیں دلا رہا ہے کہ کوئی دوبارہ جی کر نہیں اٹھنا اور کوئی حساب و کتاب نہیں۔

تو شیطان نے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ اَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝ (یسین: ۶۲)

"اور اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟"

شیطان کی کچھ گمراہ کردہ قومیں

اور جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کیا ہے کہ انہیں شیطان نے گمراہ کر دیا تھا وہ ذیل میں مذکور ہیں:

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/۲۰۵۔ [2] دیکھئے تفسیر طبری (تحقیق شدہ) ۱۲/ ۳۳۸ تا ۳۴۱ اور اغاثۃ اللھفان ۱/۱۲۱ تا ۱۲۳۔

❶ عاد وثمود

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

"فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِيْنَ۝" (العنکبوت:۳۸)

"کہ (شیطان نے) ان کو (سیدھے) رستے سے روک دیا حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے۔"

❷ قوم سبا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ." (نمل:۲۴)

"اس نے ان کو (توحید کے) رستے سے روک رکھا ہے سو وہ راہ نہیں پاتے۔"

❸ وہ لوگ جو شریعتِ الٰہی کے سوا کسی اور طرف فیصلہ لے جاتے ہیں:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَتَحَاكَمُوْا إِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ أُمِرُوْا أَنْ يَكْفُرُوْا بِهِ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا۝

(النسآء:٦٠)

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا کہ اس کی بات نہ مانیں اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر رستے سے دور ڈال دے۔"

❹ ذکرِ الٰہی سے منہ پھیرنے والے کو سزا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ○

(الزخرف:۳۶تا۳۷)

''اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کرے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ (لوگ) سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر ہیں''

تو وہ شخص جو اللہ کی شریعت اور اس کے ذکر سے روگردانی کرتا ہے اس کا بدلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کے دین سے روکتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ''العیاذ باللہ'' کفر و شرک ہی کی حالت میں ملے گا تا آنکہ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اپنے ساتھی سے برأت کا اظہار کرے گا لیکن یہ اس کے لئے بے فائدہ ثابت ہوگی کیونکہ وہ عذاب میں یکساں شریک ہوں گے۔

۵ شراب پینے والا اور جوا باز

فرمانِ الٰہی ہے:

''اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ○'' (المآئدۃ:۹۱)

''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تم میں آپس میں دشمنی اور رنجش ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تمہیں (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیے۔''

اور یہ روکنا پہلے روکنے سے علیحدہ ہے، اس لئے کہ پہلا روکنا مذہب سے خارج کرنے والا ہے اور یہ تو وہ ہے جو کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھہرا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا عین انصاف ہے کہ انسان کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ دیتا ہے یعنی جس قدر اسے

شیطان نے روک دیا ہو اور اس نے اس سے متاثر ہو کر محرمات کا ارتکاب کیا ہو۔ ہاں! جبکہ شیطان کسی کو ذکر اور نماز سے کلیۃً روک دیتا ہے تو وہ اس سے ''العیاذ باللہ'' کافر ہو جاتا ہے اور یہ ان دونوں کا ایسا دینی نقصان ہے جو اجتماعی نقصان سے کہیں بڑھ کر ہے۔ (1)

شیطان لوگوں کو ان کے حالات کے مطابق بالتدریج روکتا ہے جیسا کہ مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

إِنَّ الشَّيْطٰنَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ: تَسْلَمُ وَتَذَرُ دِيْنَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيْكَ فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ فَقَالَ: أَتُجَاهِدُ فَهُوَ جُهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ وَيُقْسَمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ (2)

''کہ شیطان انسان کی راہوں پر بیٹھتا ہے پھر اسے اسلام کے راستے سے روکتا ہے اور اسے کہتا ہے کیا تم مسلمان ہو کر اپنے اور اپنے باپ اور دادوں کے دین کو چھوڑتے ہو؟ آدمی اس کی بات نہیں سنتا اور مسلمان ہو جاتا ہے پھر وہ (شیطان) اسے ہجرت کے رستے سے روکتا ہے اور کہتا ہے تم ہجرت کر کے اپنی زمین اور آسمان (یعنی گھر کی چھت) چھوڑتے ہو؟ اور کہتا ہے مہاجر کی مثال ایسی ہے جیسا گھوڑا اپنی لم ڈور میں (یعنی اپنی رسی میں باندھا ہوا ہوتا ہے) وہ پھر اس کا انکار کرتا ہے اور ہجرت کر لیتا ہے پھر وہ (شیطان) اس کے جہاد کے رستہ میں

(1) دیکھئے تفسیر المنار ۷/۶۱۔

(2) احمد ۳/۴۸۳ نسائی ۶/۲۲،۲۳ (کتاب الجہاد) حافظ عراقی نے اس کی سند کو صحیح کیا۔ دیکھئے حاشیہ احیاء علوم الدین ۳/۳۲ البانی نے اسے صحیح سنن نسائی ۲/۶۵۷ میں صحیح کہا۔

بیٹھتا ہے اور کہتا ہے تم جہاد کرو گے وہ تو جان و مال کے لئے آفت ہے تم لڑو گے تو مارے جاؤ گے۔ لوگ تیری بیوی کا نکاح (کسی دوسرے سے) کردینگے اور تیرا مال تقسیم کرلیں گے؟ انسان پھر اس کی بات کو نہیں سنتا اور جہاد پر نکل جاتا ہے''

شیطان کے دین سے دور کرنے والے متعدد انداز

تو شیطان ابتدا میں لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتا ہے اور انہیں اس سے دور کرتا ہے تو جب ابن آدم کو کفر وشرک میں مبتلا کر دیتا ہے تو پھر مطمئن ہو جاتا ہے۔

- اگر اسے اس کی استطاعت نہ ہو تو اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسے بدعت کے ذریعہ سے روکے اور وہ خلافِ شریعت غیر اللہ کی عبادت کرے چنانچہ وہ سنت سے بدعت کی طرف پھر جاتا ہے۔
- اور اگر اسے اس کی قدرت نہ ہو تو اسے واجبات کی ادائیگی سے روک دیتا ہے اور وہ مختلف انداز سے محرمات کا ارتکاب شروع کر دیتا ہے۔
- اگر اسے اس کی بھی ہمت نہ ہو تو اسے فضائل (یعنی ترجیحی اعمال) سے منع کر دیتا ہے تا آنکہ وہ صیغرہ گناہوں کو حقیر سمجھتے ہوئے ان کا مرتکب ٹھہرتا رہے۔
- اگر اسے اس کی بھی طاقت نہ بن پڑے تو اسے مباح و جائز کاموں میں مشغول کر دیتا ہے۔
- اور اگر اسے اس کی بھی یہ طاقت نہ ہو تو اسے کم تر اعمال میں مشغول کر دیتا ہے تا کہ اسے ان اعمال سے روک دے جو اس سے زیادہ فضیلت والے ہوں سوا سے فرائض سے ہٹا کر نوافل میں مشغول کر دیتا ہے۔ (بدائع الفوائد/۲/۲۶۰،۲۶۱)

نافرمانی کا حکم

شیطان کا ہدف کفر، پھر دوزخ

شیطان نے اللہ سے یہ کہا تھا کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے گا۔ پس انہیں شرک وغیرہ کا حکم کرے گا تا کہ وہ اس کے ساتھ العیاذ باللہ دوزخ میں داخل ہوں۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے!

إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ (الفاطر: ٦)

''وہ اپنے گروہ کو بلاتا ہے تا کہ وہ دوزخ والوں میں سے ہو جائیں۔''

مزید فرمانِ باری ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِينَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الظّٰلِمِينَ ۝ (الحشر ١٦، ١٧)

''(منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں، مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔ تو دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں (داخل ہوئے) ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔''

شیطان کے کفر تک لے جانے کا ایک واقعہ

اسی طرح شیطان انسان کو بڑا واضح اور کھلم کھلا کفر کا حکم کرتا ہے اگر وہ اس کی بات نہ مانے تو بالتدریج اسے قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے تا آنکہ اسے اپنی طاقت کے مطابق وہاں تک پہنچا دیتا ہے جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں عبادت کیا کرتا تھا جب کہ ایک عورت بن سنور کر اس کے پاس آ گئی تو اس راہب نے اس سے صحبت کر لی جس کے نتیجہ میں وہ حاملہ ہو گئی چنانچہ اس کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا اسے قتل کر دو۔ کیونکہ لوگوں کو تمہارے اس

فعل کی بابت خبر ہوگئی تو تم رسوا ہو جاؤ گے سو اس نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا لوگ اس کے پاس آئے اور اسے پکڑ لیا اور لے کر چل دیئے۔ اسی اثنا میں کہ وہ جا رہے تھے اس کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا میں نے ہی تمہاری خاطر اسے آراستہ کیا تھا۔ اب تم مجھے سجدہ کرو میں تمہیں بچالوں گا تو اس راہب نے اسے سجدہ کر دیا اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْقَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (الحشر: ١٦) ①

"شیطان کی طرح کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں، مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔"

جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اس نے کہا:

لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (النسآء: ١١٨، ١١٩)

"میں تیرے بندوں سے (غیر اللہ کی نذر دلوا کر مال کا) ایک مقرر حصہ لے لیا کروں گا۔ اور ان کو گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ اللہ کی تخلیق کردہ صورتوں کو بدلتے رہیں۔

تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

---

① عبدالرزاق نے اپنی تفسیر ۲/۲۸۵ میں، طبرانی ۴۴/۴۹ میں، حاکم نے ۲/۴۸۴۔۴۸۵ میں اسے روایت کیا اور اسے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ طبری نے اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طاؤس سے روایت کیا ہے۔ ابن کثیر ۴/۳۴۲ میں اس واقعہ کے بارے میں کہا: یہ تشبیہ بطور مثال کے ہے نہ کہ اس تشبیہ سے یہی مثال مراد ہے بلکہ یہ مشترکہ واقعات میں سے ایک واقعہ ہے۔ شوکانی نے ۵/۲۰۳ میں اس جیسی ہی بات کہی ہے۔

وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
(النور: ۲۱)

''اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی اور برائی کا حکم کرتا ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

''اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝'' (بقرہ: ۱۶۹)

''وہ تو برائی اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔''

سو یہ آیات اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ شیطان لوگوں کو درج ذیل باتوں کا حکم کرتا ہے۔

❶ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا

جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانے کے فتنوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا!

''فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ فَيَقُوْلُ أَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ ؟فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ.'' (صحیح مسلم: ۲۲۵۸،۲۲۵۹)

''ان کے پاس شیطان انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا کیا تم حیاء نہیں کرتے؟ تو وہ کہیں گے تم ہمیں کس چیز کا حکم کرتے ہو؟ تو وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔''

اور اس نے راہب کو بھی حکم دیا تھا کہ اسے سجدہ کرے جس سے وہ کافر ہو گیا پس یہی اس کی غرض وغائت ہے۔

❷ چوپاؤں کے کان کاٹنا

کرتے ہوئے بحیرہ اور سائبہ کے کان کاٹے تھے۔ ①

❁ اللہ کی تخلیق کو بدلنا

یعنی اللہ کے دین اور اس فطرت کو بدلنا جس فطرت پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اور اس میں اللہ کی مخلوق میں وہ تبدیلی بھی داخل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے جیسا کہ جانوروں کو بلاضرورت خصی کرنا یا دانتوں کو رتوا کر خلا پیدا کرنا یا گودنا یا چہرے سے بال چُننا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا، فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَاتَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ. (الروم: ۳۰)

"تو آپ یک سو ہو کر اپنا چہرہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کیے رہو) اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) ② میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں۔

"لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، مَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ" ③

---

① دیکھئے تفسیر شوکانی ۱/ ۶۰۹ (اوران کا مفہوم آگے آئے گا) بحیرہ: وہ جانور، جس کا دودھ دوہنا چھوڑ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ بتوں کے لئے ہے چنانچہ کوئی شخص اس کے دوھنے کے لئے ہاتھ نہ لگاتا۔ سائبہ: وہ جانور جسے مشرک لوگ بتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے' اسے نہ سواری کے لئے استعال کرتے نہ بار برداری کے لئے (حضرت سعید بن مسیب سے صحیح بخاری' تفسیر سورۃ المائدۃ میں ایسا ہی منقول ہے) احسن البیان ص: ۳۳۱۔ (مترجم)

② فطرت کے اصل معنی پیدائش کے ہیں۔ یہاں مراد ملتِ اسلام و توحید ہے۔ جیسا کہ بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر بچہ فطرت (اسلام و توحید) پر پیدا ہوتا ہے لیکن پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی' عیسائی اور مجوسی بنا لیتے ہیں۔ (مترجم)

''کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور چہرے کے بال چنوانے والی اور دانتوں کو خوبصورتی کے لیے رتوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے جو اللہ کی بنائی ہوئی چیز میں تغیر کرتی ہیں۔ مجھے کیا ہے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔''

اور صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

''خَلَقْتُ عِبَادِی حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا۔'' (صحیح مسلم ۴/۲۱۹۷)

''میں نے اپنے بندوں کو یکسو یعنی حق کی طرف مائل ہونے والا پیدا کیا ہے' ان کے پاس شیاطین آئے جنہوں نے ان کو ان کے دین سے پھیر دیا' جو میں نے ان پر حلال کیا ہے انہوں نے اس کو ان پر حرام کر دیا ہے' انہوں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ میرے ساتھ شریک ٹھہرائیں جس پر میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

تو تغیر خلقت ظاہری اور باطنی ہر دو اقسام پر مشتمل ہے۔'' [1]

۴ بے حیائی

شیطان ہر فحش گناہ اور اس ضمن میں کسی بھی قول و فعل کو فحش بنانے میں انتہائی درجہ تک پہنچانے کا حکم کرتا ہے۔ (تفسیر قرطبی ۱۰/۱۶۷ اور القاسمی: ۱۰/۱۵۰)

بقیہ حاشیہ:...... ۲ بخاری ۷/۶۴ مسلم ۳/۱۶۷۸ ﴿وشم﴾ کا معنی: جلد میں ایک سوئی ماری جاتی ہے جب خون نکلتا ہے اس میں پوڈر بھر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ سبز ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس میں شرکیہ تحریریں بھی لکھی جاتی ہیں۔ ﴿نمص﴾ ابرو کے بالوں کو اکھیڑ کر باریک کرنا۔ ﴿فلج﴾ دانتوں کے درمیان رگڑ کر خلا پیدا کرنا۔ دیکھئے: شرح مسلم نووی ۱۴/۱۰۶۔

[1]: جن مفسرین نے آیت کا مفہوم عموم پر محمول کیا ہے ان میں سے طبری ۹/۲۲۲، ۲۲۳ قرطبی ۵/۳۸۹ تا ۳۹۷ اور سعدی ۲/۸۱، ۸۰ ہیں۔

۵ اللہ کی مرضی کے خلاف قول وعمل کا ارتکاب

اس سے مراد وہ کام ہیں جن کو شریعت نے منع کر کے منکر بنا دیا ہو اور وہ ہمہ قسم نافرمانیوں اور بُری عادات پر مشتمل ہیں۔ (تفسیر قرطبی ۱۰/۱۶۷)

۶ بُرائی

ہر وہ فعل جو کسی بھی کرنے والے کے لئے باعثِ رسوائی وغم ہو اور یہ ہر بے حیائی' فحاشی اور برائی پر مشتمل ہے۔ (تفسیر شوکانی ۱/۲۳۴)

۷ اللہ تعالیٰ کے متعلق بلاعلم کچھ کہنا

یہ کہنا خواہ اس کی ذات' اسماء وصفات یا اس کی شریعت کے بارہ میں ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی شخص ایسی صفات بیان کرے جو اس نے اپنی ذات کے لئے یا اس کے رسول نے اس کے لئے بیان نہ کی ہوں یا جن صفات کی اس نے اپنی ذات سے نفی کی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے متعلق بلاعلم بات کہی۔ اور جو کوئی یہ خیال کرے کہ اللہ کے کوئی دوسرے شریک ہیں یا ایسے بت جن کی پوجا انہیں اللہ کے نزدیک کر دیتی ہے تو اس نے بھی اللہ کے متعلق بلاعلم بات کہی اور جس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ایسا حلال کیا یا ایسا حرام کیا' یہ حکم دیا اور کہا! وہ منع کیا بغیر دلیل کے تو اس نے بھی اللہ کے متعلق بلاعلم بات کی' اور جس نے کہا: اللہ نے مخلوقات میں سے فلاں جنس کو فلاں وجہ سے پیدا کیا اور اس کے پاس اس کی دلیل نہیں تو اس شخص نے بلاعلم بات کہی۔

اور اللہ تعالیٰ کے متعلق سب سے بڑی بات بلاعلم یہ ہے کہ اس کے فرمان کی تاویل کی جائے یا اس کے رسول کے فرمان کی تاویل اس طرز پر کی جائے جس طرح سے گمراہ فرقوں میں سے کسی فرقہ نے رائج کر دی ہو پھر کہے: اللہ تعالیٰ کا اس سے یہی ارادہ تھا۔ سو یہ اللہ رب العزت کے متعلق بلاعلم کہنا بڑے محرمات اور شیطان کے ان راستوں پر مشتمل ہے جن کی طرف وہ دعوت دیتا ہے۔ [1]

---

[1] دیکھئے تفسیر السعدی 96-97/1

تو غور کیجیے! کہ شیطان لوگوں کو کس انداز سے اس کام کی دعوت دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ اور بُرا ہے: کفر ہو یا اس سے کم تر ہو تا کہ وہ بھی اس کے ساتھ دوزخ میں جمع ہو جائیں...... العیاذ باللہ۔

قدم بہ قدم آگے بڑھنا

ہدف تک پہنچنے کے لئے شیطانی تگ ودو

شیطان کا اولاد آدم کو بالتدریج قریب کرنے کا طریقہ حالات کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ وہ ان کے ساتھ قدم بقدم چلتا رہتا ہے حتیٰ کہ اپنے مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس کے نقشِ قدم پر چلنے سے منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:[1]

① يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ (البقرہ:۱۶۸)

''لوگو جو چیزیں زمین میں حلال پاکیزہ ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اور ارشادِ باری ہے:

② ''كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔'' (الانعام:۱۴۲)

''اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔''

مزید فرمایا!

③ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝'' (البقرہ:۲۰۸)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔''

---

[1] مؤلف یہاں آیت ''وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ الخ (بقرہ:۱۸۶) لائے ہیں۔ سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے یا کاتب سے سہو ہوا ہے اور آیت 168 کی بجائے 186 درج ہو گئی ہے جو مفہوم وہ بیان کر رہے ہیں وہ درج بالا آیت 168 میں ہے اسی لئے وہی درج کر دی گئی ہے۔ (مترجم)

اور مزید ارشاد فرمایا:

④ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ." (نور:۲۱)

"مومنو! شیطان کے قدموں پر مت چلو اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا پس وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا حکم کرتا ہے۔"

آیات کے اختتام میں ایک خاص حکمت

ان آیات میں شیطان کے قدموں کی پیروی کرنے سے سختی سے روکا گیا ہے۔ اسی لئے گذشتہ تینوں آیات کا اختتام ایک سببی جملہ " **اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ**" وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ سے کیا گیا ہے۔ یعنی صریح دشمنی اور اس کا اظہار کرنے والا اسے مخفی رکھنے والا نہیں ہے۔ اور چوتھی آیت کو بھی سببی جملہ " **فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ** " سے ختم کیا گیا یعنی بے حیائی اور منکر کا حکم کرتا ہے۔ اگر ہم آیات کے سیاق کا جائزہ لیں تو درج ذیل معلومات حاصل کر سکتے ہیں:

پہلی (بقرہ:۱۶۸) اور دوسری (انعام:۱۴۲) آیات کریمہ زمین سے کھانے کے حکم کے سیاق میں ہے تو ہمیں شیطان کے قدموں کی پیروی سے روک دیا گیا ہے کیونکہ اس سلسلہ میں اس کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: مبالغہ وسختی اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام کرنا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ." (الاعراف:۳۲)

"کہہ دیجئے کہ جو زینت اور کھانے کی چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟۔"

دوسرا طریقہ: اسراف وتساہل کا۔ پس انسان اپنی ضرورت سے زیادہ کھاتا ہے جو اسے عبادات کی انجام دہی سے بوجھل کر دیتا ہے یا پھر وہ اشیاء کھاتا ہے جنہیں اللہ

تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور ایسا سود، چوری یا دھوکہ کے مال سے ہوتا ہے اسی لئے سلف سے بعض نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ کوئی بھی حکم فرماتا ہے مگر شیطان کے اس میں دو وسوسے ہوتے ہیں کوتاہی و تقصیر یا آگے بڑھنا اور مبالغہ کرنا اور ان دونوں میں سے بھی کامیابی کو وہ نتیجہ خیز سمجھتا ہے۔ ①

تیسری آیت (بقرہ:۲۰۸) جو اللہ تعالیٰ کے دین کو ابتداء سے انتہاء تک مکمل اپنانے کے سیاق میں ہے ② اور اس میں بھی شیطان کے قدموں سے مراد اس کے مبالغہ و تقصیر سے دور رہنا ہے۔

چوتھی آیت (نور:۲۱) قصہ افک کے سیاق میں ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنی زبان کو مسلمانوں کی عصمتوں سے کھیلنے سے محفوظ رکھے۔

شیطان کے اقدام اور لوگوں کو بالتدریج قریب کرنا حسب الحال دونوں مختلف ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ انسان سے کفر کو شروع کرتا ہے۔ اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو بدعت پر آ جاتا ہے۔ پھر کبیرہ اور پھر صغیرہ گناہوں پر پھر حسنات میں سے مباح اعمال پر اور پھر اعلیٰ درجہ کو چھوڑ کر نچلے درجہ پر آ جاتا ہے۔ ③

کبھی اس کو قریب لانے کی حالت اس کے برعکس ہوا کرتی ہے تو اس میں چھوٹے درجے سے شروع کر کے بڑے درجے تک پہنچتا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت گذشتہ راہب کے قصہ میں گزر چکی ہے جس میں اس نے آغاز زنا سے کیا پھر قتل پھر کفر تک پہنچا اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی۔ ④

قوم نوح میں شیطان نے شرک کس طرح رائج کیا

ایسے ہی اس کا سلسلہ وار قریب لانے کا معاملہ قوم نوح میں ہوا جبکہ اس

---

① اس کا تذکرہ ابن القیمؒ نے اغاثۃ اللھفان ۱/۱۳۶ میں کیا ہے۔
② دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۱/۲۴۸، ۲۴۹۔
③ جیسا کہ اس کی تشریح ابن القیمؒ نے بدائع الفوائد ۲/۱۶۱، ۱۶۲ اور ابن مفلح نے مصائب الانسان ص ۸۲ میں کی ہے۔
④ اس کی تخریج ص 56 پر گزر چکی ہے۔

کے نیک لوگ فوت ہو گئے تو شیطان نے انہیں یہ بات سمجھائی کہ ان کی تصویریں بنائیں تاکہ انہیں یاد کر کے ان کا تذکرہ کرتے رہیں' سو جب یہ نسل ختم ہو گئی تو اس نے ان کے بعد والوں کو برانگیختہ کیا کہ ان بزرگوں کی تصویریں بنائیں اور ان کی پوجا کریں تو انہوں نے غیر اللہ کی پوجا شروع کر دی۔ [1]

اس طرح وہ انسان کو بالتدریج بے حیائی کے قریب کرتا ہے چنانچہ وہ کسی غیر محرم کو دیکھتا پھر اس سے گفتگو کرتا پھر اس سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے پھر وہ عمل کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے جیسے کہا جاتا ہے:

نَظْرَةٌ فَابْتِسَامَةٌ فَكَلَامٌ   فَسَلَامٌ فَمَوْعِدٌ فَلِقَاءُ

''دیکھنا' مسکرانا پھر گفتگو' پھر سلام' وعدے اور ملاقاتیں۔''

نسأل الله العافية

---

[1] یہ مفہوم ہے جسے بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے فتح الباری ۸/ ۶۶۷ تا ۶۶۹ اور تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۲۷، ۴۲۸۔

چھونا

شیطان کے گمراہی کے طریقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بنی آدم پر قابو پاتا ہے پھر ان کے جسموں اور عقلوں کو ضرر پہنچاتا ہے۔

شیطان کا حضرت ایوب علیہ السلام کو چھونا

اللہ رب العزت نے شیطان کا انسان کو لاحق ہونے کا تذکرہ متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

”وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝“ (ص: ۴۱)

”اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے ایذا اور تکلیف دے رکھی ہے۔“

نُصب: تھکاوٹ اور لاچاری کو کہتے ہیں۔

عذاب: ہر وہ دکھ جو انسان کو اس کے جسم یا اہل و مال میں لاحق ہو۔ [1] (اس لئے کہ اسے ان کے فقدان سے تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔)

سوال: یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام پر کیسے تسلط حاصل کر لیا تھا حالانکہ وہ تو اللہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر تھے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے:

”إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝“ (النحل: ۹۹)

”جو مومن ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کچھ زور نہیں چلتا۔“

جواب: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان پر بطور آزمائش و امتحان کے تسلط دے

---

[1] دیکھئے تفسیر السعدی ۷/۱۳ اور اضواء البیان ۴/۶۸۰۔

دیا تھا' تا کہ ان کے صبرِ جمیل کو ظاہر کر دکھائے اور ان کا دنیا و آخرت میں انجام اچھا ہو جائے اور انہیں صحت اور اھل و مال میں جو مصیبت اٹھانا پڑی ہے وہ انہیں واپس لوٹا دے ① اور ان پر یہ تسلط اسی جنس سے ہے جو بتقاضائے بشریت لاحق ہو جاتا ہے جو کہ انبیاء کرام اور دوسروں پر وقوع پذیر ہونا ممکن ہے لیکن شیطان توکل کرنے والے مومن کے دل پر غالب نہیں آ سکتا جو کہ اسے ایمان سے روک کر کفر و شرک کی طرف لے جائے۔ ②

سود خوروں کو شیطان کا خبطی کرنا

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

''اَلَّذِیْنَ یَأْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ.'' (بقرة: ۲۷۵)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے لپٹ کر دیوانہ کر دیا ہو۔''

سو اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کے قبروں سے اٹھنے کی تشبیہ شیطان کے لپٹ کر دیوانہ بنا دینے کے ساتھ دی ہے۔ اور مُشَبَّہ بہ (جس سے تشبیہ دی گئی ہے) سے

---

① اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّآتَیْنَاهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ۔ (انبیاء: ۸۴) تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور جو ان کو تکلیف آ گئی تھی وہ دور کر دی اور ان کو بال بچے بھی عطا کر دیئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور بخشے' اور صحیح بخاری ۴/۱۲۴ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ ایک روز اسی کیفیت سے کہ ایوب برہنہ غسل کر رہے تھے کہ ان کے اوپر بہت سی سونے کی ٹڈیاں گریں۔ سو وہ (بٹور بٹور) لپ بھر بھر کے اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے تو ان پر پروردگار نے آواز دے کر کہا: اے ایوب! جس کو تم دیکھ رہے ہو' کیا میں نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کر دیا؟ عرض کیا' کیوں نہیں! مگر میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ۶/۴۲۰، ۴۲۱ میں اور ابن حبان کی ایک روایت میں ہے: لَمَّا عَافَى اللّٰهُ اَیُّوْبَ اَمْطَرَ عَلَیْهِ جَرَادًا مِنْ ذَهَبٍ جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) ایوب کو عافیت بخشی تو ان پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش برسائی۔

② دیکھئے اضواء البیان ۴/۶۸۰ تا ۶۸۲۔

مخاطبین خوب واقف ہیں۔

آیت کے مفہوم میں مفسرین کے اقوال

آیت کے مفہوم کے بارے میں مفسرین کے کچھ اقوال پیشِ خدمت ہیں۔

امام طبریؒ کہتے ہیں:۔ شیطان کا اسے دیوانہ بنا دینے کا مطلب ہے کہ وہ اس کا گلہ دباتے ہیں جس کے لاحق ہونے سے اسے پچھاڑ کر دیوانہ بنا دیتا ہے۔ ①

امام بغویؒ کہتے ہیں:۔ ''یَتَخَبَّطُ'' کا مطلب ہے۔ شیطان اسے پچھاڑ دیتا ہے خبط کا اصل معنی مارنا اور روندنا ہے اور یہ مثال بے ترتیب مار کے لئے بولی جاتی ہے **ناقة خبوط:** خبطی اونٹنی جو لوگوں کو دیوانگی سے روندتی پھرے اور زمین پر پاؤں پٹخے اور کہا جاتا ہے **مسّ الرجل فھو ممسوس اذا کان مجنوناً** ② آدمی چھونے سے دیوانہ ہو گیا۔

قرطبیؒ کہتے ہیں: یہ آیت کریمہ اس شخص کے خلاف دلیل ہے جو جنوں کے پچھاڑنے کا انکار کرتا ہے اور خیال کرتا ہو کہ ایک فطرتی معاملہ ہے نیز شیطان انسان میں سرایت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے لاحق ہو سکتا ہے۔ ③

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

جِنّ کا انسانی بدن میں داخل ہو جانا باتفاق علماءِ اھل السنّت والجماعت ثابت ہے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن پچھاڑے ہوئے شخص کے جسم میں داخل نہیں ہو سکتے؟ انہوں نے جواباً فرمایا: بیٹا! یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ تو اس کی زبان پر گفتگو کرتا ہے جو کہ مشہور بات ہے۔ یہ تو آدمی کو گرا کر ایسی زبان میں گفتگو کرتا ہے جس کا مطلب غیر واضح ہوتا ہے اور جن کا دیوانے کے بدن میں داخل ہونے کا علماءِ اسلام میں سے

---

① دیکھئے تفسیر طبری ۸/۶ تحقیق شاکر

② دیکھئے تفسیر امام بغوی ۱/۲۶۱۔

③ دیکھئے تفسیر قرطبی ۳/۳۵۵۔

کوئی منکر نہیں ہے۔ ①

ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ یہ بھی دیوانگی کی ایک قسم ہے اور اس کے علاج کا وہی منکر ہوگا جس کے پاس علم وعقل اور معرفت کا حصہ کم آیا ہو۔ ②

"طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ" کا مفہوم

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ." (الاعراف: ۲۰۱)

"جو لوگ پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔"

ابوعمر ③ ابن کثیر ④ اور کسائی ⑤ نے "طَيْفٌ" علی وزن "ضَيْفٌ" پڑھا ہے۔

---

① دیکھئے مجموع الفتاوی ۲۴/ ۲۷۶، ۲۷۷۔

② دیکھئے زاد المعاد ۴/ ۶۹۔ میں امام ابن قیمؒ نے یہاں علماء کے کئی اقوال نقل کئے ہیں کیونکہ اس مسئلہ میں خصوصاً اس زمانہ میں کئی ایک شکوک پائے جاتے ہیں جس وجہ سے اپنی سی حد تک دریافت کی ہے اس مسئلہ میں بہت سے مقالہ جات اور کتب تالیف ہو چکی ہیں جس طرح شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کا ایک رسالہ بعنوان: "مسئلة دخول الجني في بدن المصروع وجواز مخاطبة الجن للانس" ہے۔ اسی طرح "عالم الجن والشیاطین" ۵۴۔ ۱۵۵ اور "وقاية الانسان من الجن و الشيطان" ۵۵ تا ۱۹۱ ہیں جس میں انہوں نے علماء و اطباء کے اقوال' ان کے عوارض و علاج نقل کئے ہیں' ایسے ہی "الصحيح البرهان فيما يطرد الشيطان" ۵۱ تا ۸۱ ہے۔

اس کے باوجود اس کا انکار نہیں ہے کہ بدنی اعضاء کا پچھاڑنا و متاثر ہونا ممکن ہے جس طرح کہ ابن القیمؒ کہتے ہیں یہ حملہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو زمینی خبیث ارواح کا اور دوسرا ردی خلطوں کا۔ چنانچہ دوسرا تو وہ ہے جس کے علاج و اسباب کے متعلق اطباء خوب جانتے ہیں۔ (زاد المعاد ۴/ ۶۶)

③ وہ "زبان بن العصاء ابوعمرو المزنی" قراء سبعہ اور بصرہ کے قاری ہیں۔ انہوں نے حسن بصری' عاصم اور ابن کثیر سے شرف تلمذ طے کیا ہے دیکھئے معرفة القراء ۱/ ۱۰۰ تا ۱۰۵ اور طبقات ابن الجزری ۱/ ۲۸۸ تا ۲۹۲۔

④ ان کا نام "عبداللہ بن کثیر بن المطلب" ہے جو کہ قراء سبعہ میں سے ہیں اور قرأت میں اہل مکہ کے

جودل میں خیال واقع ہونے یا خواب میں دیکھنے کو کہتے ہیں' اور طیف' جنون' غصہ اور وسوسہ کو کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ شیطان کا ایک اثر ہے جو کہ خیال کے اثر سے ملتا جلتا ہے۔

اور باقی قراء نے اسے ''طائف'' چکر لگانے والا۔ پڑھا ہے جو کہ بذاتِ خود شیطان ہے اس لئے کہ وہ انسان کے گرد چکر لگاتا ہے یا پھر پھسلنے یا شیطان کی جانب سے آنے والے گناہ کو کہتے ہیں۔ ①

اس ضمن میں متقین کی صفت

متقی لوگوں کی یہ بھی صفت ہے کہ جب انہیں کوئی اشتباہ یا غصہ یا وسوسہ یا گناہ یا کوئی شیطانی خواب نظر آتا ہے تو وہ اپنے گناہوں کو اور اللہ تعالیٰ کے وعدے اور وعیدیں یاد کرتے ہیں اور انہیں یہ بھی یاد آجاتا ہے کہ یہ ایک شیطانی فریب ہے چنانچہ وہ اپنی ہدایت اور اپنے رب کریم کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔

شیطان کا انسان کو چھونا

کئی اقسام پر مشتمل ہے۔

① شیطان ہر نومولود کو بوقت ولادت چھوتا ہے ماسوا (حضرت) عیسیٰ ؑ اور ان کی والدہ کے (جو اس سے مستثنیٰ رہے) جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا!

مَـا مِـنْ بَنِیْ آدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّهُ الشَّیْطٰنُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَّسِّ الشَّیْطٰنِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.'' (صحیح

بقیہ حاشیہ:۔ امام ہیں انہوں نے مجاہد اور درباس مولیٰ ابن عباس۔ متوفی: ۱۲۰ سے تعلیم حاصل کی ہے۔ دیکھئے معرفۃ القراء ۱/ ۸۶ تا ۸۸ اور طبقات الجزری ۱/ ۴۴۳ تا ۴۴۵۔

⑤ یہ علی بن حمزہ الکسائی قاری اور نحوی ہیں' کوفہ میں حمزہؒ' متوفی: ۱۸۹ھ کے بعد قرأت کے سرخیل تصور کیے جاتے ہیں۔ دیکھئے معرفۃ القراء ۱/ ۱۲۰ تا ۱۲۸ اور طبقات ابن الجزری ۱/ ۵۳۵ تا ۵۴۰۔

① یہ بھی کہا گیا ہے کہ دونوں قرأتوں کا معنی ایک ہی ہے۔ دیکھئے تفسیر طبری ۱۳/ ۳۳۳ تا ۳۳۷ اور الکشف عن وجوہ القرأت السبع ۱/ ۴۸۴ تا ۴۸۴ اور تفسیر قرطبی ۷/ ۳۴۹، ۳۵۰۔

البخاری ۴،۱۳۸، صحیح مسلم)

''بنی آدم کا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر شیطان اسے چھوتا ہے جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے تو وہ شیطان کے چھونے کی وجہ سے بلند آواز سے چیختا ہے سوائے حضرت مریم (علیہا السلام) اوران کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا' اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

(۲) کہ وہ جسم انسانی کو چھوتا اور اس پر تسلط حاصل کرتا ہے کبھی کبھار تو وہ سارے جسم پر حاوی ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام پر وقوع پذیر ہوا یا جسم کے کسی عضو پر اثر انداز ہو کر اس کی عقل' ہاتھ یا آنکھ میں سے کسی بیماری سمیت اس پر لاحق ہو جاتا ہے۔

چنانچہ احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

''اَلطَّاعُوْنُ وَخزُ اَعْدَائِکُمْ مِنَ الْجِنِّ وَھُوَ لَکُمْ شَھَادَۃٌ'' (۱)

''طاعون تمہارے دشمن جنوں کا کچوکا لگانا ہے اور وہ تمہارے لئے شہادت ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کمالِ یقین

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کی آنکھ میں درد کی شکایت تھی اور ایک یہودی کے پاس دم کروانے گئیں تھیں جس سے ان کی آنکھ کو سکون ہو گیا تھا اس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا!

اِنَّمَا ذَالِکَ عَمَلُ الشَّیْطٰنُ یَنْخَسُھَا بِیَدِہٖ فَاذَارَقَاھَا کَفَّ عَنْھَا وَفِی لَفْظٍ: طَعَنَ بِاَ صْبُعِہٖ فِیْ عَیْنِکَ. (۲)

---

(۱) احمد ۴/۴۱۳ حاکم ۱/۵۰ اور اسے صحیح کہا، ذہبی نے ان کی موافقت کی، المجمع ۲/۳۱۵ میں ہیثمی نے کہا: احمد نے اسے کئی استاد سے روایت کیا ہے جن میں سے بعض کے رجال صحیح کے ہیں۔ البانی نے ارواء الغلیل ۶/۷۵ میں صحیح کہا۔

''یہ ایک شیطانی عمل ہے وہی اپنے ہاتھ سے چبھن پیدا کرتا تھا اور جب اس (یہودی) نے دم کر دیا تو اس نے ہاتھ روک لیا۔ایک روایت میں ہے؟ وہ (شیطان) اپنی انگلی سے تمہاری آنکھ میں چبھن پیدا کرتا تھا۔''

۴ شیطان کا خواب میں آنا

انسان کو جب وہ حالت خواب میں چھوتا ہے تو وہ ایسی چیزیں دیکھتا ہے جن سے وہ خوفزدہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ کبھی دیکھتا ہے کہ وہ کہیں بلندی سے نیچے گر رہا ہے یا پھر اسے کوئی دبا رہا ہے اور وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہے یا کسی گاڑی سے اس کا حادثہ ہو گیا ہے یہ اور اسی طرح کے دوسرے اور خواب شیطان کے چھونے سے لاحق ہوتے ہیں۔

20639

اچھا یا بُرا خواب دیکھنا

چنانچہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

''إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا وَيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَنِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ'' (بخاری ۸/۴۳، مسلم ۴/۱۷۷۱)

''جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بیان کر دے اور جب اس کے برعکس کوئی ناپسندیدہ بات خواب میں دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے سو وہ اس کے شر سے پناہ مانگے اور اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے وہ اسے بالکل نقصان نہ دے گا۔''

نیز صحیح مسلم میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا کہ!

بقیہ حاشیہ...... ۞ احمد ۱/۳۸۲ ابوداؤد ۲/۲۱۳، ۲۱۴۔ ابن ماجہ ۲/ ۱۱۶۷ اور البانی نے صحیح سنن ابی داؤد ۲/ ۷۳۶ میں اسے صحیح کہا (مزید وضاحت کے لئے دیکھئے ہدایۃ المستفید ۱/ ۳۶۷۔ (مترجم)

"اِنِّیْ حَلَمْتُ اَنَّ رَأسِیْ قُطِعَ فَأَنَا اَتْبَعُهُ فَزَجَرَهُ النَّبِیُّ وَقَالَ لَا تُخْبِرُ بِتَلَعُّبِ الشَّیْطٰنِ بِکَ فِی الْمَنَامِ." (صحیح مسلم۴/۱۷۷۶)

"میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور اس کی پیروی کر رہا ہوں تو نبی ﷺ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا! شیطان کا اپنے ساتھ خواب میں کھیلنے کے بارے میں کسی سے مت ذکر کرو۔"

صحیح مسلم ہی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

"وَالرُّؤْیَا ثَلَاثَةٌ فَرُؤْیَا الصَّالِحَةِ بُشْرَیٰ مِنَ اللّٰهِ وَرُؤْیَا تَحْزِیْنٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ وَرُؤْیَا مِمَّا یُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ." [1]

"خواب تین طرح کا ہوتا ہے سو اچھا خواب اللہ کی طرف سے خوشخبری ہے اور ایک خواب شیطان کی جانب سے باعثِ غم ہے اور ایک خواب وہ ہے جس میں انسان اپنے آپ سے گفتگو کرتا ہے۔"

④ شیطان انسان کے عزیز و اقارب یا اس کے مال کو چھو کر بھی اس پر تسلط حاصل کرتا ہے، جس طرح کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو اپنے رب کی عبادت سے فتنہ میں مبتلا کر دے اور اس کے ساتھ لاحق ہو کر اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کر دے یا پھر لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت میں محو کر دے چنانچہ وہ ایسا کر لیتے ہیں تو اپنے اہل اموال کو انہیں کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ (نسأل اللّٰه العافیة)

شیطانی ایذا سے بچاؤ کا طریقہ

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی راہنمائی کر رہا ہے کہ!

"اِذَا نِمْتُمْ فَاطْفِئُوا سُرُجَکُمْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلٰی هٰذَا فَتُحْرِقُکُمْ." [2] (ت)

---

[1] مکمل حدیث مسلم۴/۱۷۷۳ ملاحظہ کیجیے۔

[2] ابوداؤد ۵/۴۰۹ حاکم" ۴/۲۸۴، ۲۸۵ میں اسے صحیح کہا نیز ذھبی" اور البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۳/۴۱۳ میں ان کی موافقت کی۔ دیکھئے بذل المجھود فی حل ابی داود ۲۰/ ۱۸۸۔

''جب تم سونے لگو تو اپنے چراغ بجھا دو' کیونکہ شیطان اس جیسے موذی کی اس طرح کے کام پر راہنمائی کرتا ہے سو وہ تم کو جلا دیتی ہے' یعنی وہ چوہیا کے اس فعل پر راہنمائی کرتا ہے تو وہ تمہیں جلا دیتی ہے۔''

سو دیکھئے وہ کس طرح لوگوں پر اور ان کے خاندان و مملوکات پر غلبہ پا لیتا ہے اسی لئے تو نبی اکرم ﷺ نے چراغ اور ہر اس چیز کا جس میں آگ ہو بجھانے کا حکم دیا ہے تا کہ شیطان ہم پر غلبہ و تسلط حاصل نہ کر سکے۔

شراب اور جوا

شراب اور جوا' دو ایسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے مومنوں میں دشمنی اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ شیطان کا نہایت ہی اہم ہدف ہے جس کے ذریعہ سے معاشرے' ملک اور خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے لین دین اور تجارت سے ڈرایا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ وہ دونوں ہی شیطان مردود کے اعمال سے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ.'' (المآئدة: ۹۰: ۹۱)

''اے ایمان والو! شراب' جوا' بت اور پانسے یہ (سب) ناپاک کام اعمالِ شیطان سے ہیں' سو ان سے بچو تا کہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے۔''

ان دونوں کے سبب لوگوں کے مابین دشمنی نفرت اور کینہ ڈال دیتا ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے:

❶ خمر (شراب)

تعریف: خمر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے [1] اور اس کو کھانے' پینے' سونگھنے یا بذریعہ انجکشن عقل کو ڈھانپ لے اس لئے کہ عقل جب مستور ہو جائے یا اس پر پردہ آ جائے تو صاحب عقل اپنے تصرفات میں دیوانے کی مانند ہو جاتا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری ۱۹۰/۵ حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ خمر (شراب) وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

آیت کا شانِ نزول

اس آیت کا شانِ نزول شراب کے خطرناک نتائج کو واضح کر رہا ہے۔ سو طبریؒ حاکمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں!

"نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فِيْ قَبِيْلَتَيْنِ مِنْ قَبَائِلِ الْاَنْصَارِ شَرِبُوْا حَتّٰى اِذَا ثَمِلُوْا عَبَثَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فَلَمَّا اَنْ صَحُوْا جَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَرَى الْأَثَرَ بِوَجْهِهٖ وَلِحْيَتِهٖ فَيَقُوْلُ فَعَلَ بِيْ هٰذَا أَخِيْ فُلَانٌ وَكَانُوْا اِخْوَةً لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ضَغَائِنُ. وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ بِيْ رَءُوْفًا رَحِيْمًا مَا فَعَلَ بِيْ هٰذَا حَتّٰى وَقَعَتْ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ اِلٰى قَوْلِهٖ "فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ"۔" (1)

"شراب کی حرمت اس وقت نازل ہوئی جب انصار کے قبائل میں سے دو قبیلوں نے شراب نوشی کی حتیٰ کہ جب وہ نشہ میں مدہوش ہو گئے تو انہوں نے ایک دوسرے سے لغو مذاق شروع کر دیئے۔ سو جب ان کا نشہ زائل ہو گیا تو آدمی نے اس کے اثرات جب اپنے چہرے اور داڑھی پر دیکھے تو کہنے لگا: میرے ساتھ یہ معاملہ میرے فلاں بھائی نے کیا ہے' اور وہ ایسے بھائی تھے جن کے دلوں میں کوئی کینہ کپٹ نہ تھا۔ اللہ کی قسم اگر وہ میرے ساتھ شفقت کرنے والا ہوتا تو میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا تا آنکہ ان کے دلوں میں کینہ وحسد داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

---

(1) نسائی ۱/ ۲۲۷، ۲۲۸ نے تفسیر میں، طبری ۱۰/ ۵۷۱ تحقیق شاکر، حاکم ۴/ ۱۴۱، ۱۴۲ اور اس میں کوئی چیز ذکر نہیں کی' ذھبی نے کہا: مسلم کی شرط پر ہے۔ بیہقیؒ نے اپنی سنن ۸/ ۲۸۵ میں روایت کیا۔ حافظ نے الفتح ۱۰/ ۳۱ میں اس کی سند کو صحیح کہا۔ مزید اس کے علاوہ اس آیت کے نزول میں اور بھی کئی اسباب ہیں، ان کے لئے دیکھیے تفسیر طبری ۱۰/ ۲۶۶ تا ۵۷۴ تحقیق شاکر اور واحدی کے اسباب النزول ۲۰۸ تا ۲۱۱۔

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ سے فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ" تک آیات نازل فرمائیں۔

۲ جوا

تعریف: ہر اس غلبے کو شامل ہے جس میں جانبین سے ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے عوض بدلہ مقرر کیا گیا ہو تو ہر مقابلہ، معاملہ یا کھیل جس میں انسان فائدہ حاصل کرنے والا یا نقصان اٹھانے والا ہو جائے تو وہ جوا ہے اسی ضمن میں نرد و شطرنج کے کھیل ہیں اور اسی قسم میں سے شرط لگانا بھی ہے۔ سو یہ تمام امور جن میں جانبین میں بدلہ مقرر کر لیا جائے تو وہ جوا ہے۔[1] اس لئے کہ اس میں لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے جس سے عداوت و نفرت جنم لیتی ہے چنانچہ جس سے مال حاصل کیا جاتا ہے وہ لینے والے کو نفرت و کینہ کی نظر سے دیکھتا ہے

علامہ رشید رضاؒ کا تجزیہ

محمد رشید رضاؒ[2] شراب اور جوے کے متعلق رقمطراز ہیں:

دشمنی و نفرت کے وہ واقعات نشے ہی سے جنم لیتے ہیں جو قتل، بغاوت، لوٹ کھسوٹ، نافرمانی، بے حیائی، افشائے اسرار، پردہ داری، حکومتوں اور ملکوں کی خیانت جیسے نتائج بد پیدا ہوتے ہیں جن کی خبریں جماعتوں کے علاوہ ہر زبان و مکان میں ایسی زبان زدِ عام ہیں جو محتاجِ بیان نہیں۔

اسی طرح جوا بھی دشمنی و نفرت بھڑکانے والا ہے لیکن اس کے اثرات جوا بازوں میں کثرت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر ان سے تجاوز کرتے ہوئے، ان کے تماشائی ان کو بُرا بھلا کہنے والے، قرض خواہان اور غیر قرض خواہ بھی جن کے ذمہ ان

---

① دیکھئے تفسیر قرطبی ۳/۵۲، ۵۳ اور السعدی ۱/۱۳۱۔۳۳۱ دوسرے لفظوں میں جوا: وہ بازی ہے جس کے ساتھ شرط ہو۔ (فیروز اللغات) (مترجم)

② محمد رشید علی رضا، رسالہ المنار کے مسئول اور تفسیر القرآن الحکیم کے مؤلف ہیں جو کہ ۱۲ پاروں اور [illegible] ۱۳۵۴ھ [illegible] دیکھئے الاعلام ۶/۱۲۶۔

کے حقوق واجب الاداء ہوتے ہیں، ان تک بھی سرایت کر جاتے ہیں اور جواباز والدین، بیوی اور اولاد کے حقوق کی حق تلفی شروع کر دیتا ہے' حتیٰ کہ وہ گھر کے تمام افراد کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے۔ [1] سو مومن کے لئے یہی لائق ہے کہ ان مذکورہ بالا دونوں بیماریوں سے دور رہے جن کے نقصان کے بارے میں کوئی بھی دانا شخص ان کے ضرر کے بارے میں قطعی شک نہیں کرتا۔

---

[1] تفسیر المنار/۷، ۶۰، ۶۱

مومنوں کے مابین پھوٹ ڈالنا

شیطان کا فساد کے لئے پیچھا کرنا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

(الاعراف: ۱۹۹ تا ۲۰۰)

''(اے محمد ﷺ) درگزر اختیار کرو اور نیک کام کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو۔ اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو بے شک وہ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ○ (بنی اسرآئیل: ۵۳)

''اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) ان میں فساد ڈلواتا ہے' کوئی شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَا إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○ (حم سجدہ: ۳۴، ۳۵)

"اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی' برائی کو بھلائی سے دفع کرو (تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ ایسا ہو جائیگا جیسے تمہارا دلی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہوں۔

سوان آیات میں شیطان کا اولادِ آدم کے مابین بگاڑ پیدا کرنے کے لئے پیچھا کرنے کا بیان ہے۔

"نَزغ" کا معنی

"نزغ" کبھی لوگوں کے مابین فساد پیدا کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مِنۡ بَعۡدِ أَنۡ نَّزَغَ الشَّيۡطٰنُ بَيۡنِيۡ وَبَيۡنَ إِخۡوَتِيۡ. (یوسف:۱۰۰)

"اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔"

اور کبھی غصہ دلانے کے معنی میں آتا ہے شیطان انسان کو غصہ دلاتا ہے تا آنکہ اس سے ایسے کلمات اور تصرفات صادر ہو جاتے ہیں جن سے لوگوں کے مابین پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ ①

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ دلایا

اسی قسم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ میں آنا بھی ہے، جب قبطی اور اسرائیلی کے مابین جھگڑا ہو گیا تھا تو انہوں نے قبطی کو مارا تو وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تب فرمایا!

هٰذَا مِنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ إِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيۡنٌ○ (القصص:۱۵)

"یہ شیطانی کام ہے یقیناً وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے۔"

---

① دیکھئے تفسیر قرطبی ۷/۳۴۸، ۱۰/۱۱، والعـ... ۸/۴۵۴

کرنے کے کام

تو ہمیں اچھے، پاکیزہ اور طبیعتوں سے مانوس کلمات کا خیال رکھنا چاہئے اور ہمیں لازم ہے کہ کھردرے اور سخت کلمات سے پرہیز کریں اس لئے کہ اس سے بھائی چارہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے اور شیرازہ بندی منتشر ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ شیطان ان لغزشوں کو تلاش کرتا رہتا ہے تاکہ انہیں، اس کے بھائی کے پاس بڑا ظاہر کرے اور ان کے درمیان دشمنی کی آگ اور غصہ بھڑکا دے۔ تو جب کبھی آپ کو نفرت والی بات یا گالی گلوچ یا رشتہ داری توڑنے یا ظلم یا ناراضگی کی بات پہنچے تو اس کا بدلہ اس سے بہتر دیجئے اور اسے اچھی بات اور بہتر معاملہ سے دور کیجئے۔ (1) جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص جس کی وجہ سے تمہارے اور اس کے درمیان دشمنی ہوگی وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ تمہارا دوست ہے لیکن یہ کام تو اسی کے نصیب میں ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

چنانچہ یہ لازم ہے کہ ہم شیطان اور اس کے مکروفریب سے بچیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْاَیِسَ اَنْ یَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰکِنْ سَعٰی فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَهُمْ. (مسلم ۴/۲۱۶۶)

''یقیناً شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں لیکن ان کے مابین فساد انگیزی کے لئے کوشاں ہے۔''

امام نوویؒ کہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے مایوس ہو گیا ہے کہ اہالیانِ جزیرۂ عرب اس کی پوجا پاٹ کریں لیکن ان کے درمیان جھگڑے، بغض وعداوت، جنگیں، فتنے وغیرہ بپا کرنے کے ذریعہ سے ان میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ (2)

سو مسلمانوں پر بالعموم اور اہلِ جزیرہ پر بالخصوص یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے

---

(1) دیکھئے تفسیر السعدی ۷/۸۵_۸۶ (2) دیکھئے شرح صحیح مسلم ۱۷/۱۵۷ اور دیکھئے، خصائص جزیرۃ العرب ۳۴، ۳۳۔

کہ وہ شیطان کی فتنہ انگیزیوں سے بچیں اور اپنے تمام طبقات میں اس کی دشمنی ڈلوانے سے اپنے آپ کو بچائیں خواہ وہ حکمران ہوں یا علماء، طالب علم ہوں یا عوام! اس لئے کہ شیطان ان میں پھوٹ ڈال کر ان کی اجتماعیت کو توڑ کر اور ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے خوش ہوتا ہے۔

بزبان وحی شیطان کی ایک خفیہ رپورٹ

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ۔ (مسلم ۴/۲۱۱٦)

"کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے اور پھر اپنی فوجوں کو روانہ کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں تو اس کا سب سے قریبی وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ باز ہو ان میں سے ایک آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے (فتنہ پیدا) کیا، تو ابلیس کہتا ہے تو نے تو کچھ نہیں کیا۔ فرمایا: پھر ایک آتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو (ایسے فتنہ میں مبتلا کیا اور اسے) نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان میں نے جدائی ڈال دی۔ فرمایا: وہ اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے ہاں! تو ہی (اچھا ہے)!

چنانچہ اس طرح خاندان کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی تو یہ پھوٹ کئی خاندانوں اور قبیلوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے...... اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

لغزش

خطا سرزد کروانے کے لئے شیطانی کوشش

شیطان جب اس بات کی ہمت نہیں رکھتا کہ مومن شخص کو اس کے دین سے مکمل طور پر برگشتہ کردے تو اس بات پر وہ ضرور حریص ہوتا ہے کہ اس سے غلطی سرزد کروادے اور اسے اس کے موجودہ مقام سے دور کردے اور یہ لغزش اس کے ہاں بہت بڑی ہوا کرتی ہے اسی لئے یہ غلطی قرآن کریم میں دو جگہ شیطان کی طرف منسوب کی گئی ہے اور وہ دونوں ہی مومنوں سے سرزد ہوئی ہیں۔

پہلی غلطی: حضرت آدم وحوا سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ."

(البقرہ:۳۶)

"شیطان نے دونوں کو بھلا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔"

مطلب کہ ان دونوں کو جنت سے دور کردیا اور اس فرمان میں اس کی تاکید بیان کردی۔

"أَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ."

"یا ان دونوں کو لغزش وغلطی میں ڈال دیا اور انہیں اطاعت سے معصیت کی طرف پھیر دیا۔"①

دیکھئے اس نے کس طرح والدین کو بھلایا اور انہیں ایک ہی معصیت کے ذریعے جنت سے نکلوا دیا، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو گناہ پہ گناہ کرتا جارہا ہے اس ضمن میں شاعر کا کیا خوب قول ہے:

---

① دیکھئے تفسیر قرطبی ۱/۳۱۱ تا ۳۱۲ اور الدر المصون ۱/۲۸۷ تا ۲۸۹۔

یــــا رَاقِــدًا یَــرُنُــو بــعیــنــی راقــد
ومشـــا ھـــدا لــلأ مـــر غیـــر شـــاھـــد ①

''اے سونے والے! ایسی آنکھوں سے ٹکٹکی لگائے ہو جو سو رہی ہیں اور ایسے معاملے کو دیکھ رہے ہو جس کو حقیقت میں نہیں دیکھتے۔''

تـصـل الـذنـوب الـی الـذنـوب وتـرتـجـی
درک الـجــنـــان ونیـل فـوز الـعـابـد

''تم گناہوں پہ گناہ کرتے جا رہے ہو اور جنت کے حصول کے امیدوار ہو اور عبادت گزار کی سی کامیابی پانا چاہتے ہو۔''

انسیـــت ان الــلـــــه اخـــرج آدم
مـنـهـــا الـــی الــدنیـــا بـذنـب واحـد

''کیا تم یہ بات بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس دنیا کی طرف ایک غلطی کے باعث نکال دیا تھا۔''

دوسری غلطی: فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ (آل عمران:۱۵۵)

''جو لوگ تم سے (احد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا، مگر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا، بے شک اللہ بخشنے والا، بردبار ہے۔''

---

① ان اشعار کو امام رازی نے اپنی تفسیر 18/3 میں ذکر کیا ہے اور کسی کی طرف منسوب نہیں کیا اور ان میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہے لیکن ان میں گناہوں کا ارتکاب اور ان پر اصرار کرنے سے ڈرایا گیا ہے کہ لوگوں چاہئے کہ اللہ کی تدبیر سے بچ کے رہیں۔

انسان کے اعمال،فوجی دستہ کی مانند

اللہ عزوجل نے ان سچے مومنوں کی احد کے روز پھر جانے کی خبر دی ہے کہ وہ ان کے کیئے اوران کے گناہوں کے سبب تھی،سو شیطان نے ان کو ان کے ایسے اعمال کے سبب پھسلا دیا تھا اورانہیں ان کی وہ گزشتہ لغزشیں یاددلائی ہیں۔تو انہوں نے پختہ قدمی کو ناپسند کیا،وگرنہ وہ قتل نہ کیئے جاتے،پس ان کے اعمال ہی نے ان کے خلاف فوج کشی کی،جنہوں نے دشمن کی قوت میں اضافہ کیا۔چنانچہ اعمال لازماً بندے کے حق میں اور بندے کے خلاف فوج کا کام کرتے ہیں،معلوم ہوا بندے کے لئے ہمہ وقت ایک فوجی دستہ کام کرتا ہے جواس کو ہزیمت سے دوچار کر دیتا ہے یا اس کی مدد کرتا ہے اورانسان کا اپنے دشمن سے فراراختیار کرنا جوکہ اس کی دسترس میں ہے یقیناً وہ اس کے اعمال کی فوج ہے جسے شیطان اس کے لئے بھیجتا ہے اوراس کے ذریعہ سے پھسلا دیتا ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے انہیں معاف کر دیا تھا اس لئے کہ یہ فیصلہ کسی قسم کی منافقت یا شک کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ ایک پیش آمدہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا۔ [1]

---

[1] دیکھیے تفسیر قرطبی 243/4 اور زادالمعاد 238/3

شبہات پیدا کرنا

انسان کو گمراہ کرنے والے شیطان کے طریقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ انسان پر اس کے معاملے کو مشتبہ اور خلط ملط کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ ششدر رہ جاتا ہے اور اسے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کدھر جائے اور کدھر کا رخ کرے۔

اسی طرح وہ تمام گذشتہ امتوں کے لئے کہیں نہ کہیں جو کچھ ان کے رسول انہیں کہا کرتے تھے اس میں اشتباہ پیدا کر دیا کرتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ آيَاتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ (الحج: ۵۲، ۵۳)

"اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا۔ تو جو (وسوسہ) ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ آیات کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعۂ آزمائش ٹھہرائے، بے شک ظالم لوگ گہری مخالفت میں ہیں۔"

آیت میں وسوسہ کا مفہوم

یعنی رسول یا نبی جب وہ وحی الٰہی کی تلاوت کرتا ہے یا قوم کے سامنے

پڑھتا ہے تو شیطان اس کی تلاوت ،قرات اور بیان میں وسوسہ ڈال دیتا ہے۔ [1] تا کہ نبی کے بیان کردہ دین کولوگوں پران کے لئے مشتبہ کر کے نبی کے مخالف کر دے تو اللہ تعالیٰ شیطان کے اس وسوسہ کوختم کر کے اپنی آیات کو مضبوط کر دیتا اور اسے باطل سے صاف کر دیتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو اپنا پیغام پہنچانے میں محفوظ قرار دے رکھا ہے اور اپنی وحی کی اشتباہ واختلاط سے حفاظت فرمائی ہے لیکن شیطان کا یہ وسوسہ مستقل اور مسلسل نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک عارضہ ہوا کرتا ہے جو کہ پیش آتا اور زائل ہو جاتا ہے اور عوارض کے اپنے ہی احکام ہوا کرتے ہیں۔

اور شیطان کو اس اشتباہ اور اختلاط کی قدرت مہیا کرنے کی حکمت ،دو گروہوں کے حالات کا اظہار مقصود ہے:

پہلا گروہ

وہ ہے جس کے دل میں بیماری ہو اور اس کے ہاں کامل ایمان اور پختہ تصدیق معدوم ہو،تو ایسے دلوں میں معمولی رونما ہونے والا شبہ بھی اثر انگیز ہوتا ہے تو جب وہ شیطان کے ڈالے ہوئے اس وسوسہ کو سنتے ہیں تو ان کے اندر شک و اضطراب سرایت کر جاتا ہے۔

دوسرا گروہ

ایسے سخت دل لوگ ہیں جن پران کی سختی کے باعث اللہ اور اس کے رسولوں

---

[1] طبری نے ۱۷/۱۹۰ میں کہا ہے کہ یہ قول فرمانِ باری کی دلیل (فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ کے باعث تاویلِ کلام کے بہت قریب ہے ابن عطیہ نے ۱۱/۱۱۲، ۲۲۱ میں کہا: اہل حدیث کا مذہب اس بات کا متقاضی ہے کہ شیطان نے وسوسہ ڈالا لیکن ان کے نزدیک اس کا کوئی سبب متعین نہیں ہے۔ سبب سے مراد "واقعہ غرانیق" ہے اور بغوی نے ۳/۲۹۷ میں اس کی بہت سے مفسرین کی طرف نسبت کی ہے امام ابن القیم فرماتے ہیں: تمام سلف کے نزدیک آیت کا یہی مفہوم ہے دیکھئے اِغاثۃ اللھفان ۱/۱۱۰ اور مفسرین کا اس آیت کے تحت بیان کردہ واقعہ غرانیق اسے علماء کی ایک جماعت نے سنداً ومتناً ضعیف قرار دیا ہے، اور شیخ البانی نے ان تمام اقوال کو اپنی کتاب "نصب المجانیق لنسف قصۃ الغرانیق" میں جمع کیا ہے۔

کی طرف سے کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہ کوئی نصیحت اور نہ ہی کوئی فہمائش اثر انداز ہوتی ہے تو جب شیطان انہیں وسوسہ ڈالتا ہے تو اسے اپنے لئے اپنے باطل کے خلاف حجت سمجھتے ہیں اور اسی کو لے کر جھگڑا کرتے اور اللہ اور اس کے رسولوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا: ''وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيْدٍ'' (اور بے شک ظالم لوگ دور کی مخالفت میں ہیں) یعنی حق کے مخالف و معاند، حقیقت سے دور، چنانچہ شیطان جو وسوسہ ڈالتا ہے ان دونوں گروہوں کے لئے باعثِ فتنہ ہوتا ہے اور اسی سے ان کے دلوں کا خبثِ باطن ظاہر ہوتا ہے۔[1]

بچوں کا قتل، اشتباہ کی کڑی تھی

اسی طرح شیاطین کا کفارِ قریش پر ان کے دین کو مشتبہ اور مخلوط کرنا اور ان کے لئے ان کی اولاد کا قتل کرنا اسی سلسلہ کی کڑی تھی۔ جیسا کہ فرمانِ باری ہے:

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ. (الانعام:۱۳۷)

''اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں۔''

یعنی انہوں نے یہ عمل ان سے کروایا تاکہ وہ ان کو ہلاک کر دیں اور ان پر ان کے اس دین کو مشتبہ کر دیں جس کا وہ دعوی کرتے تھے کہ یہ اسماعیل اور ملتِ ابراہیم علیہما السلام کا دین ہے اور اس نے اسے مشتبہ اور مخلوط کر دیا جس کو انہوں نے ان شرکیہ رسومات سے ایجاد کیا تھا حتیٰ کہ شرکیہ اضافہ جات کے باعث اس بنیاد کی پہچان ہی مشکل ہو چکی تھی جس کی اتباع مقصود تھی۔ (تفسیر المنار ۸/۲۲۶)

شیطان کی انسانی راستوں میں آمد

شیاطین کے اشتباہ پیدا کرنے کی یہ بات بھی ہے کہ ان کے سامنے

---

[1] دیکھئے تفسیر السعدی ۵/۱۵۲، ۱۵۳۔

راستوں میں آ جاتے ہیں تا کہ لوگ ان کی پیروی کریں اور یہ لوگ ایسی راہوں کو ترک کر دیں جو انہیں ہدف پر پہنچانے والے ہیں پھر وہ انہیں حیران و ششدر چھوڑ دیتے ہیں اور انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی کہ وہ کہاں جا رہے ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

قُلْ أَنَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْهَدٰنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗ اَصْحَابٌ يَّدْعُوْنَهٗ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَالْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ (الانعام: ۷۱)

''کہو کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکے نہ برا اور جب ہم کو اللہ نے سیدھا رستہ دکھا دیا تو (کیا) ہم الٹے پاؤں پھر جائیں؟ (پھر ہماری ایسی مثال ہو) جیسے کسی کو جنات نے جنگل میں بھلا دیا (اور وہ) حیران (ہو رہا ہو) اور اس کے کچھ رفیق ہوں جو اس کو رستے کی طرف بلائیں کہ ہمارے پاس چلا آ، کہہ دیجئے کہ رستہ وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے اور ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم رب العالمین کے فرمانبردار ہوں۔''

تو وہ شخص جو اللہ کے دین کو ترک کر دیتا ہے اور ایسے رستے کو چھوڑ دیتا ہے جو اسے اس کی منزل تک پہنچاتا ہو تو شیطان اس کے لئے سواریوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں یا وہ اسے اس کے نام سے پکارتے ہیں کہ رستہ ادھر ہے تو وہ ان کی پیروی شروع کر دیتا ہے تو جب وہ کسی جنگل میں پہنچ جاتا ہے سو وہ اسے تنہا چھوڑ دیتے ہیں جس سے وہ ششدر کھڑا رہ جاتا ہے اور اسے رستے کی کوئی سمجھ نہیں آتی کہ آیا اب وہ اپنے ان رفقاء کی طرف جائے جو اس کے ساتھ تھے اور اسے اس کے رستہ کی طرف بلا رہے تھے جو اسے منزل کی طرف پہنچانے والا ہے یا پھر اس راہ پر چلتا رہے جس کی راہنمائی اسے شیطانوں نے کی ہے۔

شیطان کا راستوں میں شکل بدلنا

اور کبھی کبھار شیطان اس شخص کے لئے ایسے لوگوں کی شکل میں آ جاتا ہے جنہیں وہ پہچانتا ہے یا ان کی زبان بولتا ہے جنہیں وہ جانتا ہو۔ تو وہ اسے پکارتے ہیں اور کبھی وہ ایسی شکل بناتے ہیں جیسا کہ وہ آگ کے گرد ہیں جیسے ہی کوئی ان کے قریب جاتا ہے وہ اس سے دور ہو جاتے ہیں اور فی زمانہ بھی وہ ایسی شکلیں اختیار کرتے ہیں گویا کہ وہ گاڑیاں ہیں۔ خاص طور پر رات کو جب انسان انہیں دیکھتا ہے تو اس کے پیچھے چل پڑتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ درست سمت میں ہے پھر اس سے بعید تر ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ اسے دور دراز پہنچا کر چھوڑ دیتی ہیں چنانچہ وہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے تو کبھی تو وہ بھوک سے یا پیاس سے مر جاتا ہے یا پھر دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ہمیں محفوظ فرمائے۔

مثال سے کون لوگ مراد ہے

یہ مثال اللہ تعالیٰ نے دین سے مرتد ہونے والے یا اس شخص کی دی ہے جس نے شریعتِ الٰہی کے اپنانے سے منہ پھیر لیا ہو سو وہ ششدر رہ جاتا ہے کہ آیا وہ گمراہی اور ہلاکت کی اس راہ پر گامزن رہے جس کی طرف انسانوں و جنوں کے شیاطین دعوت دے رہے ہیں جس کو انہوں نے مزین کر کے پیش کیا تھا، یا پھر اپنے ہدایت و استقامت کے ان ساتھیوں کی طرف لوٹ جائے جو اسے ہدایت کی جانب بلا رہے ہیں چنانچہ وہ انتہائی حیرانی کا شکار ہو جاتا ہے جو کبھی تو گناہ اور اُن کی لذتوں کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی ہدایت اور اپنے اس دلی اطمینان کی جانب جو اسے اپنے رب کی عبادت سے حاصل ہوتا ہے۔[1]

[1] دیکھئے تفسیر طبری (تحقیق شدہ) ۷/۲۳۵، ۲۳۷ اور شوکانی ۲/۱۳۵، ۱۳۷۔

انسانی شیطانوں سے مدد لینا

جب شیطان کو انسان پر غلبہ پانے، گمراہ کرنے اور اسے اس کے نفس سے بہکانے کی طاقت جواب دے جائے تو پھر وہ اپنے انسان کافر بھائیوں سے مدد طلب کرتا ہے تاکہ وہ اس شخص کا عرصۂ حیات تنگ کریں۔ ابن مفلح کہتے ہیں:

اگر مذکورہ چھ مشکل گھاٹیوں...... سے بچ نکلے تو اس کے لئے ساتویں گھاٹی میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اس سے کوئی کم ہی محفوظ رہتا ہے اگر کسی کا اس سے بچنا ممکن ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے بچ سکتے تھے اور وہ فاسق وفاجر دشمنوں کا ہمہ قسم مصائب سے غالب آنا تھا۔ (مصائب الانسان:۸۲)

روزِ بدر کفار کا طاقتور ہونا

روزِ بدر کفار کا طاقتور ہونا بھی اسی سلسلہ کی کڑی تھی تاکہ وہ مسلمانوں کو بالکل صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ چنانچہ جب کفار پر ان کے اور بنی کنانہ کے مابین چشمک کی بنا پر مشکل پیدا ہوگئی تھی تو اسی شیطان نے ان کے عزائم کو پختہ و مضبوط کر دیا تھا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ (الانفال:۴۸)

”اور جب شیطانوں نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں۔“

تو دیکھئے اس نے ان کے ارادوں کو کس طرح پختہ کیا اور ان کے جنگی اقدام پر ان کی کس طرح تائید کی۔ ان کا مددگار بھی ہوا اور ان کی خاطر مدد بھی طلب کی تاکہ

وہ اہلِ اسلام کا استیصال کریں اور جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اس نے فرشتوں کا مشاہدہ کیا تو ان کے مقابلہ میں عدمِ قدرت کی بنا پر انہیں چھوڑا اور پشت دکھا کر بھاگ گیا۔

دین میں شک کے لئے استعانت

اسی ضمن میں یہ بھی ہے کہ جنوں میں سے شیطان، مومنوں کے ساتھ جھگڑا اور اللہ تعالیٰ کے دین میں شکوک پیدا کرنے کے لئے انسانی شیطانوں سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○ (الانعام: ۱۲۱)

''اور شیطان (لوگ) اپنے رفقاء کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ ان کے کہنے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہوئے۔''

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (الانعام: ۱۲۱)

''اور جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ''

جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگ (1) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا جس (جانور) کو ہم ماریں اس کو تو کھائیں اور جس کو اللہ مارے اس کو نہ کھائیں؟ چنانچہ اس کے بعد والا آیت کا یہ حصہ:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ (الانعام: ۱۲۱)

---

(1) بعض الفاظ میں ہے کہ وہ مشرک تھے بعض میں ہے کہ وہ یہود تھے جو کہ بوجوہ محل نظر ہے اولاً کہ یہود مردار کو مباح نہیں سمجھتے کہ وہ جھگڑا کریں۔ ثانیاً: یہ آیت سورۂ انعام میں ہے جو کہ مکی سورت ہے دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۲/۱۷۲ باختصار۔

''اور شیطان (لوگ) اپنے رفقاء کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ ان کے کہنے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہوئے...... نازل ہوا۔'' ①

تو جنوں میں سے شیطان اپنے انسانی شیطانوں کے دلوں میں باتیں ڈالتے ہیں تاکہ وہ مومنوں سے جھگڑیں اور انہیں شبہات میں مبتلا کر دیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے اس وقت فرمایا تھا اور ان سے کہا گیا تھا کہ مختار بن ابوعبید ② کا یہ خیال ہے کہ اس کی طرف وحی آتی ہے کہنے لگے: وہ سچ کہتا ہے اور کہنے لگا ابن عباس ؓ کہتے ہیں وہ سچ کہتا ہے تب ابن عباس ؓ نے فرمایا: وحی دو طرح کی ہوتی ہے۔ اللہ کی وحی اور شیطان کی وحی۔ اللہ تعالیٰ کی وحی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہوتی ہے اور شیطان کی وحی اپنے دوستوں کی طرف، پھر آیت:

''وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓي اَوْلِيٰٓئِهِمْ.'' ③

''کہ شیاطین اپنے رفقاء کے دلوں میں بات ڈالتے ہیں...... پڑھی''

سو کتنے ہی ایسے انسان ہیں جنہیں شیطانی جنوں نے گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کی ہمت نہ پا سکے تو انہوں نے انسانوں میں سے اپنے رفقاء اور چاہنے والے شیطانوں سے مدد طلب کی تو انہوں نے بدستور ان کے لئے کبھی سیئات،

---

① یہ اثر ابوداود ۳/ ۲۴۵ اور ترمذی ۵/ ۲۶۳، ۲۶۴ میں مذکور ہے اور مؤخر الذکر نے اسے حسن غریب کہا۔ ابن ماجہ ۲/ ۱۰۹۵ انسائی ۱/ ۴۷۹ نے تفسیر میں، ابن جریر ۱۲/ ۷۷ تا ۸۲ میں ابن عباس وغیرہ سے متعدد الفاظ میں روایت کیا ہے۔ حاکم نے ۴/ ۱۱۳ میں روایت کیا اور اسے مسلم کی شرط پر قرار دیا اور ذھبی نے اس کی تائید کی، اور اس کی سند کو ابن کثیر ۲/ ۱۷۲ میں اپنی تفسیر میں اور البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ ۲/ ۲۰۸ میں روایت کیا ہے۔

② وہ مختار بن ابوعبید ثقفی ہے جو کذاب تھا جس کا خیال تھا کہ اس کے پاس وحی آتی ہے اور وہ ناصبی تھا، پھر شیعہ ہوا جو خفیہ کاہن تھا اور اس کی حکومت عراق میں قائم ہو گئی تھی حتیٰ کہ اسے مصعب بن زبیر ؓ نے ۶۷ ھ میں قتل کر دیا تھا۔ دیکھئے البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۹۰ تا ۲۹۵۔

③ طبری ۷/ ۷۷ تحقیق شاکر۔ اسی طرح قرطبی نے ۷/ ۷۷ میں عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت کیا ہے۔ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۹۴ میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کیا

بدعات، خرافات اور گناہوں کو اچھا کر کے دکھایا اور کبھی انہیں تنگ کر کے ٹھٹھہ اور مذاق سے ایذا پہنچائی کہ انہیں سیدھے رستہ سے گمراہ کر دیں۔

راسخ العقیدہ نوجوانوں کو گمراہ کرنا

کتنے ہی نوجوان ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھاما اور باجماعت نمازوں کی پابندی کرتے رہے تو ان کے پاس شیطان آیا اور ان کے لئے فلموں، ڈراموں اور غیر معیاری چینلوں (Chanals) کو آراستہ کر دیا تو وہ نمازِ فجر کے لئے نہ اٹھ سکے اور اسی حالت پر جاری رہے تا آنکہ وہ کلیتہً تارک صلوٰۃ ہو گئے۔

مالک بن دینارؒ کا تجزیہ

اسی لئے مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ "میرے لئے انسانی شیطان جنوں کے شیطان سے زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ جب میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو جنوں کا شیطان بھاگ جاتا ہے اور انسانوں کا شیطان میرے قریب آ جاتا ہے اور مجھے علانیہ گناہوں کی طرف کھینچتا ہے۔"[1]

انسانی شیطانوں اور دوسروں میں فرق

انسانی اور جنوں کے شیطانوں میں یہ فرق ہے کہ انسانوں کے شیطانوں کو اذان نہیں بھگاتی اور نہ ہی وہ ماہ رمضان میں جکڑے جاتے ہیں بلکہ وہ اہلِ ایمان کے ساتھ مسلسل جھگڑنے میں لگے رہتے ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ۝ (الحج:۳)

"اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ (کی شان) میں علم (و دانش) کے بغیر جھگڑتے اور سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔"

تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات، اسماء وصفات اور اس کی شریعت کے بارے میں

---

[1] اسے قرطبی نے ۷/۶۸ میں ذکر کیا ہے۔

جھگڑا کرتے ہیں، اور فی زمانہ تو شریعت الٰہی میں جھگڑے اور شکوک بکثرت پائے جاتے ہیں کہ یہ اس ترقی یافتہ دور میں قابلِ عمل نہیں رہی، سو وہ چوری، قتل اور رجم وغیرہ کی حدود کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں، اس لئے کہ جنات میں سے شیاطین، انہیں اکساتے اور انگیخت دلاتے ہیں تاکہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی شریعت سے متعلق مومنوں سے جھگڑا کرتے رہیں۔

ان کا اس جھگڑے سے مقصد دین کی شان میں کمی اور اسے عام معاشرہ سے دور کرنا اور اسے ایک ایسا طریقہ قرار دینا ہے۔ جس کا نفاذ بندوں پر مشکل ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ. (الغافر: ٥)

''اور وہ بے ہودہ (شبہات سے) جھگڑتے رہے تاکہ اس سے حق کو زائل کر دیں۔''

چنانچہ یہود ونصاریٰ اور ملحدین کا مسلمانوں سے اور اہلِ بدعت کا اہلِ سنت سے اور نافرمانوں کا دینِ الٰہی پر عمل کرنے والوں سے جھگڑا کرنے پر ذرا غور کریں تو حقیقت میں یہ شیاطین الجن ہی کی اتباع ہے اور کبھی کبھار یہ جھگڑا نفس یا اس کے مفادات کی خاطر یا ان دونوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

جادوگروں اور کاہنوں کو تعلیم دینا

شیطان اولادِ آدم سے ایک بہت بڑی تعداد کو گمراہ کرنے کی خاطر، لوگوں میں سے دو طرح کے لوگوں کو تعلیم دے کر ذریعہ بنا لیتا ہے، جن کے سبب کفر اور اللہ تعالیٰ کے شرک کو ترویج دیتا ہے لوگوں کی وہ دو قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

❶ جادوگر

شیطان لوگوں کو جادو کی تاثیر کی تعلیم دیتا ہے جس سے ان کے مابین تفریق اور ان کی جامعیت کو پارہ پارہ کرتا ہے، چنانچہ انہیں جادو سکھاتا ہے تاکہ وہ خود کفر میں مبتلا ہوں اور دوسروں کو مبتلا کر کے ان میں پھوٹ ڈال دیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ:۱۰۲)

''اور ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان علیہ السلام کے عہدِ سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان علیہ السلام نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور ان باتوں کے (پیچھے لگ گئے) جو شہر بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت

اور ماروت پر اتری تھیں اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں تم کفر میں مت پڑو، غرض لوگ ان سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں اور اللہ کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، وہ بری تھی، کاش وہ (اس بات کو) جانتے۔

جادو کے متعلق ایک روایت

اللہ تعالیٰ نے یہود کی حالت کی خبر دی ہے کہ ان کے پاس ایسا نہیں آیا جو ان کے پاس تورات کی تصدیق کرنے والا تھا انہوں نے اسے ترک کر دیا اور بے عمل ٹھہرے بلکہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جسے سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اس طرح کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو گئے تو شیطانوں نے ان کی کرسی کے نیچے سے وہ چیز نکالی جسے آصف پڑھا کرتا تھا اور انہوں نے ہر دو سطروں سے جادو اور کفر تحریر کیا اور کہا یہ وہ چیز تھی جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام عمل کیا کرتے تھے۔[1]

تو انہوں نے ہی لوگوں کو جادو سکھایا اور پڑھایا اور انہیں جادو کی تعلیم دیتے تھے جو دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کیا گیا[2] اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

---

[1] یہ حضرت ابن عباس کا موقوف اثر ہے جسے نسائی نے التفسیر ۱/ ۱۷۹ میں، طبری محقق ۲/ ۴۱۴ میں، ابن ابی حاتم ۱/ ۲۹۷ میں روایت کیا ہے، اور اس میں ایک راوی المنال ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حجر نے التقریب ۵۴۷ میں کہا ہے: سچا ہے لیکن کبھی کبھار وہم کا شکار ہو جاتا ہے' شیخ احمد شاکر نے اس کی روایت ''حسن'' ہونے کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے المسند ۲/ ۱۶۵ پر ان کی تعلیق اور حاشیہ طبری ۱/ ۲۸۷۔

[2] یہ اس صورت میں ہے جبکہ ''مَا اُنزِل'' میں ما موصولہ مانا جائے نہ کہ نافیہ جیسا کہ جمہور کا قول ہے دیکھیے تفسیر طبری محقق ۲/ ۴۲۰ تا ۴۲۳ ابن کثیر ۱/ ۱۳۸ اور آلوسی ۱/ ۳۴۰۔

ان کے لئے بطور ابتلاء و آزمائش تھا۔

جادو سیکھنے والا کافر

یہ جادو جس سے مرد و زن کے مابین تفریق، خاندان اور معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں جب ایسا ہے جس کی حقیقت گذشتہ سطور سے آشکارا ہوگئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جادوگر کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوسکتا اور جس نے اس کو سیکھا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اس لئے کہ اس کا کرنے والا (نعوذ باللہ) کافر ہو جاتا ہے۔[1] اور شیطانوں کی تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ کفر کو اختیار کریں۔ چنانچہ دونوں فرشتے لوگوں کو ڈرایا کرتے اور ان سے جادو کی تعلیم دیتے وقت کہتے تھے۔"اِنَّمَا نَحنُ فِتنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ" ﴿کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں تم کفر مت کرو﴾

❷ کاہن

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو چوری چھپے سننے والے جنات سے خبریں حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح کہ جب یہ لوگ شیاطین کی کسی بھی نوع کی پوجا کرتے ہیں تو یہ ان کی خدمت کرتے ہیں اور انہیں کچھ ایسی چیزیں بتا دیتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہو، چنانچہ یہ کاہنوں کے پاس آتے اور انہیں عنقریب ہونے والے حوادث سے آگاہ کرتے ہیں۔ پھر ان واقعات میں سے جب کوئی وقوع پذیر ہو جاتا ہے تو جاہل لوگ پھر ان کی ہر خبر کی تصدیق کرتے ہوئے اسے کرامت سمجھتے اور ان کو عالم الغیب تصور کرتے ہیں۔

مشرکین کا ایک الزام اور اس کا جواب

مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام لگایا تھا کہ آپ کاہن ہیں اور قرآن کریم بھی ایسی ہی کہانت ہے جسے شیاطین اس پر نازل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کا

---

[1] دیکھئے فتح المجید ۳۸۶۔۳۸۷ مسئلہ "کفر الساحر"۔

ردّ اس طرح سے فرمایا ہے:

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ○ تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ○ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○

(شعراء: ۲۲۱ تا ۲۲۳)

''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں، ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔ جو سنی ہوئی بات (اس کے کان میں) لا ڈالتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔''

اور اس میں اطلاع بہم پہنچائی ہے کہ شیطان جھوٹے اور گنہگار کاہنوں پر اترتے ہیں تو جب یہ لوگ کوئی کلمہ سنتے ہیں تو اپنے انسانی رفقاء کو آ کر بتاتے ہیں اور وہ اس میں سو جھوٹ مزید ملا لیتے ہیں، پھر یہ لوگوں کو بیان کرتے ہیں چنانچہ وہ ان کی اس بات میں سچائی کی بنا پر ان کے ہر قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ [1]

شیطانوں کا فرشتوں سے چوری سننا

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے!

''إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ. وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ

[1] دیکھئے تفسیر طبری ۱۹/ ۱۲۶ اور ابن کثیر ۳/ ۳۵۳۔

يُلْقِيهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ فَيُقَالُ: أَلَيْسَ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا كَذَا؟ فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَهَا مِنَ السَّمَاءِ." (بخاری ۶/۲۸-۲۹)

"جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی امر کا فیصلہ فرماتے ہیں تو فرشتے اللہ کے حکم پر عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازوؤں کو پھڑ پھڑاتے ہیں اور اللہ کے فرمان (یعنی اس کے کلام) کی آواز گویا اس زنجیر کی آواز کی مانند ہوتی ہے جس کو صاف پتھر پر کھینچا جائے پھر جب فرشتوں کے دلوں سے خوف دور ہو جاتا ہے تو وہ (نیچے رہنے والے تمام) فرشتے (مقرب فرشتوں سے) دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم جاری فرمایا ہے؟ وہ اس چیز کو جو اس نے کہا کہتے ہیں وہ حق ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) بلند اور بڑا ہے چنانچہ ان باتوں کو (جو فرشتوں کے درمیان ہوتی ہیں) چوری چھپے سننے والے (یعنی جنات وشیاطین) سن لیتے ہیں اور چوری چھپے سننے والے اس طرح بعض بعض کے اوپر ہوتے ہیں۔ سفیان راوی نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس کی ہیئت بیان کی تو انہوں نے ہاتھ کو ٹیڑھا کر کے انگلیوں کے درمیان فرق کیا (یعنی ہاتھ کی انگلیوں سے اوپر تلے اشارہ کیا کہ وہ جنات و شیاطین آسمان سے زمین تک اس طرح سلسلہ وار اوپر تلے کھڑے رہتے ہیں) تو جن وہ بات سن لیتا ہے اور نیچے والے پر پہنچا دیتا ہے اور وہ اپنے سے نیچے والے جن کو پہنچاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو جادوگر یا کاہن کی زبان تک پہنچاتا ہے۔ سو کبھی تو شہاب (ثاقب) اس بات کو آگے پہنچانے سے پہلے آ پہنچتا ہے اور کبھی اس شعلے کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ بات ساحر یا کاہن تک پہنچا دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے ہمیں فلاں

دن [1] ایسے ایسے اور ایسے ویسے نہیں کہا تھا چنانچہ اس کلمہ کی وجہ سے جو اس تک (جنات کے ذریعہ) آسمان سے پہنچتی تھی اس کاہن کی سچائی کی تصدیق کی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مذمت کی ہے جو ان کاہنوں پر ایمان لاتا ہے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ." (النسآء: ۵۱)

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے جو کہ بتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں۔"

کاہنوں کے پاس جانے پر سخت وعید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

اَلطَّوَاغِيتُ كُهَّانٌ تَنزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيٰطِينُ وَكَانُوا يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهَا. [2]

"کہ طاغوت کاہن ہی ہیں یہ شیاطین خبریں لے کر ان کاہنوں کے پاس آتے ہیں پھر لوگ ان کاہنوں سے اپنے مسائل کے فیصلے کراتے ہیں۔"

اسی لئے کاہنوں کے پاس جانے اور ان سے سوالات کرنے سے سختی سے ڈرایا گیا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً." (مسلم ۴/۱۷۵)

---

[1] ایسے ایسے سے مراد کہ اس کاہن نے جو فلاں فلاں بات کہی تھی وہ جھوٹی ثابت ہوئی اور لوگ اسے جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔

[2] ان دونوں ایک ہی معنی ہے اس لئے کہ کاہن طاغوت کی قسم ہے۔ اور طاغوت ہر اُس شخص کو کہتے ہیں جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے اور وہ اس سے (نعوذ باللہ) خوش ہو اس کی عبادت کی شکل خواہ اسکی اتباع یا عبادت یا اطاعت کی صورت میں ہو دیکھئے تفسیر طبری محقق 51/8۔ ابن کثیر 513/1 اور فتح المجید 377,32 اور 378۔

''جو شخص کسی عرّاف (یعنی غیبی امور کے جاننے کے دعوے دار) کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کی بابت پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کی جائیگی۔''

عرّاف (کاہن، نجومی)

اس کاہن اور نجومی کو کہتے ہیں جو کسی مسروقہ مال کے متعلق یا امور مستقبل میں غیب کی خبر دے۔ (فتح المجید 414:413)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ''[1]

''جو کسی عراف یا کاہن کے پاس آئے اور اس کے کہنے کو سچ مانے تو اس نے جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اس کے ساتھ کفر کیا۔''

تو جب اس کے پاس جانے والے شخص کا یہ حال ہے تو نعوذ باللہ اس (کاہن اور نجومی) کا کیا حشر ہوگا۔ اس لئے کہ شیطان کاہنوں اور جادوگروں کی اسی وقت خدمت کرتے ہیں جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا اظہار کریں۔ مثلاً ان کے لئے ذبح کریں یا ان کے بڑے کی قسم کھائیں یا قرآن کریم کی گستاخی کریں وغیرہ وغیرہ، تو تب شیاطین علم ہو جانے کے بعد پھر چوری سنی ہوئی خبریں ان کو آکر بتاتے ہیں جو ان میں جھوٹ در جھوٹ ملا کر لوگوں کو آگے پہنچاتے ہیں پھر لوگ ان کی باتوں کی تصدیق کر لیتے ہیں تو نجومی شیطان کے رسول (قاصد) ہیں جنہیں مشرکین کی جانب بھیجا جاتا ہے۔ اور انہیں سچے رسولوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ کاہن اپنے بڑے بڑے امور میں ان سے گھبراتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں اور اپنے فیصلے ان کے پاس لے جاتے ہیں اور ان کے کئے ہوئے فیصلوں سے خوش

---

[1] احمد 429/2 حاکم 8/1 اور صحیحین کی شرط پر صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی۔ البانی نے اسے ارواء الغلیل 69/7 میں صحیح کہا۔

ہوتے ہیں۔ بعینہ جس طرح قاصد قاصدوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔

سو لوگوں کی دو قسمیں ہیں: کاہنوں کے پیروکار اور رسولوں کے پیروکار:

اور انسان میں یہ دونوں اوصاف جمع نہیں ہو سکتے کہ وہ اس کا پیروکار بھی ہو اور اس کا بھی بلکہ وہ رسولوں سے اسی قدر دور رہے گا جس قدر کاہن کے قریب اور رسولوں کی اسی قدر تکذیب کرے گا جس قدر کاہن کی تصدیق۔ [1]

---

[1] دیکھیے اغاثۃ اللھفان 1/272-271 بتصرف۔

آواز سے بہکانا

ہر اچھی یا بُری آواز جو انسان سنتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح دل پر اثر انداز ہوتی ہے مثلاً جب وہ اللہ کا کلام اور اس کے رسول کے کلام کو سنتا ہے تو اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور جب اس کے مخالف آواز سنتا ہے تو اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ...... جو کہ علیم و حکیم ہے ...... یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس نے آواز کو اولادِ آدم کی گمراہی کے لئے شیطان کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ بنا دیا ہے چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ" (بنی اسرآئیل: ٦٤)

"اور ان میں سے جس کو اپنی آواز سے بہکا سکے اسے بہکاتا رہ۔"

شوکانیؒ نے کہا: یعنی اپنی آواز کے ذریعہ سے انہیں حق و صواب سے ہٹا لو اور انہیں تشویش میں مبتلا کر لو۔ (تفسیر شوکانی 248/3)

شیطان کی آواز

ہر وہ آواز جو غیر اللہ کی اطاعت میں ہو اسے شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اسی کے حکم سے ہوتی ہے ہر وہ محرک بھی جو معصیتِ الٰہی کی طرف بلانے والا ہو اسی میں شامل ہے [1] اور وہ آوازیں جن کے ذریعہ سے شیطان لوگوں کو حق سے بہکاتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ گانا بجانا

یہ اللہ کے دشمن کا جال اور پھندا ہے جس کے ذریعہ سے وہ ان لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے جو کم علم، کم عقل اور بے دین ہیں اور اس کے ذریعہ سے جاہل اور بے ہودہ لوگوں کو شکار کرتا ہے۔

---

[1] دیکھئے الکلام علی مسألۃ السماع 380 اور تفسیر بغوی 146/4

حرام آلات کے ذریعہ، گانے، تالیاں اور سیٹیوں کا سماع، قرآن کریم کا دلوں میں داخل ہونے سے روکنے کا موجب ہے جس سے وہ فسق و فجور پر ہی مائل ہو کر چمٹے رہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں گانا شیطان کی پڑھی جانے والی کتاب اور رحمان سے دور کرنے والا ایک دبیز پردہ ہے جو کہ لواطت اور زنا کا منتر ہے جس کا سبب فاسق و عاشق اپنے معشوق کی انتہائی خواہش تک رسائی حاصل کرتا ہے اسی گانے ہی کے ذریعہ شیطان بُرے نفوس کو دھوکہ دیتا اور اسی کے سبب مکر و فریب کو آراستہ کر دکھاتا ہے اور گانے کو باطل شبہات سے مزین کر کے نفوس میں وسوسہ انداز ہوتا ہے جو اسے قبول کرتے ہوئے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔ (إغاثۃ اللھفان ۱/۲۴۲)

اور یہ دونوں طرح سے ہی مذموم ہے خواہ وہ جو شخص یہ خیال کرے کہ یہ گانا اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث ہے یا وہ جو شریعت الٰہی سے لاپرواہی اختیار کرتے ہوئے سماع کرتا ہے

اور فی زمانہ دشمنانِ اسلام نے امتِ محمدیہ پر جب گانے کے بُرے اثرات کو محسوس کر لیا ہے تو انہوں نے چابکدستی سے مردوزن میں سے گویّوں، غزلیات تخلیق کرنے والوں، دھن بنانے والوں پر تسلط حاصل کر لیا اور اس گانے کو مسلمانوں کے لئے ایک فرحت بخش چیز بنا کر پیش کی جس سے اضطراب و تھکاوٹ دور ہو اور تسکین حاصل کی جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے اسے آڈیو، ویڈیو اور ڈراموں کے ذریعہ متعارف کروایا نیز اس کی ترویج کے لئے علیحدہ تالیفات، میگزین اور اس سے متعلق خصوصی میعادی کتب شائع کیں چنانچہ مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ اپنے مقصد تخلیق سے غافل ہو کر اس طرف نہ صرف مشغول ہوا بلکہ ان گویوں کے ساتھ سماع کرتے کرتے بخوشی مکمل شب بیداری کرتے ہوئے طلوعِ فجر تک شیطان کی چھتری تلے آ کھڑا ہوا ہے۔

اور کتنے ہی مسلمان اپنے مالوں سے گانے بجانے کے آلات، ڈراموں میں داخلہ ٹکٹ، آڈیو، اور ویڈیو گانوں کی کیسٹیں خرید رہے ہیں تاکہ اپنے بچے کھچے ایمان کو مزید کمزور کر لیں۔ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَیَکُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَّسْتَحِلُّوْنَ الْحَرَّ وَالْحَرِیْرَ وَالْخمر وَالْمَعَازِفَ. (بخاری ۲۴۳/۶)

"میری امت سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خز، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔"

گانا زنا و بدکاری کا منتر، نفاق کو اگانے والا، شیطان کی آواز اور اس کا راگ ہے۔ [1]

اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے!

نوحہ خوانی

انسان جب مصیبت کے وقت میت کے محاسن یاد کر کے چیختا چلاتا ہے تو شیطان ایسے اور اسی طرح کے دوسرے اوقات میں نفوس کو غم وافسوس اور قضائے الٰہی پر ناراض کر کے ان کو بذریعہ آواز بہکاتا ہے۔ [2] اسی لئے نوحہ خوانی رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے تحت حرام ہے:

اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَةُ عَلَی الْمَیِّتِ. (مسلم ۸۲/۱)

"دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے لئے کفر کا باعث ہیں، نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔"

تو نوحہ و بین میت کی خوبیوں کے تذکرہ سے شروع ہوتا ہے پھر تباہی و ہلاکت کو پکارا جاتا ہے مثلاً ہائے میرے بازو، ہائے میرے مددگار، ہمارا تمہارے بعد کون ہوگا۔ پھر رخسارے پیٹنا اور گریبان چاک کرنا وغیرہ، یہ تمام تر شیطانی اعمال ہیں۔ جن سے ضعیف الایمان نفوس کو بہکایا جاتا ہے جب یہ سب کچھ شروع ہو جاتا ہے پھر شیطان انہیں نوحہ و بین کرنے، اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر ناراضگی کا اظہار کرنے، واجب صبر کو معدوم کرنے، چہرے کو پیٹ کر بدن کو دکھ پہنچانے، مال کا

---

[1] "الکلام علی مسألۃ السماع" اور "کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع" میں مسئلہ: گانے کی حرمت ملاحظہ کیجئے۔

[2] الکلام علی مسألۃ السماع ۲۹۰، ۳۸۱۔

ضیاع، کپڑے چاک کرنے اور گریبان پھاڑنے پر اکساتا ہے۔ البتہ معمول کے غمناک کلمات جو سچے بھی ہوں جو نوحہ کے بغیر اللہ کو ناراض کرنے والے نہ ہوں تو وہ حرام نہیں اور واجبی صبر کے منافی نہیں ہیں۔ جس طرح (امام) احمدؒ نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ ①

① تیسیر العزیز الحمید ۵۱۴ تا ۵۱۶۔

مال واولاد میں شرکت

شیطان لوگوں کے مال واولاد میں شرکت کی خاطر اپنی مکمل کوشش صرف کیے ہوئے ہے تاکہ ان کے دلوں اوران کے تصرفات پر قابو پاسکے اور یہ امر اللہ تعالیٰ نے اپنی قضاء وقدر میں طے کررکھا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

"وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُورًا ۝" (بنی اسرآئیل:۶۴)

"اوران کے مال واولاد میں شریک ہوتا رہ اوران سے وعدے کرتا رہ اور شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے، دھوکا ہے اور یہ شراکت ان کے مال واولاد میں ہے۔"

① مال میں شراکت

یہ شراکت ہر اُس مال کو حاوی ہے جس میں شیطان کی اطاعت کی جائے اوراللہ کی نافرمانی کی جائے۔[1] چنانچہ ہر وہ تصرف جس میں شریعت کی مخالفت کی جائے وہ شیطان کی شراکت ہے۔[2] وہی شیطان تو ہے جولوگوں کوفقروتنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور مندرجہ ذیل امور اسی سلسلہ سے ہیں:

ا۔ مال کو ناجائز مقام پر صرف کرنا۔ جیسا کہ غیر اللہ کی نذر اور غیر اللہ کے نام ذبح کرنا اوراسی سے بحیرہ، سائبہ اور حام[3] ہیں۔ یا مال سے حرام اشیاء خریدی جائیں۔

---

[1] تفسیر طبری ۱۵/۱۲۰ [2] تفسیر شوکانی ۳/۲۴۸۔

[3] بحیرہ: اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو پانچ جنم دے چکی ہوتو (جاہلیت میں) اُس کے کان کو چیر دیتے اوراس پر بوجھ لادنا، اس کا دودھ دوھنا اوراسکے بال اتارنے ترک کردیتے۔ سائبہ: ایسی اونٹنی جس کو بطور نذر چھوڑ دیا جائے کہ اگر اللہ اسے اس کی بیماری سے شفادے تو اسے اللہ کی خاطر ترک دے گا اوراس سے کوئی تعرض نہ کریگا۔

الوصیلہ: ایسی بکری جب وہ نریا مادہ جنے توان دونوں کو چھوڑ دیتے اور کہتے کہ: وہ اپنے بھائی سے مل گئی ہے

مثلاً شراب اور آلاتِ موسیقی وغیرہ۔

ب۔ یا مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرنا۔ جیسا غصب، چوری، ڈاکہ، جھوٹا حلف اٹھا کر مال اینٹھنا اور سود کا مال۔

ج۔ اللہ کے حکم کردہ مصرف سے مال کو روک لینا۔ جیسا زکوٰۃ اور واجبی اخراجات۔

د۔ اللہ کے حرام کردہ مال کو حلال یا اس کے حلال کردہ مال کو حرام کرنا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا. (الیونس: ۵۹)

''کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو اللہ نے تمہارے لئے جو رزق نازل فرمایا تو تم نے اس میں سے (بعض) کو حرام ٹھہرایا اور (بعض) کو حلال۔''

ھ۔ شریعت الٰہی میں حیلہ بازی سے کام لینا۔ سود پر عینہ [1] کی حیلہ سازی کرنا۔ شراب کا نام تبدیل کر کے کوئی دوسرا نام مثلاً نبیذ وغیرہ رکھ لینا یا زکوٰۃ کی فرضیت ساقط کرنے کے لئے اس کی ادائیگی کے وقت اپنے مال کو اجزاء میں تقسیم کر لینا یا اپنی بیوی کو مرض الموت کے وقت طلاق دے دینا تا کہ وہ وراثت سے محروم ہو جائے۔

اگر آپ ان حیلوں پر غور کریں تو انہیں ان قباحتوں پر مشتمل پائیں گے: کہ جسے اللہ نے حرام کیا اسے حلال کر دیا اور جس حق کو اس نے واجب کیا اس کو ساقط کر دیا

(بقیہ حاشیہ) اور اگر صرف نر جنتی تو اس کو ذبح کر لیتے۔ حام: اس نر اونٹ کو کہتے جب وہ اپنے بچے کے بچے سے ملاپ کرتا اور وہ دس مادہ پیدا کر دیتا جب ان کے درمیان کوئی نر نہ ہوتا تو اس کی پشت کو محفوظ کر دیتے کہ نہ اس پر کوئی سواری کرتا اور نہ اس کے کوئی بال کاٹتا۔ اور اس کے علاوہ ان کے اور بھی مفہوم بیان کئے ہیں دیکھئے تفسیر طبری: 121/11 اور 131 اور البغوی: 70-71/2

[1] بیع عینہ: ایک چیز ادھار بیچ کر پھر مشتری سے نقد میں کم قیمت پر خرید لے۔ مثلاً دس روپے میں ادھار بیچ کر اس سے پانچ روپے میں نقد خرید لے۔ یہ ادھار والا سود ہے جو کہ حرام ہے۔ اس کی ممانعت ابوداؤد کی ایک حدیث میں موجود ہے۔ مذکورہ حیلہ سازی سے یہی مراد ہے کہ سود کی بجائے اس کا نام ''بیع'' رکھ لیا جائے تا کہ یہ ادھار والی بیع تصور ہو۔ (مترجم)

اور جسے اس نے جوڑا اس کو کھول دیا۔ ان امور کو آپ نے گزشتہ سطور میں محسوس کیا ہوگا اور ان سے پیدا شدہ مفاسد کو ان مفاسد سے جو باقی محرمات سے پیدا ہوتے ہیں اور اپنی شکلوں اور اصلی ناموں پر موجود ہیں ان سے فساد میں کہیں بڑھ کر پایا ہوگا جس پر دل بھی گواہی دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے علاوہ دوسرے محرمات کو دنیاوی واخروی ضرر رساں مفاسد پر مشتمل ہونے کی بنا پر حرام کیا ہے نہ کہ ناموں اور شکلوں کی بنا پر۔ معلوم ہوا کہ محرمات کی شکل اور ناموں کو اس انداز سے بدلنا کہ ان کی اہلیت اور مقصد بھی باقی رہے ان کے فساد میں اضافہ کا موجب ہے جس کی خاطر انہیں حرام کیا گیا ہے بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ دھوکہ بھی کرنا ہے۔

جناب ایوب سختیانیؒ [1] فرماتے ہیں!

وہ اللہ تعالیٰ کو تو یوں دھوکہ دیتے ہیں گویا کہ وہ بچوں کو دھوکہ دیتے ہیں اگر وہ اس حرمت کے معاملہ کو اپنی اصلیت پر رہنے دیتے تو معاملہ کسی قدر ہلکا رہتا۔ اور فرماتے ہیں کہ: غارت ہو جائیں یہ لوگ کہ یہ کس ذات کو دھوکہ دیتے ہیں؟

امام احمدؒ فرماتے ہیں

ایسے لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو نا پید کرنے کے لئے حیلہ سازی کرتے ہیں سو باطل کے ساتھ حیلہ سازی کرنے والا وہ اس (اللہ) کے شرعی وتقدیری ارادہ کے برعکس چل رہا ہے اور لوگوں نے اس بات کا واضح مشاہدہ کیا ہے کہ جو کوئی دھوکہ دہی والی زندگی بسر کرنا شروع کر دیتا ہے وہ فقر کی موت مرتا ہے۔ [2]

شیطان کی کھانے میں شراکت

کہ شیطان ان کے ساتھ کھاتا اور ان کے کھانے میں شرکت کرتا ہے۔

---

① یہ ابوبکر ایوب بن ابوتمیمہ کیسان سختیانی، تابعی ہیں "سید العلماء" سے ملقب تھے۔ بصرہ کے ممتاز ترین حفاظ حدیث میں سے تھے۔ 63 برس کی عمر میں ۱۳۱ھ میں طاعون کے مرض سے وفات پائی (سیر الصحابہ 67/7)۔ (مترجم) ② إغاثة اللهفان 368/1 تا 372 باختصار۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

''اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَّا یَذْکُرَاسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ''

(صحیح مسلم 1597/3)

''جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کو اپنے لئے حلال سمجھتا ہے۔''

صحیح مسلم ہی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

''اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَحْضُرُ أَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْءٍ مِنْ شَأْنِهٖ حَتّٰی یَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَاسَقَطَتْ مِنْ أَحَدِکُمُ اللُّقْمَةُ فَلْیُمِطْ مَاکَانَ بِهَا مِنْ أَذًی ثُمَّ لِیَأْکُلْهَا وَلَا یَدَعْهَا لِلشَّیْطٰنِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْیَلْعَقْ أَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ فِیْ أَیِّ طَعَامِهٖ تَکُوْنُ الْبَرَکَةُ.''

(صحیح مسلم 1607/3)

''بلاشبہ شیطان تمہارے ساتھ ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے کھانے کے وقت بھی پاس موجود رہتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اُسے اٹھالے اور اس کے ساتھ جو آلائش (مٹی وغیرہ) لگ گئی ہے اس سے اُسے صاف کرے پھر اُسے کھالے اور اُسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے پھر جب کھا کر فارغ ہوجائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے اس لئے کہ اُسے نہیں معلوم کہ اس کے کون سے کھانے میں برکت ہے!''

پتہ چلا کہ شیطان لوگوں کے ساتھ کھانے میں اس وقت شرکت کرتا ہے جب اس پر اللہ کا نام نہ لیں، اسی طرح ان کے اس کھانے میں شرکت کرتا ہے جب وہ ان سے گر جاتا ہے چنانچہ مسلمان پر لازم ہے کہ شیطان پر ہر قسم کی شراکت کے رستے بند کردے۔

مندرجہ بالا دونوں صحیح احادیث جس چیز پر دلالت کررہی ہیں اس پر ایمان لانا واجب ہے خواہ حسّی طور پر عقل ان کے ادراک سے قاصر ہی ہو۔

اولاد میں شراکت

شیطان کے علم میں جب یہ بات آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی اولاد کی محبت پر تخلیق کیا ہے اور ان میں سے اکثر اولاد کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر مقدم رکھتے ہیں تو اس نے ان میں شراکت شروع کر دی۔

چنانچہ یہ شراکت ہر اس بچے کو شامل ہے جس کے نام رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی معصیت کارفرما ہو یعنی ایسا نام رکھا گیا ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہو یا بچے کو ایسے دین میں داخل کر دیا گیا ہو جو اللہ کے ہاں غیر پسندیدہ مذہب ہے یا وہ اس کی ماں کے ساتھ زنا کرنے کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح اسے قتل کرنا یا زندہ درگور کر دینا۔ نیز اس کے علاوہ وہ دوسرے امور بھی جن میں اللہ کی معصیت پائی جائے۔ (طبری 121/15)

شیطان کی انسان کی اولاد میں شراکت کرنے کی متعدد شکلیں ہیں۔

① شیطان بچے کو اس وقت نقصان پہنچاتا ہے جب باپ صحبت کے ارادے کے وقت اللہ کا نام نہ لے، جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

'لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطٰنُ. (بخاری ۱۴۱/۶، مسلم ۱۰۵۸/۲)

"جب تم میں سے کوئی ایک اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے (تو) کہے اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو تو ہمیں اولاد نصیب کرے اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔"

اگر ان میں اس حالت میں بچہ مقدر کر دیا گیا تو شیطان اس کو کبھی تکلیف نہ پہنچائے گا۔ یعنی اس ماں کی صحبت اور اس کے باپ کی شراکت میں نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بچہ نیک ہوگا، اور ایک قول یہ ہے کہ: اس کو پچھاڑ نہیں سکے گا۔ اور ایک قول یہ کہ: اس کو جسمانی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ (فتح الباری ۲۲۹/۹)

چنانچہ انسان بوقت ارادۂ صحبت ان الفاظ سے اللہ کو یاد کرے تو وہ شیطان کو

دور کر دے گا اور اس کے بچہ کو ضرر سے بھی محفوظ و مامون فرمائے گا۔

④ اس کے نام میں شراکت کرے۔ بایں معنی کہ وہ اس کا ایسا نام رکھے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے جیسا کہ اللہ کے علاوہ کسی کا بندہ ظاہر کرے یا اس کا نام[1] عبدالحسین، عبدمحمد یا عبدالحارث رکھ لے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ (الاعراف:١٩٠)

''جب وہ ان کو صحیح وسالم (بچہ) دیتا ہے تو اُس (بچے) میں جو وہ ان کو دیتا ہے اس کا شریک مقرر کرتے ہیں جو وہ شرک کرتے ہیں اللہ اس سے بلند ہے۔''

یہ معاملہ آدم وحوا سے سرزد ہوا جبکہ انہوں نے اس کی پیروی میں اپنے بچے کا نام ''عبدالحارث'' رکھ لیا تھا جیسا کہ جمہور مفسرین کا خیال ہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں: ان سے اس کی بات تسلیم کرنے میں شرک سرزد ہوا تھا نہ کہ عبادت میں۔ طبری کہتے ہیں: مفسرین نے اجماع کو حجت تسلیم کرتے ہوئے اس سے مراد۔ آدم وحوا لئے ہیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں: یہ اثر ابن عباس سے ان کے رفقاء کی ایک جماعت مثلاً مجاہد سعید بن جبیر اور عکرمہ نے اور طبقہ ثانیہ سے قتادہ، سدی، علماء سلف میں سے ایک سے زائد اور خلف میں سے ایک جماعت نے اور مفسرینؒ کی بے شمار تعداد نے اسے روایت کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:...... وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا ...... (اعراف:١٨٩)

اور اُس سے اُسکا جوڑا بنایا۔ کہ اس سے صرف حواء مراد ہے، اور فرمانِ الٰہی،

دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا ...... (اعراف:١٨٩) ان دونوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی۔ یہ

[1] جیسے فی زمانہ بھی کچھ بچوں کا نام، امام بخش، پیراں دتہ، عنائت علی وغیرہ رکھتے ہیں۔ جس سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ یا (نعوذ باللہ) فلاں پیر کی نظر کرم کا نتیجہ ہے، یا پھر اپنے اس عقیدے کا اظہار کرنا کہ ہم فلاں بزرگ یا فلاں قبر پر گئے تھے جس کے نتیجہ میں یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ یا کسی مردہ کی نذر ونیاز دینا یا بچہ کو کسی قبر پر لے جانا کہ ان کے طفیل یہ بچہ تو لد ہوا۔ یہ تمام شکلیں بھی شرک کی ہیں۔ (مترجم)

دعا حضرت آدم وحوا کی تھی نہ کہ ہر والدین کی دُعا مراد ہے۔ (1)

---

(1) اس آیت کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے کہ اس سے مراد: جنس اولاد آدم ہے کہ بنی آدم شرک کا ارتکاب کرتے ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول نہیں کرتا تو اس کے علاوہ کسی اور کو شریک ٹھہرا لیتے اور اس کے علاوہ کسی اور کی پوجا شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ حسن بصری، ابن کثیر اور سعدی کی بھی مندرجہ ذیل آیت کے بارے میں یہی رائے ہے۔ فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ o أَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ o...... (اعراف: ۱۹۰ تا ۱۹۱) سو اللہ اس سے بلند ہے جو وہ شرک کرتے ہیں کیا یہ لوگ ان کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مزید دیکھیے تفسیر طبری تحقیق شدہ 303/13 اور 319 قرطبی 337/7 تا 339 ابن کثیر 274/2 تا 277، شوکانی 289/2 تا 292، تیسر العزیز الحمید 628 تا 643 تفسیر سعدی 63/3 اور شنقیطی نے 340-341/2 میں ان میں سے کسی قول کو ترجیح دیئے بغیر نقل کیا ہے۔ انتہی کلام المؤلف۔

یاد رہے کہ "حارث" ابلیس کا نام تھا جو کہ گروہ ملائکہ میں مشہور تھا۔ اور آدم وحوا کے مندرجہ بالا واقعہ میں بنیاد حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ کی مسند احمد اور ترمذی کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب حواء نے بچہ جنا تو ابلیس کہنے لگا: اس کا نام عبدالحارث رکھو تو وہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس بچہ کا نام عبدالحارث رکھا تو وہ زندہ بچ گیا۔ یہ سب کچھ شیطان کے اشارے سے تھا۔

اس روایت کو حافظ ابن کثیر نے متعدد وجوہ سے ضعیف اور اسرائیلیات سے ماخوذ قرار دیا ہے۔ خصوصاً جبکہ اس میں انبیاء سے شرک جیسے گناہ کی نسبت کی گئی ہے۔ اس کے بجائے انہوں نے امام حسن بصری کی اس تفسیر کو اختیار کیا ہے کہ آیت:

"هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ o" (الاعراف: ۱۸۹)

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس سے سکون پکڑے پھر جب آدم نے حوا کو ڈھانپا تو اس کو ہلکا سا بوجھ محسوس ہوا وہ اس کے ساتھ چلتی پھرتی رہی جب بوجھل ہوئی تو دونوں نے یعنی (آدم وحوا نے) اپنے پروردگار اللہ سے دعا کی اگر تو ہمیں صحیح و سالم (بچہ) دے گا تو ہم تیرے شکر گزار رہوں گے۔"

لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ...... تک تو حضرت آدم وحوا کا قصہ ہے لیکن اس کے بعد: فَلَمَّا تَغَشّٰهَا ...... سے عام لوگوں خصوصاً مشرکین عرب کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کیونکہ اگرچہ ابتدا میں تمہیداً آدم وحوا کا ذکر ہے مگر اس کے بعد سلسلہ کلام ان کی اولاد میں سے مشرکین کی طرف منتقل ہو گیا ہے اور اس کے نظائر قرآن میں موجود ہیں جن میں فرد کے ذکر سے سلسلہ کلام جنس کی طرف منتقل ہو گیا ہے جیسا کہ: وَلَقَدْ زَيَّنَّا

قتل اولاد

اسی طرح سے وہ لوگوں کے لئے اپنی اولاد کو عار کے خوف سے قتل کو آراستہ کر دکھاتا ہے جیسا کہ وہ بیٹیوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے یا پھر فاقہ کے اندیشہ سے تمام بچوں کے ساتھ یہی قتل کا سلوک کرتے تھے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

"قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ." (انعام: ۱۴۰)

"وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی کی بنا پر بے سمجھی سے قتل کیا۔"

غیر اسلام میں داخل کرنا

کہ وہ اپنی شرکت سے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب اور اسے اس فطرت میں داخل کر دیتا ہے جو اللہ کی تخلیق کردہ فطرت کے علاوہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا!

"خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَآءَ كُلَّهُمْ وَاَنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيٰطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ۔ (مسلم 2197/4)

"(کہ اللہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے بندوں کو یکسو یعنی حق کی طرف مائل ہونے والا پیدا کیا ہے ان کے پاس شیاطین آئے جنہوں نے انہیں دین سے پھیر دیا۔"

نیز صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

"مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ ' اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ." (1)

بقیہ حاشیہ...... السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ...... (ملک: ۵) کہ جس میں مصابیح مفرد ہے۔ رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ...... جنس کی طرف کلام منتقل ہو گئی ہے...... اس کی تائید: فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ...... وغیرہ آیات میں جمع کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن سے جنس آدم مراد ہے۔ (ابن کثیر 344/2 تا 346)۔ (مترجم)

(1) بخاری 97/2 مسلم 2047/4 اور ابن القیمؒ نے شفاء 283-307 میں فطرتِ اُولی پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے مزید دیگر اقوال بھی نقل کیے ہیں کہ یہ قضاوقدر کے منافی نہیں ہے۔ جس میں انہوں نے کتاب وسنت اور آثار سے واضح کیا ہے کہ سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ مخلوق دینِ الٰہی کی اُس فطرت پر پیدا کی گئی ہے جس میں اس کی

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے تو اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔"

❺ اولاد میں برتری

ان میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دی جائے جیسا کہ صحیحین میں حضرت لقمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"أَتَى بِيْ أَبِيْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ نَحِلْتُ ابْنِيْ هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحِلْتَ مِثْلَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْهُ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيْ قَالَ: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ۔" ①

"میرے باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور جا کر عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو بطور عطیہ ایک غلام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اپنی سب اولاد کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تو اسے اس سے واپس لے لو۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ کہتے ہیں میرے والد واپس آئے اور وہ دیا ہوا صدقہ (عطیہ) واپس لے لیا۔"

❻ بچوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل

کہ باپ اپنے بچے کی ایسی خواہشات کی تکمیل کرے جو حرام و ناجائز ہیں اور یہ مرض فی زمانہ عام ہے۔ بچہ اپنے دوستوں کے ماحول سے متاثر ہو کر وہ بھی پسند کرتا ہے کہ ان کی رفاقت اختیار کرے۔ چنانچہ وہ بھی باپ سے حرام چیز کا مطالبہ کرتا ہے پھر اس پر اصرار کرتا ہے۔ سو بہت سے والد اپنے بچوں کی ان خواہشات کی تکمیل کرتے ہوئے اپنے گھروں میں آلات ساز و آواز، فحش رسالے، ضرر رساں کتب

① بخاری 143/3 مسلم 1243/3

غیر معیاری ٹی وی، ڈش اور کیبل کے چینل مہیا کر دیتے ہیں یا اُسے گاڑی خرید کر کے دے دیتے ہیں اور اسے اس کا مختار کل بنا دیتے ہیں جس سے وہ مخلوق کو ایذا پہنچاتا ہے۔ اسی طرح وہ کبھی کبھار اپنے باپ سے کثیر سرمایہ کا مطالبہ کر دیتا ہے جسے ادا کرنا اس کے بس میں نہیں ہوتا۔ سو بعض والدین اپنے بچے کو شفقت کی نگاہ سے تو دیکھتے ہیں لیکن حکمت و دانائی اور مصلحت کی آنکھ اسے نہیں دیکھتے۔ پھر بسا اوقات اس کا ضرر خود بچے کے لئے پھر اس کے باپ، اس کے خاندان اور اُس کے معاشرے پر پڑتا ہے۔ یاد رکھیے یہ بھی شیطان کے شکار اور جال ہیں جن کے ذریعے سے وہ والدین کو شکار کرتا ہے۔

اسی لئے والد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچے کی بہترین تربیت کرے تاآنکہ اُسے دوزخ کی آگ سے بچا سکے اور اس کے لئے جہاں وہ اطاعتِ الٰہی پر ممد و معاون ہو وہاں اُس کے لئے دنیا و آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک کا باعث بھی بنے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیطان کے انسان پر تسلط کے اسباب

- کفر و شرک
- اللہ کے ذکر سے اعراض
- شیطان اور اس کی ذریت سے اللہ کی پناہ پکڑنا
- شیطان کو دوست بنانا
- شیطان کی اطاعت اور اس کے نقشِ قدم کی پیروی
- دلوں کی شدت اور بیماری
- گناہوں کا ارتکاب

شیطان کے انسان پر تسلط کے اسباب

شیطان کا انسان پر غلبہ پانا دراصل اس کے اس کینہ وبغض کا نتیجہ ہے جو اسے آدم اوران کی اولاد سے ہے چنانچہ یہی تو ہے جس نے ان سے اس نعمت پر حسد کرتے ہوئے انہیں جنت سے نکلوادیا تھا۔

☆ اور کبھی کبھار کوئی جن کسی عورت پر یا اجنبی کسی مرد پر عشق ومحبت کے سبب غلبہ پالیتا ہے۔ اکثر اوقات تو کسی زیادتی کی بنا پر جن کسی پر مسلط ہوتا ہے جیسا کہ کوئی کسی بل میں ان کی موجودگی میں پیشاب کردے یا گرم پانی ڈال دے یا ان پر پتھر پھینک دے۔

☆ اور کبھی جادوگروں کے ذریعہ سے کہ جادوگر جنوں پر قبضہ کی بنا پر ان سے خدمت لیتے ہیں، سو جسے وہ کہتے ہیں اس پر قابض ہوجاتے ہیں [1] اور حقیقت میں جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ ہو وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اور لوگوں پر ان کا قابو پالینا متعدد حکمتوں سے خالی نہیں ہے جن میں سے آزمائش، ابتلاء اور مومنوں کو دوسروں سے ممتاز کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ۝ (سبا: ۲۱)

”اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر (ہمارا) مقصود یہ تھا کہ جو لوگ آخرت میں شک رکھتے ہیں ان سے ان لوگوں کو جو اس پر ایمان رکھتے ہیں متمیز کردیں اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔“

---

[1] دیکھیے مجموع فتاوی شیخ الاسلام 19/39-32 اور آکام المرجان 123-117-166

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں انسانوں کے وہ بعض اعمال ذکر کیے ہیں جن کے سبب شیاطین ان پر غلبہ پا سکتے ہیں۔

اوران اسباب کو آئندہ سات فصلوں میں بیان کیا جائیگا۔

کفر و شرک

اور اللہ تعالیٰ کی معصیتوں میں سے سب سے بڑے گناہ کفر و شرک ہیں اور ان کے مرتکبین (نعوذ باللہ) دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ دونوں شیطان کے انسان پر قابو پانے کے بہت بڑے ذرائع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الاعراف:۲۷)

''ہم نے شیطان کو انہیں لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور اس کی ذریت کو ان لوگوں کا دوست اور مددگار بنایا ہے جو اس پر اور اس کے احکامات پر ایمان نہیں رکھتا۔

ہدایت کے بعد گمراہی

ایک شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (الاعراف:۱۷۵، ۱۷۶)

''اور ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے جس کو ہم نے اپنی آیات عطا کیں تو اس نے ان کو اتار دیا پھر شیطان اُس کے پیچھے لگا تو وہ گمراہوں میں ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیات سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے، مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا، تو اس کی مثال کتے کی سی ہو گئی کہ اگر سختی کرو تو زبان نکالے

رہے اور یوں ہی چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا (ان سے) یہ قصہ بیان کر دو تا کہ وہ فکر کریں۔''

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی ﷺ کو حکم ہے کہ ہمارے لئے اس شخص کے واقعہ کو بیان کریں جسے اس نے فضل واحسان سے اپنی آیات عطا فرمائیں جو کہ ایسے دلائل اور براھین تھے جو اسکی وحدانیت اور اس کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی راہنمائی کرنے والے تھے۔ خواہ وہ شخص بلعام بن باعوراء [1] یا امیۃ بن الصلت ہو، [2] سو اس کے ساتھ جو ہوا وہ ایک عبرت ہے کہ آیاتِ الٰہیہ کے حقیقی علم کے ساتھ متصف ہونے

---

[1] وہ بلعام بن باعوراء یا کہا جاتا ہے، بن باعوریا بن أبر ہے جو قوم جبارین سے اور مستجاب الدعوات تھا۔ اُس کی قوم نے اس سے مطالبہ کیا کہ جب حضرت موسیٰ کی ارض مقدس (شام) میں آمد ہو تو ان کے حق میں بددعا کرنا لیکن اس کی زبان نہ چلی اور وہ اپنی ہی قوم پر بددعا کرنے لگا، پھر اپنی قوم سے کہنے لگا: میری دنیا و آخرت برباد ہو گئی اور ماسوا فریب کے کچھ نہ بچا، سو اُس نے عورتوں کو زیورات سے آراستہ کرنے کا حکم دیا جن سے بنی اسرائیل کے بعض لوگ ان سے بدکاری کر بیٹھے۔ دیکھئے البدایۃ و النھایۃ 1/300-301 اور جو اثر منقول ہے کہ اس آیت سے یہی مراد ہے وہ عبدالرزاق نے تفسیر 2/243، نسائی التفسیر 1/510، طبری 13/253-254، طبرانی نے الکبیر 9/293 میں، اور الھیثمی نے المجمع 7/28 میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح ہیں۔ تمام نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے اور اسے طبری 13/254 نے علی بن ابی طلحہ، ابن عباس، مجاہد اور عکرمہ سے روایت کیا ہے دیکھئے حاشیہ تفسیر النسائی 1/510-511۔

[2] وہ امیہ بن..... الثقفی جو کہ جاہلی شعراء میں سے ہے۔ اس نے نبوت کا زمانہ پایا تھا اور قریب تھا کہ اسلام قبول کرے، جو اپنے اشعار میں آسمان و زمین اور فرشتوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ دیکھئے تہذیب ابن عساکر 3/118-131 البدایۃ والنھایۃ 2/205-213۔ اور منقول اثر کہ اس آیت سے یہی مراد ہے، اسے عبدالرزاق نے التفسیر 2/243 نسائی نے التفسیر 1/508-511 دو سندوں سے، طبری 13/255-257 میں متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ الھیثمی نے المجمع 7/28 میں کہا: اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں جو کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے اور ابن کثیر نے 2/266 میں کہا: اس کی طرف نسبت درست ہے۔ دیکھئے، کتاب، التعریف والا علام فیما أبھم من الاسماء والأعلام فی القرآن الکریم 61-63۔

کے باوجود ان سے نکل گیا۔ تو ایسے علم کا حامل عمدہ اخلاق اور بہترین اعمال سے موصوف ہو جاتا ہے اُسے بلند درجات اور اعلیٰ مقامات پر فائز کر دیتا ہے، پس اس نے اللہ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا اور اُن اخلاق کو جن کا کتابِ الٰہی نے حکم کیا اُسے اس طرح اتار پھینکا جس طرح کہ لباس اتار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب اس سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا یعنی اس پر اس وقت قابو پالیا جب وہ ایک محفوظ قلعہ سے نکل گیا اور اُسے اسفل سافلین میں پہنچا دیا جو اُسے گناہوں پر اُکسانے لگا پھر وہ گمراہوں میں ہو گیا حالانکہ وہ ہدایت یافتہ اور راہنما لوگوں میں سے تھا۔ [1]

اور اگر ہم چاہتے تو ان آیات کے سبب جو ہم نے اس کو عطا کی تھیں اُسے بلند کر دیتے لیکن اس کا ان آیات سے نکلنے اور اس کے ترکِ عمل کے باعث جس کا وہ علم متقاضی تھا اور وہ علم اللہ تعالیٰ نے اُسے سکھایا تھا، ہم نے نہ چاہا جس سے وہ کمینگی میں ایک خسیس ترین جانور اور اس کی قبیح ترین صفت کے مشابہ ہو کر نچلے درجہ میں گر گیا، جو کہ ہر حال میں زبان لٹکائے رکھتا ہے اور یہ شخص معصیت سے کسی بھی حال میں باز نہیں رہ سکتا خواہ اسے وعظ و نصیحت کی جائے یا نہ کی جائے، اُسے ڈانٹا جائے یا نہ ڈانٹا جائے۔ [2]

اس لئے کہ شیاطین اُسے نافرنیوں کی طرف رغبت دلاتے، مجبور کرتے اور آراستہ کرتے رہتے ہیں جن پر وہ جاری وساری رہتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ (مریم:۸۳)

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو برانگیختہ کرتے رہتے ہیں۔''

اس شخص کی مثال وہی ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان سے اپنی امت کو ڈرایا ہے!

''إِنَّ مِمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّى إِذَا رُؤِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدَاءُهُ الْإِسْلَامَ اعْتَرَاهُ إِلَى مَاشَاءَ اللَّهُ،

---

[1] دیکھئے تفسیر السعدی 57/3 [2] دیکھئے تفسیر شوکانی 279/2 باختصار

اِنْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعٰى عَلٰى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ.“ ①

”کہ مجھے تم پر کچھ اس قسم کا اندیشہ ہے جیسے وہ آدمی جو قرآن کا علم رکھتا تھا قرآن کی برکت اور رونق اس کے چہرے سے ظاہر تھی، اسلامی شان تھی لیکن اللہ کی دی ہوئی بدبختی نے اُس کو آ گھیرا، اسلام کے احکام اُس نے پس پشت ڈال دیئے۔ وہ اپنے پڑوسی پر تلوار لے دوڑا، یہ الزام لگا کر کہ اُس نے شرک کیا ہے۔“

---

① اسے ابن کثیر نے اپنی تفسیر 266/2 میں ذکر کیا ہے اور اسے مسند ابویعلی الموصلی کی طرف منسوب کیا اور کہا: اس کی سند جید ہے اور مجھے ان کی مطبوعہ مسند میں یہ روایت نہیں ملی۔

اللہ کے ذکر سے اعراض

ذکر کے فوائد!

ذکر الٰہی شیطان کو دور بھگاتا، اُسے تباہ کرتا اور اُسے توڑ پھوڑ دیتا ہے۔ دوسری جانب ذکر اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا اور دل سے غم وافکار کو زائل کرتا ہے۔ فرحت، سرور اور کشادگی بہم پہنچاتا' اُسے طاقت ور بناتا اور روشنی پیدا کرتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ذکر کو وراثت میں رکھ دیتا ہے۔ دل کو غفلت و زنگ سے جلا بخشتا ہے۔ گناہوں کو مٹا کر ختم کر دیتا ہے۔ بندے اور اس کے رب کے مابین وحشت کو زائل کر دیتا ہے اور ذکر کے سبب سکینت کا نزول' رحمت کے سایہ فگن اور فرشتوں کے ڈھانپنے کا عمل ہوتا ہے۔

ذکر سے اعراض کے نقصانات

اور جو کوئی ان میں سے ذکر کی کسی بھی فضیلت سے اعراض کرتا ہے۔ [1] تو اُس کے لئے جہاں معیشت کی شدید تنگی ہوگی وہاں وہ آخرت میں اندھا بھی ہوگا۔ فرمانِ الٰہی ہے!

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ (طٰہٰ:۱۲۴)

''اور جو میری یاد سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائیگی اور قیامت کو ہم اُسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔''

یہ اس وجہ سے کہ شیطان اس پر غلبہ پالیتا ہے اور اُسے اللہ کے دین سے روکتا ہے۔

---

[1] دیکھئے الوابل الصیب لابن القیم 177-84 اور اس میں انہوں نے کہا: ذکر کے سو فوائد ہیں پھر ان میں سے 73 ذکر کئے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے!

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

(الزخرف: ۳۶:۳۷)

''اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کرے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر ہیں۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے سخت سزا کی اطلاع دی ہے کہ جو اس کے ذکر سے روکے اور اعراض کرے تو وہ ایسا نقصان اور گھاٹا پائے گا جس کے بعد وہ کبھی بھی سعادت سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا اور اس کے ساتھ ایک ایسا سرکش شیطان بھی لگا دیتا ہے جو اس کا مصاحب اور ساتھی بن جاتا ہے جو اُسے وعدے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور طرح طرح کے گناہوں پر اُکساتا ہے۔

اور ہر وہ شخص جو ذکر الٰہی سے اعراض کرتا ہے یہ شیطان اس کے ساتھ لاحق کر دیئے جاتے ہیں جو ان کے اور راہِ حق کے مابین حائل رہتے اور انہیں اس سے روکتے رہتے ہیں اور ان کے لئے باطل کو آراستہ کر دکھاتے ہیں، جسے وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ حق پر اور ہدایت یافتہ ہیں۔ [1]

اگر کہا جائے کہ کیا ایسے شخص کے لئے کوئی عذر ہے جو بزعم خود یہ خیال کرتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے؟

تو اُسے کہا جائیگا

ایسے شخص کا اور اس جیسے دوسرے اشخاص کا کوئی عذر قبول نہیں ہے جن کی جہالت کا منبع ہی ذکر الٰہی سے روگردانی ہے باوجودیکہ وہ ہدایت پر قدرت رکھتے

---

[1] دیکھئے: تفسیر شوکانی 534/4 اور السعدی 121/7

ہیں۔ تو انہوں نے قدرت کے باوجود ہدایت سے بے رغبتی اختیار کی اور باطل سے رغبت رکھی چنانچہ یہ گناہ ان کا گناہ اور یہ جرم انہیں کا اپنا جرم ہے۔ ①

پھر اس آیت اور جو صحیح مسلم میں ثابت ہے اس میں کوئی تعارض نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

"مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَإِيَّايَ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ." ②

"تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر اس کے ساتھ ایک ساتھی جن مقرر کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا، آپ کے ساتھ بھی اے اللہ کے رسول (ﷺ) فرمایا (ہاں) میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر مدد کی ہے، میں اس سے سلامت رہتا ہوں۔ وہ مجھے بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔"

یوں کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہ دے تو کافر کا شیطان اس کو موت تک بھٹکانے اور گمراہ کرنے میں لگا رہتا ہے۔ البتہ مومن کا شیطان جب وہ اپنے رب کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے رہ جاتا ہے اور کمزور ہو جاتا ہے اور مومن شخص ہر وقت صبح و شام ہر حالت میں شرعی اذکار کے ذریعہ شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے تو اُسے اس کی طرف رسائی نہیں ہوتی جیسا کہ کافر کے ساتھ رہنے والے اس کے مستقل ساتھی کو رسائی حاصل ہوتی ہے جس کی وضاحت قرآن کریم یوں کرتا ہے:

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا. (النسآء:۳۸)

"اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو وہ بُرا ساتھی ہے۔"

① دیکھئے تفسیر السعدی 121/7 ② مسلم 2167-2168/4

شیطان اور اس کی ذرّیت سے اللہ کی پناہ پکڑنا

لفظ عاذ کا مفہوم

لفظ "عاذ" اور اس سے مشتق افعال پناہ، حفاظت اور نجات پر دلالت کرتے ہیں جس کے معنی ہیں تمہارا کسی چیز سے ڈر کر اس کی طرف بھاگنا جو تمہیں بچا سکے۔ تو عائذ باللہ! "پناہ پکڑنے والا، حفاظت اور سہارا طلب کرنے والا" وہ جو تباہ کرنے والے دشمن سے بچ کر اپنے پروردگار و مالک کی طرف بھاگ کر فرار اختیار کرے اور اپنے آپ کو اس کے سامنے لا پھینکے اس کے سامنے (خود کو) پھینکنے کے وقت مُسْتَعِیْذ (پناہ پکڑنے والے) کے دل میں اپنے پروردگار کے لئے ایسی محتاجگی و عاجزی پیدا ہوتی ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

اصلی پناہ گاہ

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ذریعہ کے بغیر کسی سے پناہ نہیں پکڑی۔ [1] اس لئے کہ پناہ حاصل کرنا عبادات کی اقسام میں سے ایک قسم ہے جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف لے جانا ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑی پناہ گاہ ہے جس پر علماء کا اتفاق ہے۔ [2]

اسی لئے اللہ رب العزت نے مشرکین کی برائی بیان کی ہے جس میں اس نے جنوں سے حکایت فرمائی ہے کہ انہوں نے کہا تھا:

"وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا" (الجن: ٦)

"اور کہ بعض بنی آدم بعض جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے (اس لئے) ان

---

[1] دیکھئے بدائع الفوائد 2/204-200 باختصار وتصرف۔

[2] تیسیر العزیز الحمید 212 اور فتح المجید 219

کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی۔''

کہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ ہمیں انسانوں پر فضیلت حاصل ہے اس لئے کہ جب کبھی وہ کسی وادی یا خشکی وغیرہ میں سے کسی وحشت ناک جگہ پر اترا کرتے تو وہ ان سے پناہ پکڑا کرتے تھے جس طرح کی جاہلیت میں عرب کی عادت ہوا کرتی تھی کہ وہ اس جگہ میں جنوں کے بڑے سے' پناہ پکڑا کرتے تھے کہ مبادا انہیں کوئی تکلیف پہنچے۔ بعینہ اس طرح کہ جب کوئی اپنے دشمن کے ملک میں کسی بڑے شخص کی پناہ، کفالت اور اس کی پہرہ داری میں داخل ہوتا تھا۔ سو جب جنوں نے دیکھا کہ انسان ان سے مارے خوف کے پناہ پکڑتے ہیں تو ان کی سرکشی میں اضافہ ہوگیا: یعنی ان کے ڈر، خوف اور گھبراہٹ میں اضافہ ہوگیا تو ان سے مزید پناہ مانگنے لگے [1] اور یہ انسانوں کی جنوں سے پناہ اور سہارا طلب کرنے کے سبب سے ہوا۔ اسی طرح جب جنوں نے انسانوں کو ان سے خوفزدہ دیکھا تو ان کے گناہ، سرکشی اور ان کے خلاف ان کی جرأت میں اضافہ ہوگیا۔ [2]

---

① تفسیر ابن کثیر 429/4

② ان دونوں معانی کے لئے دیکھئے تفسیر طبری 109/29 اور السعدی 180/8

شیطان کو دوست بنانا

شیطان کی دوستی کے نقصانات

جو شخص بھی شیطان کو دوست، مددگار اور معاون بنالیتا ہے، تو یقیناً وہ اس پر قابو پالیتا ہے، اسے گمراہ کرتا اور اسے اس کے رب کی عبادت سے دور کر دیتا ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ۝ (النحل: ۱۰۰)

''اس کا زور انہیں لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو رفیق بناتے ہیں اور اس کے (وسوسے کے) سبب اس (اللہ کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں۔''

دوزخ کی طرف راہنمائی کرنے والا

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے!

''كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝'' (حج: ۴)

''اس (شیطان) کے بارے میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو اُسے دوست رکھے گا تو وہ اس کو گمراہ کر دے گا اور دوزخ کے عذاب کا رستہ دکھائے گا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کے متعلق تقدیر میں فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اپنے متبعین کو گمراہ کرے گا اور دنیا میں حق کی طرف ان کی راہنمائی نہیں کرے گا اور آخرت میں انہیں دوزخ کے عذاب کا رستہ دکھائے گا۔ [1]

چنانچہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسے دوست اختیار کرنے سے منع کیا ہے اور اپنے

---

[1] دیکھیے تفسیر طبری 116/17 اور ابن کثیر 207/3

اس فرمان میں اُسے ناپسندیدہ قرار دیا ہے!

أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّلِمِينَ بَدَلاً. (الكهف: ٥٠)

''کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور (شیطان کی دوستی) ظالموں کے لئے (اللہ کی دوستی کا) برا بدل ہے۔

مزید ارشاد فرمایا!

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطَنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۝ (النسآء: ١١٩)

''اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔''

شیطان کی اطاعت اور اس کی پیروی

شیطان کی پیروی کے نتائج

شیطان درحقیقت مسلمان کو رفتہ رفتہ گمراہ کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے، کہ وہ ایک لمحہ میں کفر نہیں کرسکتا اس لئے اس کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہے حتیٰ کہ اسے وہاں تک پہنچا دیتا ہے جہاں تک اس کا بس چلتا ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے اس فرمان میں شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی سے منع کردیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. (النور: ۲۱)

مزید ارشاد ربانی ہے!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

(البقرہ: ۱۶۸، ۱۶۹)

''اے لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تم کو برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔''

تو شیطان کی اطاعت اور اس کے قدموں کی پیروی انسان پر دوہرے غلبے کا موجب بن جاتی ہے، پھر وہ انسان کی طرف اس کے بعد والے درجہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اس لئے کہ اس کے پہلے ہی قدم کی پیروی سے اس کا ایمان کمزور ہوجاتا ہے جس سے شیطان کے لئے آسانی پیدا ہوجاتی وہ اسے آئندہ درجے کی گمراہی میں دھکیل دیتا ہے...... ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح فرمادے اور اس کا تعاون

فرمائے تو معاملہ مختلف ہوتا ہے...... جس میں بے حیائی، بُرائی، گناہ اور بلا علم اللہ تعالیٰ کے متعلق ناحق گفتگو کرنا وغیرہ۔ تو شیطان ہی آدم کو ان منکرات کے ذریعہ بالتدریج پھانستا ہے۔ جس طرح کہ گذشتہ اوراق میں بیان کیا گیا راہب کا قصہ اس پر بہترین دلیل ہے جس میں اس نے پہلی مرتبہ عورت سے بدکاری کا حکم دیا۔ اگر وہ توبہ کر لیتا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا لیکن شیطان نے اس گناہ کو بڑا کر کے دکھایا تاکہ اس کو اس سے بڑے گناہ کی طرف منتقل کرے جو کہ اسے قتل کرنا تھا۔ پھر وہ گناہ اس کو بڑا کر کے دکھایا کہ وہ کہیں اس سے توبہ نہ کرے۔ اور جب اُسے قتل کرنے لگا تو اس نے کہا: اگر تم مجھے سجدہ کرو تو تمہیں اس مصیبت سے بچا لوں گا۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کر لیا سو شیطان نے اُسے چھوڑ دیا اور بری الذمہ ہو گیا،[1] تو اس کی پہلی مرتبہ اطاعت دوسری اطاعت کا موجب بنی پھر شیطان اس پر یکے بعد دیگرے قابو پاتا رہا حتیٰ کہ وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔

پس جو شخص اس سے واقف ہو جاتا ہے کہ وہ اس کا دشمن ہے اور وہ اسے اس کا حکم دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے تو وہ اس کی قطعاً پیروی نہیں کرتا اس لئے شیطان یہی چاہتا ہے ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہی رہے اور وہ اس کے ساتھ دوزخ میں اکٹھے ہو جائیں۔

[1] یہ اس اثر کا مفہوم ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور اس کی تخریج ص نمبر 56 پر گزر چکی ہے۔

دلوں کی شدّت اور بیماری

دل انسان کا جوہر وخلاصہ ہے جو اعضاء کا بادشاہ اوران پر نگران ہے جبکہ اعضاء اس کے تابع ہیں۔ اس کی اصلاح ہی سے تمام بدن کی اصلاح اور اس کے بگاڑ ہی سے تمام بدن کا بگاڑ ہے۔ دل تین طرح کے ہوتے ہیں: تندرست، بیمار اور مردہ۔

تندرست دل

وہ دل ہے جو اللہ کے حکم اور نہی کی مخالف خواہش اور اس کی خبر کے معارض شبہات سے سلامت ہو۔ سو وہ غیر اللہ کی عبادت سے محفوظ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کے فیصلہ کو قبول کرنے سے مامون ہوتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخلص اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ہی متبع ہوتا ہے۔

مردہ دل

اس کے برعکس ہوتا ہے وہ دل جس میں نہ حقیقی زندگی ہو اور نہ اپنے مالک کو پہچانتا ہو، اس کے حکم کے مطابق اس کی پسند و رضا میں اس کی عبادت نہ کرتا ہو بلکہ وہ اپنی خواہشات ولذتوں کے ساتھ قائم رہتا ہے خواہ وہ اس کے مالک کے عقاب و غضب کا موجب ہی بنتی ہوں تو وہ خیر خواہ کی دعوت کو قبول نہیں کرتا بلکہ ہر سرکش شیطان کی اتباع کرتا ہے چنانچہ اس کے ساتھ اس کا اختلاط، بیماری، اُس کے ساتھ معاشرت، زہر اور اس کے ساتھ ہم نشینی، تباہی و بربادی ہے۔

بیمار دل

ایسا ہے جس میں زندگی تو ہے لیکن اس میں کوئی مرض ہے۔ سو اس میں دونوں طرح کے عنصر پائے جاتے ہیں کبھی یہ اس کو کھینچتا ہے تو کبھی وہ اور دونوں میں سے جو اس پر غالب آ جائے یہ اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ پس اس میں اللہ کی محبت، اس

پر ایمان، اس کے لئے اخلاص اور اسی پر توکل پایا جاتا ہے جو کہ اس کا عنصرِ حیات ہے ساتھ ہی اس میں خواہشات کی محبت اور اس کو ترجیح دینا اور ان کے حصول کی سعی کرتے رہنا جو کہ اس کا عنصرِ ہلاکت و بربادی ہے' وہ بھی پایا جاتا ہے۔ ①

شیطان کے انسان پر غلبہ اور اس کو شبہات میں مبتلا کرنے والے دو سبب سنگدلی اور بیماری ہیں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ. (الحج :۵۳)

''اس سے غرض یہ ہے کہ شیطان جو (وسوسہ) ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعۂ آزمائش ٹھہرائے۔''

اور یہ بیماری دل کے مردہ ہونے کے علاوہ ہے پس دل تو مطلق جہالت سے مردہ ہو جاتا ہے اور جہالت کی کسی بھی قسم سے بیمار ہو جاتا ہے۔ تو یہ مردہ بھی ہوتا ہے اور بیمار بھی اور اس کے لئے زندگی بھی ہے اور شفا بھی۔ تو دل کی زندگی، موت، بیماری اور شفا، وہ انسانی جسم کی زندگی، بیماری اور صحت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اسی لئے دل کے مریض پر جب کوئی شبہ وارد ہوتا ہے تو اس کی بیماری بڑھ جاتی ہے تو شیطان ان کو ضعفِ قلوب کی بنا پر شبہات میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لیکن مومن لوگ تندرست دلوں کے مالک ہیں۔ ان کے قبولِ حق اور اس پر عمل کرنے کے مابین ماسوا علم کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ تو شیطان جو ان کے لئے وسوسہ ڈالتا ہے وہ ایسے دلوں کے لئے تقویت کا باعث ہوتا ہے اس لئے کہ یہ دل اس کو مسترد اور ناپسند کرتے ہوئے اس سے نفرت کرتا ہے اور وہ اس سے آگاہ ہوتا ہے کہ حق اس کے ڈالے ہوئے وسوسہ کے مخالف ہے۔ سو وہ حق کے لئے جھکتا اُسی سے مطمئن ہوتا اور اُسی

---

① إغاثة اللهفان 15/1 باختصار۔

کے لئے ہی فرمانبردار ہوتا ہے اور جہاں وہ شیطان کی وسوسہ اندازی کے جھوٹ سے واقف ہوتا ہے وہاں حق پر اس کے ایمان اور اس سے محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے اسی طرح سے اس کا انکار اور اس کی نفرت بھی بڑھ جاتی ہے۔ [1]

[1] دیکھیے: مجموع فتاوی شیخ الاسلام 10/95-94 باختصار

گناہوں کا ارتکاب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پھسلنا اور توبہ کی قبولیت

کبھی کبھار اللہ تعالیٰ شیطان کو اپنے بندوں پر ان کے کچھ ایسے اعمال کے سبب جنہیں وہ ناپسند کرتا ہے مسلط کر دیتا ہے اگرچہ وہ اس کے مقبول بندے ہی کیوں نہ ہوں تاکہ اپنے مالک کی طرف رجوع کر لیں اور انہیں اس کی طرف محتاجگی کا علم ہو جائے۔ جس طرح شیطان نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روزِ اُحد پھسلا دیا حتیٰ کہ وہ لڑائی اور میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ (ال عمران:١٥٥)

”جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض اعمال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا، مگر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا، بلاشبہ اللہ بخشنے والا اور بُردبار ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ نے ان سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں خبر دی ہے جو روزِ اُحد بھاگ گئے تھے کہ وہ شیطان کے پھسلانے کے سبب تھا جبکہ اس نے چیخ کر یہ کہا تھا: سن لو! کہ محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا۔ جس سے مسلمانوں پر ایک بہت بڑی آفت ٹوٹ پڑی اور اکثریت نے تو اسے سچ ہی تسلیم کر لیا تھا، یا پھر شیطان نے ان کو ان کی کوتاہیاں یاد دلائیں جس کے باعث انہوں نے قبل از توبہ جنگ کو ناپسند کیا یا پھر وہ

ڈر کر بھاگے اور توبہ کی۔ [1]

سو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور اپنے لطف و کرم سے ان سے درگزر کر کے انہیں معاف کر دیا کیونکہ وہ ایسا بخشنے والا ہے جو اپنے بندوں کی پردہ پوشی کرتا اور ان پر رحم کرتے ہوئے ان کے گناہوں سے درگزر کر دیتا ہے۔

اور جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا تھا کہ: کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احد کے روز فرار ہو گئے تھے؟ جواب دیا، ہاں! پھر فرمایا: ان کے اس روز بھاگنے کے ساتھ اس پر بھی گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ہے [2]

---

(1) دیکھئے البدایۃ والنھایۃ 4/23-24 زاد المعاد 3/238-224 اور فتح الباری 7/364

(2) بخاری نے 4/203 میں طویل روایت کیا ہے۔ یہ حضرت عثمان کے مناقب میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے اسی لئے یہ بخاری نے اسے ان کے مناقب میں شمار کیا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

انہوں نے کہا!

"اَمَّا عُثْمَانُ فَکَانَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ فَکَرِ هْتُمْ أَنْ يَعْفُو عَنْهُ."

"حضرت عثمان کو اللہ تعالیٰ نے تو معاف کر دیا ہے لیکن تم ناپسند کرتے ہو وہ اُسے معاف کرے۔"

اسے بخاری نے 5/200 میں طویل روایت کیا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کے متعلق قرآن کریم میں نازل کر دیا ہے جسے قیامت تک تلاوت کیا جاتا رہے گا اور یہ بات ان کے مناقب کی دلیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان کی گمراہی سے شیطانی مقاصد

- دوزخ میں لے جانا
- مومنوں کو غم میں مبتلا کرنا
- مومنوں کے مابین بغض وعداوت پیدا کرنا
- اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنا

انسان کی گمراہی سے شیطانی مقاصد

شیطان کے پیشِ نظر انسان کو گمراہ کرنے سے کچھ اغراض و مقاصد ہیں۔ اور وہ کام بلا مقصد سرانجام نہیں دیتا بلکہ وہ اس کی گمراہی کے لیے مسلسل کوششوں کے بعد روشن نتائج کا منتظر رہتا ہے۔

اس کے ان مقاصد کو آئندہ صفحات میں بیان کیا جائے گا۔

دوزخ میں لے جانا

شیطان کا سب سے بڑا ہدف لوگوں کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ إِنَّمَا يَدْعُوْ حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝“ (فاطر: ٦)

”بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے (پیروکاروں کے) گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہو جائیں۔“

تو جب وہ ہمارا دشمن ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس کی اس عداوت کو پہچانیں اور اُسے دشمن سمجھیں اس لیے کہ وہ اپنی اطاعت و تابعداری کرنے والے کو دوزخ کی طرف بلاتا ہے جو کہ نہایت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝“ (لقمان: ٢١)

”کیا اگرچہ شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہے۔“

دوزخ کا راستہ

شیطان کا لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جانے کے لیے اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں کہ وہ اپنے رب سے کفر کریں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ شیطان کی عبادت

کریں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ (یٰسٓ: ۶۰، ۶۱)

"اے اولادِ آدم! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے۔"

سو اللہ کریم لوگوں سے روزِ قیامت یہ فرماتے ہوئے مخاطب ہوگا: کیا میں نے تم سے دنیا میں عہد نہیں لیا تھا کہ تم نے شیطان کی پوجا نہیں کرنی اور جو تمہیں حکم کرے اس کی اطاعت نہیں کرنی بلکہ صرف میری ہی پوجا کرنی ہے کہ میں نے تمہارے لئے صراط مستقیم مقرر کردیا ہے تو اسی پر چلو کیونکہ اس میں کوئی کجی نہیں ہے؟ پھر وہ یہ اطلاع دے رہا ہے کہ شیطان نے بہت زیادہ مخلوق کو گمراہ کر دیا تھا۔ تو اس نے تمہیں جو عقلیں عطا کیں تھیں وہ کہاں گئی تھیں جن سے تم فوائد اور نقصانات، ہدایت اور گمراہی کے مابین فرق کر سکتے تھے۔

چنانچہ جب شیطان انہیں آگ پر پہنچا دے گا تو ان سے برأت کا اظہار کر دے گا اور ان سے کہے گا:

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (ابراھیم: ۲۲)

"اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا، تو آج مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو، میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے، بے شک جو ظالم

ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

اعترافِ حقیقت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ جب وہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کر چکے گا تو ابلیس اپنے پیروکاروں کو روزِ قیامت یہ کہتے ہوئے مخاطب ہوگا: کہ میرے لئے اس کے سوا اور کوئی دلیل و حجت نہیں ہے کہ میں نے تمہیں اس طرف دعوت دی تھی جو میں چاہتا تھا اور اسے تمہارے لئے آراستہ کر دکھایا تھا تو تم نے اپنی خواہشات و شہوات کے پیچھے لگ کر میری اتباع کی تھی حالانکہ تمہارے پاس رسول اپنی سچائی پر صحیح دلائل و براہین لے کر آئے تھے تو تم اسی حالت پر رہے جس پر چل رہے تھے تو اب مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔ سو گناہ تمہارا گناہ ہے۔ اس لئے کہ تم نے دلائل کو چھوڑ کر میری اتباع محض اس لئے کی کہ میں نے تمہیں باطل کی طرف دعوت دی تھی۔

تو اب میں تمہیں ہرگز نہ بچا سکتا ہوں نہ نجات دلا سکتا ہوں اور نہ ہی تمہاری اس سختی میں کوئی فریاد رسی کر سکتا ہوں اور تم بھی مجھے قطعاً اس عذاب سے نہ نجات دلا سکتے ہو نہ میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ اور آج میں اس بات کا اعلان کر رہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں حصہ دار نہیں بن سکتا۔

مومنوں کو غم میں مبتلا کرنا

سرگوشی باعثِ غم

حقیقت میں مومن کا غم، خوف واضطراب، شیطان کے اہداف میں سے ایک اہم ہدف اور اس کی اغراض سے ایک اہم غرض ہے تاکہ لوگوں کے آپس میں خیالات کو فاسد کر کے ان کے باہمی تصرفات میں شکوک پیدا کر دے، اور اسی قسم کی ایک کڑی سرگوشی ہے جو دو یا دو سے زیادہ کے مابین چپکے سے گفتگو کرنا ہے۔ تاکہ مومن شخص اس کے باعث دوسرے سے بدظنی شروع کر دے۔

فرمانِ الٰہی ہے!

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

(مجادلہ: ۱۰)

"کافروں کی سرگوشیاں تو شیطان (کی حرکات) سے ہیں (جو) اس لئے (کی جاتی) ہیں کہ مومن (ان سے) غمناک ہوں، مگر اللہ کے حکم کے سوا ان سے انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا، تو مومنوں کو چاہئے کہ اللہ پر ہی بھروسہ رکھیں"

تو یہ سرگوشی شیطانی عمل ہے جسے سرگوشی کرنے والے کے مابین آراستہ کر دکھاتا ہے خواہ یہ سرگوشی منافقین کے آپس میں ہو، تاکہ وہ دوسرے مسلمانوں کو وہم میں مبتلا کریں مثلاً کہ غازیانِ اسلام جہاد میں خوب زخمی ہو گئے ہیں، یا اس سے مراد اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف سازشیں کرنا یا آنحضرت ﷺ سے سرگوشی کریں تاکہ بعض مسلمانوں کو یہ خیال گزرے کہ انہیں آپ کے ہاں حقیر کر رہے ہیں۔ [1]

---

[1] دیکھئے تفسیر طبری 28/16-15 قرطبی 17/295 اور ابن کثیر 4/325

سو اس سے شیطان کا مقصد مومنوں کو غمزدہ اور اضطراب میں مبتلا کرنا ہے، اسی لئے سرگوشی کے متعلق نہی وارد ہوئی ہے کیونکہ یہ بات دونوں میں سے ایک کے لئے باعثِ تکلیف ہوتی ہے چنانچہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

"اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَا یَتَنَاجَیَا اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُهُ." ①

"جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی اپنے ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں، اس لئے کہ ایسا کرنا (تیسرے آدمی) کو غمگین کر دے گا۔"

اور اس ضمن میں ہر طرح کی تعداد برابر ہے مثلاً چار آدمی مثلاً یا دس یا ہزار، ایک آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں اس لئے کہ یہی مفہوم اس کے حق میں پایا جائیگا بلکہ اس کا حرج بہت بڑی تعداد میں بھی ممکن ہے اور وقوع پذیر ہو سکتا ہے تو اس میں ممانعت بالاولی ہوگی اور تین کی تعداد کو بالخصوص ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ سب سے پہلا عدد ہے جس میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے اور حدیث کا ظاہر تمام زمانوں اور حالات پر حاوی ہے، جس طرح جمہور کا مذہب ہے۔ اس لئے کہ یہ بات اس کے لئے باعثِ رنج ہے کیونکہ ان دونوں کی سرگوشی سے وہ وہم کا شکار ہو سکتا ہے کہ یہ شخص ان دونوں کی رائے میں برا ہے یا اس کے متعلق کوئی دھوکہ دہی کی تدبیر کی جارہی ہے یا وہ اس لائق نہیں ہے کہ وہ دونوں اسے شریک گفتگو کریں۔ ②

چنانچہ شیطان ایسی سرگوشی پر حریص رہتا ہے جو مومنوں کے نفسوں میں غم و یاس پیدا کر دے حالانکہ ان کو اس سلسلہ میں انہیں بجز مشیت الٰہی کے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا، سو مومنوں پر لازم ہے کہ اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ کریں، اسی کو تھامیں اور اسی پر اعتماد رکھیں جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

---

① بخاری 142/7 اور مسلم 1718/4

② تفسیر قرطبی 295/7 اور فتح الباری 83/11

مومنوں کے مابین بغض وعداوت پیدا کرنا

فرقہ بندی کی کوشش

اہلِ ایمان میں جب عداوت وحسد پیدا ہو جاتا ہے تو ان کے شیرازہ کو منتشر ان کی جمعیت کو پارہ پارہ اور ان کے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے چنانچہ لوگ ایسے دشمن سے چشم پوشی کرتے ہیں جو ان کی گردشوں کے انتظار میں رہتا ہے اور یہ اپنے ہی نفسوں میں مشغول رہتے ہیں وہ مذکورۃ الصدر نتائج حاصل کرنے کے لئے مومنوں کے مابین حسد وعداوت کے ساتھ ساتھ ہر اس ذریعہ کو اپنا تا ہے جو اسے اس نتیجہ تک پہنچا دے۔ ان ذرائع میں سے شراب اور جوا بھی ہے جو اہل ایمان کے مابین دشمنی اور حسد کو بدرجۂ اتم جنم دیتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ (المائدۃ: 91)

"شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے مابین دشمنی اور رنجش پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے روک دے سو اب بھی تم باز آ جاؤ۔"

فتنوں کے وقت کیا کرنا چاہیے

شیطان جمعیت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کی شیرازہ بندی کو منتشر کرنے پر انتہائی کوشش میں رہتا ہے تا آنکہ مسلمانوں کی بنیاد ہی باقی نہ رہے جس پر وہ قائم رہ سکیں بلکہ وہ فرقوں اور جماعتوں میں منقسم ہو جائیں پھر ہر جماعت اپنے دین سے خوش رہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

"اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ أَیِسَ أَنْ یَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰکِنْ فِیْ التَّحْرِیْشِ بَیْنَهُمْ." (مسلم4/2166)

"یقیناً شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں لیکن ان کے مابین فساد انگیزی کے لئے کوشاں ہے۔"

تو جب شیطان ان کے کفر سے مایوس ہوگیا تو وہ اس کوشش میں لگ گیا جس سے ان کے ایمان کو کمزور کر سکے حتیٰ کہ وہ ان دشمنیوں اور فتنوں میں مشغول ہوکر اپنے رب کی عبادت کو ترک کر دیں جس کی خاطر انہیں پیدا کیا گیا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کے وقت عبادت کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ہے!

اَلْعِبَادَةُ فِیْ الْهَرْجِ کَهِجْرَةٍ اِلَیَّ

"ہرج (فتنہ) میں عبادت میری طرف ہجرت کا ثواب رکھتی ہے۔"

علامہ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں! ہرج سے مراد یہاں فتنہ اور لوگوں کے معاملات کا مشتبہ ہو جانا ہے، اور س میں کثرت سے عبادت کرنے کے شرف کا سبب یہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہوکر دوسرے امور میں مشغول ہو جاتے ہیں اور معدودِ چند افراد ہی اس کے لئے اوقات وقف کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم ۱۸/۸۸)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شیطان لوگوں کے مابین فتنوں کے ہوتے ہوئے دشمنی وحسد پیدا کرنے پر حریص ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تفرقے اور اختلاف کی اپنے اس فرمان میں مذمت فرمائی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَکَانُوْا شِیَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْئٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۝ (الانعام: ۱۵۹)

"جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہوگئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام اللہ کے حوالے، پھر جو جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائیگا۔"

تو جب فرقہ اختلاف اور ان سے پیدا شدہ دشمنی وحسد اللہ تعالیٰ کے ہاں

ناپسندیدہ اور شیطان کے ہاں پسندیدہ ہے اور وہ اپنی اولاد میں سے سب سے زیادہ محبوب اسے ہی رکھتا ہے جو آدمی اور اس کی بیوی کے مابین تفریق ڈال کر جب اُسے اطلاع دیتا ہے تب وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تم بہت ہی اچھے ہو![1]

---

[1] یہ صحیح مسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے دیکھئے ۴/۲۱۶۷۔

اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنا

شیطان اس بات پر حریص ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکے کیونکہ ان کا یہ عمل ایمان کی تقویت کا باعث ہے اور جب اسے یہ خبر ہے کہ شراب و جوا دونوں نماز اور ذکر الٰہی سے روکنے کا سبب ہیں تو اس نے ان دونوں کو مسلمانوں کے لئے آراستہ کر دکھایا۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے!

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَٰنُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَوٰةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝ (المائدة: ۹۱)

''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے مابین دشمنی اور رنجش پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، سو اب بھی تم باز آ جاؤ۔''

شیطان اور جواباز کے بارے میں ایک تجزیہ

محمد رشید رضا کہتے ہیں کہ ''شراب اور جوئے کا ذکر الٰہی اور نماز سے روکنا ان دونوں کا دینی نقصان ہے، اور اس سے بھی زیادہ ظاہر بات یہ کہ دونوں دشمنی اور حسد کو بھڑکانے والے ہیں، جو کہ ان دونوں کا اجتماعی نقصان ہے۔ کیونکہ شراب کے نشوں میں سے ہر نشہ اور جوا کھیلنے کی بازیوں میں سے باری باری نشہ باز اور جواباز کو اللہ کے ذکر سے پھیرتے اور روکتے ہیں جو دین کی روح ہے اسی طرح انہیں نماز سے روکتے ہیں، جو کہ دین کا ستون ہے۔ جب کہ نشہ باز کی دماغی صلاحیت ہی جواب دے جاتی ہے جس سے وہ آیات الٰہی کا ذکر کرے اور اُس کی اسماء وصفات پر اس کی ثنا کرے یا اس نماز کو قائم کرے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور وہ ایسے اضافی اعمال کرے جنہیں خاص ایک غرض کی خاطر منظم طریقہ سے ادا کیا جاتا ہے، اور اگر نشہ باز اپنے

رب کا ذکر اور نماز کی کوشش کرے بھی تو اس کے یہ دونوں عمل درست نہ ہوں گے۔

اور جوا باز اپنی تمام تر عقلی توانائیاں جوئے کے کھیل میں لگا دیتا ہے جہاں سے اسے منافع کی توقع ہو اور نقصان سے بچ سکتا ہو، تو اس کے نفس میں سے ایک عضو بھی ایسا نہیں بچتا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے یا نمازوں کے اوقات کو اور ان کی حفاظت کو یاد رکھ سکتا ہو، اور شائد اعمال میں سے کوئی عمل ماسوا جوئے کے ایسا نہ ہوگا جو دل کو اتنا مشغول رکھنے اور اُسے ہر کام سے پھیر کر اس کی توجہ صرف اسی پر مرکوز کر دینے والا ہو۔ حتیٰ کہ جواباز کے گھر میں اگر آگ بھی بھڑک اُٹھے اور اس کے اہل وعیال مصیبت میں پھنسے ہوئے چیخ وپکار کر کے اسے مدد کے لئے پکار رہے ہوں لیکن وہ پھر بھی بے خبری کے عالم میں کسی کی نہ فریاد رسی اور نہ ہی کسی کی مدد کو پہنچتا ہے بلکہ اپنی چال چلنے میں مگن رہتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آگ پر قابو پانے کے لئے فائر بریگیڈ کے جوان پہنچ جائیں اور اس کے خاندان کے زخمی افراد کو ڈاکٹروں اور امدادی ٹیموں کے سپرد بھی کر دیں یہ پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتا، اور لوگوں میں اس طرح کے گذشتہ اور موجودہ جوئے بازوں کے عجیب وغریب واقعات بدستور ایک دوسرے سے منتقل ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

اسی بنا پر جوئے باز کو جب نماز یاد آ جائے یا اُسے کوئی یاد دلا دے اور اس کی خاطر کھیل کو چھوڑ بھی دے تو یہ ممکن نہیں کہ ماسوا اس میں جسمانی حرکات، معمولی غور وفکر یا خشوع کے کچھ اور ادا کر سکے خصوصاً جبکہ وہ کھیل کی طرف دوبارہ جانا چاہتا ہو۔ [1]

---

[1] تفسیر المنار ۶۱/۷۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان کی شیطان سے حفاظت

- اخلاص اور اتباع
- ایمان اور توکل
- تقویٰ اور استغفار
- اللہ تعالیٰ کا ذکر
- تلاوتِ قرآن
- اللہ تعالیٰ سے شیطان کی پناہ طلب کرنا
- راہِ شیطان اور اس کے گمراہ کن قدموں کی پیروی سے اجتناب
- انسان پر غلبہ پانے والے شیطانی عوامل سے اجتناب

انسان کی شیطان سے حفاظت

گذشتہ ابواب میں ہمارے لئے شیطان کی انسانی تباہی پر حرص اور اس کے ذرائع واضح ہو چکے ہیں۔ اسی طرح انسان کے وہ اعمال بھی بیان کیے گئے جن کے سبب شیطان انسان پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ انسان قرآنِ حکیم کی تعلیمات کے مطابق اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو شیطان سے کیسے محفوظ رکھ سکتا ہے اور اس صریح دشمن پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔

اخلاص اور اتباع

اللہ رب العزت کسی عمل کو اس وقت تک شرفِ قبولیت سے نہیں نوازتا جب تک وہ خالص اس کی ذات کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نہ ہو۔ اور اعمال کی قبولیت کا دارومدار انہیں دو بنیادوں پر ہے اور ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے شیطان انسان کی گمراہی کی ابتدا شرک سے کرتا ہے کیونکہ وہ اخلاص کے منافی ہے اور اگر وہ اس کی ہمت نہ پائے تو بدعت لے آتا ہے کیونکہ وہ اتباع کے منافی ہے تو اخلاص اور موافقت دو قلعے ہیں جن کے ذریعے بندہ شیطان مردود سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو:

(1) اخلاص

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی ہے!

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○ (ص: ۸۲، ۸۳)

"کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم میں ان کو بہکاتا رہوں گا، سوا ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں۔"

مزید ارشاد فرمایا!

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ

اَجْمَعِیْنَ○ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ○ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ○ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ○ (حجر: ۳۹ تا ۴۲)

"(اس نے کہا) کہ پروردگار جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین سے لوگوں کے لئے (گناہوں) کو آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔ ہاں ان سے جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان پر قابو چلنا مشکل ہے)۔ (اللہ نے) فرمایا! کہ مجھ تک (پہنچنے کا) یہی سیدھا رستہ ہے۔ جو میرے (مخلص) ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہیں (کہ ان کو گناہ میں ڈال سکے) مگر گمراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چل پڑے۔"

ابن کثیر [1] ابوعمرو [2] اور ابن عامر [3] نے (المخلِصین) لام کے کسرہ سے، اسم فاعل پڑھا ہے یعنی اس کی عبادت کے لئے خالص ہو کر۔

دوسروں نے (المخلَصین) لام کی زبر سے، اسم مفعول پڑھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی عبادت کے لئے منتخب و خالص کر لیا ہے۔ [4]

تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ منتخب کرے تو لازماً وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہے اور اسے اللہ رب العزت شیطان سے محفوظ و مامون رکھے گا اس لئے کہ ایسے منتخب افراد پر اس کی کوئی حجت اور غلبہ نہیں ہے اور شیطان کو علم ہے کہ اللہ کریم کے ہاں جو خالص ہیں وہ ان کی طرف راہ نہیں پا سکتا اور وہ ایسے خواص ہیں جن تک اسے رسائی

---

[3] یہ عبداللہ بن عامر الیحصبی قرات میں شام کے امام ہیں قراء سبعہ میں سے ہیں خود اپنے متعلق کہتے ہیں: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلِیَ سَنَتَانِ ...... رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر دو برس تھی۔ متوفی ۱۱۸ھ دیکھئے معرفۃ القراء 82-86/1 اور غایۃ النھایۃ 423-425/1

[4] یہ دونوں قراءتیں لفظ (المخلصین) قرآن میں وارد ہیں۔ ان کے لئے دیکھئے الکشف عن وجوہ القراءات السبع 9/2 تا 10 النشر 295/2 اور المھذب 185/2:261/1۔

[1] ان کے مختصر حالات ص نمبر 70 پر گزر چکے ہیں [2] ان کے مختصر حالات ص نمبر 70 گزر چکے ہیں۔

ممکن ہی نہیں اور نہ ہی ان پر وہ قابو پا سکتا ہے بلکہ حقیقت میں، وہ تعداد میں بہت کم طاقت میں بہت ہی بودا، نشانِ راہ میں نہایت پست ہے کہ مردوں کے میدان میں ٹھہر سکے اور نہ ہی بہادروں کے معرکہ میں حملہ آور ہو سکے۔ (تلبیسِ ابلیس:۲۹)

رسول اللہ ﷺ کی اتباع

فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ اللَّهُ. (الشوریٰ: ۲۱)

"کیا ان کے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔"

اللہ رب العزت کا ان مشرکوں کے متعلق ارشاد گرامی ہے جن میں رسول اللہ ﷺ معبوث کئے گئے تھے کہ: جن عبادات کو وہ سرانجام دے رہے ہیں وہ ان کے لئے کس نے مقرر کی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ، جو جنوں اور انسانوں میں سے ان کے شریک ہیں انہوں نے ان کے لئے یہ عبادات مقرر کی ہیں چنانچہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ دین کی پیروی نہیں کر رہے جو اُس نے ان کے لئے مقرر کیا ہے بلکہ یہ تو انہیں اللہ تعالیٰ سے دور کر رہے ہیں، اسی لئے انہوں نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو اپنا رکھا ہے حتیٰ کہ جانوروں کو جو شکم اٹھاتے ہیں اس میں بھی تصرف کر رہے ہیں اور اسی چیز نے ان کے دین کو ان پر الجھا کے رکھ دیا ہے۔

دین......قربِ الٰہی کا ذریعہ

اس میں بنیاد یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ دین کو ہی اپنائیں اور اسی کے ذریعہ سے ہی اس کا قرب حاصل کریں۔ [1] اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ (الانعام: ۱۵۳)

---

[1] تفسیر ابن کثیر 112/4 اور السعدی 102/7

''اور بلا شبہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور دوسرے رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستہ سے الگ ہو جاؤ گے، ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔''

یہ ان دس وصیتوں میں سے ایک ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ! اللہ تعالیٰ کا راستہ اور اس تک پہنچانے والا راستہ بڑا واضح ہے جس میں قطعاً کوئی کجی نہیں، سو اسی کو تھامو اور اسی پر چلو اور وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ہے اور وہی رستہ آپ کے خلفاء کا طریقہ اور اہل السنّت والجماعت کا ''منہج'' ہے۔[1]

ایک مثال سے وضاحت

خبردار! اس رستہ کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں سے اجتناب کرو کیونکہ وہ شیطانی راستے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے رستہ سے گمراہ کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا پھر اس خط کے دائیں اور بائیں کئی ایک خطوط کھینچے اور فرمایا!

هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ السُّبُلُ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِّنْهَا شَيْطٰنٌ يَدْعُو إِلَيْهِمْ قَرَأَ " وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ"[2]

''کہ یہ اللہ کا راستہ ہے اور دائیں بائیں جو راستے ہیں ہر رستہ پر ایک شیطان موجود ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے پھر یہ آیت پڑھی: وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا ...... (الخ) اور یقیناً میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی

---

[1] منہج اور طریقہ اور اس قسم کے دوسرے نام، جو اس کا مفہوم ادا کرتے ہیں سب کا ایک ہی مطلب ہے۔
[2] یہ حدیث الطیالسی ۳۳ احمد ۱/۴۳۵ الدارمی ۱/ ۶۷، ۶۸ نسائی نے التفسیر ۱/ ۱۸۵ ابن ابی عاصم نے السنۃ ۱/۱۳ میں روایت کی ہے حاکم نے ۲/ ۳۱۸ میں اسے صحیح کہا۔ احمد شاکر نے حاشیۃ المسند میں اس کی سند کو صحیح کہا۔ البانی نے السنۃ لابن ابی عاصم کی تحقیق ۱/۱۳ میں اسے صحیح کہا۔

پر چلنا اور راستوں پر مت چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستہ سے الگ ہو جاؤ گے۔''

تو سنت کی اتباع دراصل شیطان کی تباہی اور اُس کو مسترد کرنا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ وہ انسان کو بدعت کی راہ پر گامزن بھی کر دے اور اللہ تعالیٰ کی مشروع عبادت کو بہترین بھی بنا دے کیوں کہ کوئی شخص جو ایسا عمل کرتا ہے جس پر رسول ﷺ کا حکم صادر نہ ہوا ہو تو وہ اس کے کرنے والے پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے اور اسے قبول نہیں کیا جاتا۔ ①

اسی طرح اتباع سنت کا یہ شرف ہے کہ وہ شیطانی وساوس کو دور کر دیتی ہے مثلاً جب انسان سنت کے مطابق، شرعی وضو کرے تو اس پر کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ کرے، شیطان اسے خواہ کسی بھی قسم کے وسوسہ میں مبتلا کرے تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کا شکار نہ ہو جائے اور آپ کے رستہ کے علاوہ غیروں کی راہ نہ اپنائے اسی طرح طہارت، نماز، تمام عبادات اور نیت کا حال ہے۔ بعض اوقات شیطان نمازی کو اس زمین پر جہاں نماز پڑھتا ہے اس سے متعلق شک میں مبتلا کر دیتا ہے یا وضو کی تکمیل میں حد شرعی سے آگے لے جاتا ہے۔ تو صحیح ترین فقہ، دین میں اعتدلال اور سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا نام ہے۔

صراط مستقیم کیا ہے؟

صراط مستقیم جس کے اتباع کے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ کار بند تھے، جو کہ ایک متوسط راہ ہے اور اس کی مخالف راہیں اس سے دور ہیں اگر چہ ان مخالف راہوں کی طرف بلانے والا کوئی بھی ہو۔ البتہ کبھی یہ بُعد صراط مستقیم سے بہت زیادہ اور کبھی تھوڑا سا ہوتا ہے اور ان کے مابین پھر کئی ایک درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ

---

① یہی مفہوم رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا ہے۔ "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"...... (مسلم ۳/۱۳۴۴) جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔

محسوس راستہ کی مانند ہے جس پر چلنے والا بعض اوقات اس سے دور بلکہ انتہائی دور چلا جاتا ہے اور کبھی یہ دوری کم ہو جاتی ہے۔ (1)

❁❁❁

(1) یہ اشارے وسوسوں کی قباحت اور اتباع سنت سے اس کی تردید میں ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تلبیس ابلیس ۱۴۴، ۱۴۵ اور اغاثۃ اللہفان ۱/ ۱۴۶، ۲۰۱۔

ایمان اور توکل

ایمان

زبان سے اقرار دل سے تصدیق اور اعضاء سے عمل کرنے کو کہتے ہیں، جو کہ اطاعت سے بڑھ جاتا اور نافرمانی سے کم ہو جاتا ہے۔ جب صرف ایمان ہی بولا جائے تو اسلام اور اعمالِ صالحہ اس میں داخل سمجھے جاتے ہیں اور جب اسے اسلام سے ملا کر بولا جائے اس سے مراد قلبی اعمال ہیں اور وہ یہ کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، روزِ قیامت اور اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لاؤ اور اس وقت ظاہری اعمال مراد لئے جاتے ہیں۔ [1]

توکل:

شرعی اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام امور میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کو کہتے ہیں۔ [2] چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر سچا توکل کرنے والے ہیں وہ نہ تو اس کے سوا کسی سے امیدیں وابستہ کرتے اور نہ ہی وہ اس کے سوا کسی کی طرف قصد کرتے اور نہ اس کے سوا کسی سے پناہ پکڑتے اور نہ اس کے سوا کسی کے سامنے اپنی ضروریات پیش کرتے اور نہ اس کے سوا کسی سے رغبت رکھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ اس نے جو چاہا ہو گیا اور جو اس نے نہ چاہا وہ نہ ہوا۔ اور وہ بادشاہت میں ایسا تنہا متصرف (کنٹرولر) ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی اس کے حکم کی کوئی پیروی کر سکتا ہے اور وہ جلد حساب لینے والا ہے اسی لئے تو حضرت سعید [3] بن جبیرؒ کہتے ہیں:

"اللہ پر بھروسہ کرنا ایمان کو جمع کرنے والی چیز ہے اور ایمان والے جو اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں شیطان کا ان پر کوئی غلبہ نہیں ہے۔" (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۸۷)

---

[1] دیکھیے مجموع فتاوی شیخ الاسلام 14 اور 505

[2] تفصیل کے لئے دیکھیے: مدارج السالکین 2/143-116

[3] حضرت سعید بن جبیرؒ مشہور تابعی ہیں جو علم و عمل کے پیکر تھے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ إِنَّمَا سُلْطَنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ۝

(النحل: ۹۹:۱۰۰)

''کہ جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کچھ زور نہیں چلتا۔ اس کا زور انہیں لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو رفیق بناتے ہیں اور اس کے (وسوسے کے) سبب (اللہ کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں۔''

چنانچہ اللہ رب العزت نے ایمان داروں اور بھروسہ کرنے والوں سے شیطان کے غلبہ کی نفی کر دی ہے اور اس کے غلبہ کو ان لوگوں کے لئے ثابت کیا ہے جو شیطان اور مشرکوں سے دوستی رکھیں۔

شیطان کا متوکل مومنوں پر غلبہ پانے کا، نہ باعتبار حجت اور نہ باعتبار قدرت، ایسا کوئی راستہ نہیں کہ انہیں اسلام سے برگشتہ کر سکے۔

''حجت'' غلبہ ہی کا نام ہے اس لئے کہ صاحبِ حجت، اپنی حجت ہی کی بنا پر ہاتھ سے قابو پانے والے کی طرح غلبہ پا لیتا ہے۔

ایک سوال......؟

یہ گناہ متوکل مومنوں سے کیسے صادر ہوئے، کیا یہ شیطانی غلبہ کے سبب نہیں ہوتے؟ اور آدم وحوا پر وہ کیسے غالب آ گیا؟

اسی طرح وہ بعض صحابہ پر فرمانِ باری تعالیٰ کے مطابق:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ۝ (آل عمران: ۱۵۵)

''جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو

جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا، مگر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا، بے شک اللہ بخشنے والا (اور) بردبار ہے۔

کیسے غالب آ گیا؟

جواب

جیسا کہ امام احمد رحمتہ اللہ نے فرمایا: آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ابلیس کا ان پر یہ کوئی غلبہ نہیں کہ انہیں ان کے دین سے یا اپنے رب کی عبادت سے بہکا دے لیکن اس کا اثر ان پر غلطیوں کے سبب سے ہو جاتا ہے۔ البتہ شرک کے معاملہ میں ابلیس کو ان پر قدرت حاصل نہیں ہے کہ انہیں ان کے دین سے گمراہ کر دے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دین کے لیے خالص کر لیا ہے۔[1] اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کریمہ میں فرما دیا ہے:

"وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ." (آل عمران: ۱۵۵)

"البتہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا ہے۔"

[1] دیکھئے امام احمد کی کتاب الرد علی الزنادقة و الجهمية: ۲۰ اور اغاثة اللهفان ۱/ ۱۱۷۔۱۲۰ اور مصائب الانسان ۷۵۔۷۶۔

تقویٰ اور استغفار

تقوی کے مفہوم میں مجموعی طور پر جو کچھ کہا گیا ہے وہ یہ کہ: تمہارے اور عذابِ الٰہی کے مابین ایک حفاظتی تدبیر ہے جو اس کے اوامر کی اطاعت اور اس کے منہیات سے اجتناب سے حاصل ہوتی ہے۔ [1]

استغفار

اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔

اپنے رب سے ڈرنے والا شخص اپنے آپ کو شیطان کے غلبہ سے بچا کے رکھتا ہے اور اگر شیطان اس پر اس کے گناہوں کے باعث غلبہ پا بھی لے تو وہ اللہ کو یاد کر کے اپنے مالک کی طرف رجوع کرتا اور اس سے بخشش طلب کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ○ (الاعراف: ۲۰۱)

”جو لوگ پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں متقین کے بارہ میں جو بنیادی بات بیان فرمائی ہے وہ شیطان سے محفوظ رہنا ہے اگرچہ انہیں اس سے بعض اوقات وسوسہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ نیز ان کی بے خبری کے باعث اس کا انہیں چھونے سے اُسے وہ قدرت تو حاصل نہیں ہو سکتی جیسے اسے کفار پر حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ ایک ناپائیدار وسوسہ ہوتا ہے جو انہیں لاحق ہو جاتا ہے پھر وہ بیداری قلب سے زائل بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بے خبری کی حالت میں جب وہ متقین کے دلوں میں سے کچھ چھین لیتا

---

[1] تفسیر طبری ۱/۲۳۲، ۲۳۴، تحقیق شاکر، ابن کثیر ۱/۴۰، ۴۱۔

ہے تو وہ اللہ رب العزت کی جانب بے پناہ محتاجگی، عاجزی اور استغفار لے کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور شیطان کی چھینی ہوئی چیز اللہ سے واپس طلب کرتے ہوئے دل کی آنکھیں کھول کر چونک پڑتے ہیں اور اپنی زبانوں سے اللہ کا ذکر بھی کثرت سے شروع کر دیتے ہیں۔ سو پتہ چلا، یادالٰہی دل سے اور ذکر زبان سے ہوتا ہے۔

تو ان میں سے ہر شخص اپنے واجبات کی ادائیگی اور منہیات سے اجتناب کی، اپنے حسبِ مقام نصیحت حاصل کر لیتا ہے چنانچہ جب ان سے ایک طرف غفلت کے بادل چھٹ جاتے ہیں تو دوسری طرف آفتابِ بصیرت بھی چمک اٹھتا ہے۔

متقیوں کے لئے اللہ کی طرف داری

مذکورہ بالا آیت میں متقین کے لئے وسعت بھی ہے اس اعتبار سے کہ شیطان انہیں استغفار سے نہیں روک سکتا اس سے کہ وہ اللہ کی رحمت سے نا امید ہو جائیں بلکہ ان کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ [1] جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”إِنَّ الشَّيْطٰنَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَارَبِّ لَا أَبْرَحُ أُغْوِيُ عِبَادَكَ مَادَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِيْ أَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَ عِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ۔“ [2]

”شیطان نے کہا تھا: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم، میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا اس کی روحیں جب تک ان کے جسموں میں رہیں گی تو رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں ان کو مسلسل بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔“

سو انسان سے لامحالہ غلطی صادر ہو جاتی ہے لیکن مسلمان غلطی کے ارتکاب

---

[1] دیکھئے مصائب الانسان ۶۳۔۶۴۔

[2] احمد ۳/۲۹ الحاکم نے ۴/۲۶۱ میں اسے صحیح کہا اور امام ذھبی نے اس کی موافقت کی اور البانی نے اسے صحیح الجامع

کے بعد جلد از جلد توبہ کرتا ہے تا کہ شیطان کے مکر کو اس کے مقابلہ میں رد کر دے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

"كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ" ①

"تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔"

---

① احمد 3/198 ترمذی 4/659، ابن ماجہ 2/1420 اور اسے البانی نے صحیح الجامع 4/171 میں حسن کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر

مسلمان جب ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے دل سے چمٹ جاتا ہے اور اسے قسم قسم کے وساوس میں مبتلا کر دیتا ہے جو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہیں، سو جب بندہ اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے، اور اس کے ذریعہ سے پناہ پکڑتا ہے تو وہ پیچھے ہو جاتا اور سکڑ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر حقیقت میں ایسی آہنی گرز ہے جس کے ذریعہ سے اس کے وسوسوں کو ختم کیا جا سکتا ہے جس طرح سے مفسد و شریروں کو ہتھوڑے اور گرزیں مار کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ اسی لئے ایک مومن شخص ذکر اللہ اور اطاعتِ الٰہی کی طاقت سے شیطان کو ذلیل و خوار کرتے ہوئے پسپا اور کمزور کر دیتا ہے۔ (1)

ذکر میں مشغول، شیطان سے محفوظ

چنانچہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا برابر ذکر کرتا رہتا ہے شیطان اس پر غلبہ کی طاقت نہیں رکھتا البتہ وہ غافل جو ذکرِ الٰہی سے دور رہتا ہے تو اسے شیطان اللہ کے دین اور اس کی شریعت سے روک دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

(الزخرف: ٣٦، ٣٧)

”اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر ہیں“

(1) دیکھئے بدائع الفوائد ٢/ ٢٥٥، ٢٥٦ باختصار

مفہومِ مخالف

آیت کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اس پر یہ شیطان مقرر نہیں ہوتا اس لئے کہ اس شخص نے ذکر الٰہی سے حفاظت حاصل کر لی ہے کہ اس پر شیطان غلبہ حاصل کر لے یا پھر اسے عزوجل کے دین سے روک دے۔ اس کی تفصیل سنت مطہرہ میں موجود ہے۔ نیز بلاشبہ ذکر الٰہی شیطان کو بھگانے اور دور کرنے والا ہے۔ اور اسی قبیل سے ہی رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے کہ:

''إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَّعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَّعْمَلُوا بِهَا. فَذَكَرَ التَّوْحِيدَ ثُمَّ الصَّلَاةَ ثُمَّ الصِّيَامَ ثُمَّ الصَّدَقَةَ ثُمَّ قَالَ. وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالَى فَإِنَّ مِثْلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ كَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يَحْرُزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى...... الحديث [1]

''اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ بھی ان پر عمل پیرا ہوں۔ تو آپ نے توحید پھر نماز، روزہ اور صدقہ کا ذکر کیا۔ پھر ارشاد فرمایا! کہ اس نے تم کو حکم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اور اس کو یاد کرنے کی مثال ایسے شخص کی ہے کہ دشمن جس کے پیچھے دوڑتے ہوئے نکلا اور وہ بھاگتے ہوئے ایک مضبوط قلعہ میں آ گیا اور اس نے ان سے اپنی جان بچالی اس طرح بندہ شیطان سے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی بچا سکتا ہے۔''

---

[1] الطیالسی ۱۵۹، احمد ۴/۲۰۲، ترمذی ۵/ ۱۴۸، ۱۴۹ میں اسے حسن صحیح غریب کہا، اور الحاکم نے ۱/ ۴۲۱، ۴۲۲ میں ''صحیح علی شرط الشیخین'' کہا، ذہبی نے اس کی موافقت کی۔ نیز البانی نے صحیح الجامع ۲/ ۱۰۰ میں اسے صحیح کہا۔

اگر ذکر میں صرف مذکورہ بالا بات کا ہی خیال رکھا جائے تو انسان کی زبان کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کوتاہی نہ کرے اور وہ بدستور ذکر کا دلدادہ رہے کیونکہ وہ خود کو اپنے دشمن سے یقیناً ذکر ہی سے محفوظ رکھ سکتا ہے چنانچہ جس وقت وہ غافل ہو گا اس کا دشمن اس پر کود پڑے گا اور اُسے شکار کر لے گا اور جب بھی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا دشمنِ خدا پیچھے ہٹ جائیگا اور ذلیل ورسوا ہوگا۔ ①

اور سنتِ مطہرہ میں خاص اذکار بھی وارد ہوئے ہیں جو شیطان کو دور بھگا دیتے ہیں اور کچھ عام اذکار بھی ہیں جو کہ مخصوص حالات یا مخصوص اوقات میں ادا کئے جاتے ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

① وقتِ بیداری اللہ کا ذکر کرنا

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ

يَعْقِدُ الشَّيْطٰنُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَاهُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ، عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيْطاً طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ. ②

''جب تم سے کوئی سو جاتا ہے، تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر یہ بات کہتا ہے کہ ابھی لمبی رات باقی ہے، تم سوئے رہو۔ تو اگر وہ جاگ اٹھے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے تو وہ چست، خوش نفس (طبیعت) ہو کر صبح کرتا ہے، ورنہ سست، بُرے نفس کے ساتھ صبح کرتا ہے۔''

تو اس سے یہ واضح ہوا کہ جو چیز شیطان کو نیند کے بعد دور بھگا سکتی ہے وہ

---

① الوابل الصیب: 72 ② بخاری 46/2، اور مسلم 538/1

اللہ کا ذکر ہے، پھر وضو ہے جو نماز کی شروط میں ایک شرط ہے پھر نماز بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی خاطر ہی مشروع قرار دی گئی ہے۔

❷ کھانے کے وقت اللہ کا ذکر

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطٰنُ: لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهِ قَالَ الشَّيْطٰنُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ، فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ. ①

''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو داخل ہوتے اور کھاتے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے نہ تمہارے لئے رات کا ٹھکانہ اور نہ شام کا کھانا ہے' اور جب داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے، تم نے رات بسر کرنے کی جگہ پالی، اور جب اپنے کھانے پر اللہ کا نام نہ لے تو وہ کہتا ہے تم نے رات بسر کرنے کی جگہ اور شام کا کھانا پالیا۔''

نیز صحیح مسلم ہی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے!

إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ②

''شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال جانتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

مَنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ فِيْ أَوَّلِ طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ حِيْنَ يَذْكُرُ: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ فَإِنَّهُ يَسْتَقْبِلُ طَعَامًا جَدِيْدًا وَيَمْنَعُ الْخَبِيْثَ مَا كَانَ يُصِيْبُ مِنْهُ

① مسلم ۳/۱۵۹۸۔ ② مسلم (طویل حدیث سے) ۳/۱۵۹۷۔

”جو کوئی کھانے کے آغاز میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے تو اس طرح کہہ لے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ ...... (اوّل اور آخر، دونوں حالتوں، میں اللہ کے نام سے، شروع کرتا ہوں)

گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا ذکر کرنا

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطٰنُ: لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَآءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطٰنُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ. (مسلم:۳/۱۵۹۸)

”جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو داخل ہوتے اور کھاتے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے نہ تمہارے لئے رات کا ٹھکانہ اور نہ شام کا کھانا ہے۔ اور جب داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے، تو شیطان کہتا ہے تم نے رات بسر کرنے کی جگہ پالی۔“

گھر سے نکلتے وقت اللہ کا ذکر کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

”مَنْ قَالَ يَعْنِيْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهٗ كُفِيْتَ وَهُدِيْتَ وَوُقِيْتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطٰنُ فَيَقُوْلُ لِشَيْطٰنٍ آخَرَ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ. [1]

”جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ پڑھ لے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ...... اللہ کے نام سے میں شروع کرتا

---

[1] ابن حبان دیکھئے: الاحسان 323/7، طبرانی نے الکبیر 210/10-211 میں، ھیثمی نے المجمع 26/5 میں کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ 173 میں، اور البانی نے سلسلہ صحیحہ 336/1 میں اسے صحیح کہا۔

ہوں، میں نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا، گناہ سے بچنا اور نیکی کی قوت کا میسر آنا، اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ تو اس کو کہا جاتا ہے، تو ہدایت دیا گیا، تیری کفایت کی گئی اور تو بچالیا گیا، اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے سو شیطان دوسرے شیطان سے کہتا ہے: تیرا اس آدمی پر کیسے بس چلے گا جس کو ہدایت سے نواز دیا گیا اور اس کو بچالیا گیا۔"

۵ سواری کے پھسلنے کے وقت اللہ کا ذکر کرنا

حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے[1] ہیں کہ، میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا تو ہمارا اونٹ پھسل گیا۔ میں نے کہا: شیطان ہلاک ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

لَاتَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطٰنُ، فَإِنَّهُ يَعْظُمُ حَتّٰى يَصِيرَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَيَقُوْلُ: بِقُوَّتِي، وَلٰكِنْ قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يَصْغُرُ حَتّٰى يَصِيرَ مِثْلَ الذُّبَابِ.[2]

"ایسا مت کہو کیونکہ وہ اس سے بڑا ہو کر گھر کی مانند ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میری طاقت سے ایسا ہوا ہے لیکن تم کہو: بسم اللہ، بے شک اس سے وہ چھوٹا ہو کر مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔"

@ بقیہ حاشیہ...... ابوداؤد 328/5 ترمذی 490/5، نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ ص 45 میں، باختصار، ابن السنی 75 اور البانی نے صحیح الجامع 328/6 میں صحیح کہا۔

[1] اسامہ بن عمیر الھذلی ابوالملیح کے والد ہیں اور انہیں صحابیت کا شرف حاصل ہے بصرہ میں قیام کیا۔ ان کے صاحبزادے کے سوا کسی اور نے ان سے روایت نہیں کی۔ دیکھئے الاصابہ 31-32/1

[2] احمد 59/5 ابوداؤد 260/5 عمل الیوم واللیلہ للنسائی 173، ابن السنی 90 اور یہ الفاظ اسی کے ہیں اور اسی میں صاحب واقعہ کے نام کی صراحت ہے جب کہ دوسروں نے اس کی تصریح نہیں کی۔ نووی نے الاذکار 325 میں کہا کہ: دونوں روایتیں صحیح اور متصل ہیں کیونکہ ابوداؤد کی روایت میں مجہول شخص صحابی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں ان میں سے کسی کی جہالت بھی مضر نہیں اور لفظ "تعس" کے معنی میں اقوال ہیں جیسے: وہ ہلاک ہو گیا، گر گیا، پھسل گیا اور اس کو شر لازم ہو گیا، اور البانی نے ابوداؤد کی سند کو صحیح کہا اور ابن السنی کی سند کے بارے میں کہا: لابأس بہ: دیکھئے حاشیہ الکلم الطیب 121۔

بیت الخلاء میں جاتے ہوئے اللہ کا ذکر کرنا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ!

''سَتْرُ مَا بَیْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِی آدَمَ اِذَا دَخَلَ الْکَنِیْفَ أَنْ یَّقُوْلَ: بِسْمِ اللّٰہِ.'' ①

''جنوں اور اولادِ آدم کی شرم گاہوں کے درمیان یہ الفاظ پردہ ہیں، جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو کہے۔'' بِسْمِ اللّٰہِ۔''

❁ اذان واقامت، شیطان کو بھگا دیتے ہیں

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ أَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعُ التَّاذِیْنَ فَاِذَا قُضِیَ التَّاذِیْنُ أَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ أَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ أَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ لَہٗ: اُذْکُرْ کَذَا وَاذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ مِنْ قَبْلُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ مَایَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی ②

''جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سنے۔ پس جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو (واپس) آ جاتا ہے، یہاں تک کہ جب تکبیر (اقامت) کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے پھر جب اقامت مکمل ہو جاتی ہے تو (پھر) آ جاتا ہے حتیٰ کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان وسوسے ڈالتا

---

① ترمذی 504/2، ابن ماجہ 109/1، ابن السنی 110، احمد شاکر کرنے حاشیہ ترمذی میں کہا: اگر حدیث ''صحیح'' نہ ہو تو ''حسن'' ہے۔ البانی نے ارواء 88/1 میں اسے صحیح کہا۔ اس کی تفصیل استعاذہ کے باب میں آئے گی۔

② بخاری 151/1، مسلم 291-292/1 ''اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلَاۃِ'' کا معنی ہے: جب اقامت کہی جائے جیسا کہ مسلم 291/1 کے الفاظ ہیں: فَاِذَا سَمِعَ الْاِقَامَۃَ ذَھَبَ:

ہے، فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، وہ چیزیں جو اس سے پہلے اسے یاد نہ تھیں، یہاں تک کہ آدمی کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔"

❽ رات کو دروازے بند کرتے وقت، چراغ گل کرتے وقت، پانی کے برتن کا منہ بند کرتے اور برتنوں کو ڈھانپتے وقت اللہ کا ذکر کرنا:

صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے!

إِذَا اسْتَنْجَحَ اللَّيْلُ أَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَأَوْكِ سِقَائَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُوْدًا.[1]"

"جب رات کی تاریکی چھانے لگے تو اپنے بچوں کو (گھروں سے) باہر مت جانے دو، کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں، سو جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر (یعنی "بسم اللہ" پڑھ کر) اپنا دروازہ بند کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ گل کر دو اور اللہ کا نام لے اپنے پانی کا برتن بند کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن ڈھانپ دو (اور اگر ڈھانپنے کی کوئی چیز نہ ملے) تو عرضاً کوئی لکڑی رکھ دو۔"

❾ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: یہ کلمات شیطان سے محفوظ رکھتے ہیں:

① صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

---

[1] یہ الفاظ بخاری 93/4 کے ہیں اور مسلم 1595/3 میں چراغ کا ذکر نہیں ہے۔

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهُ حِرْزاً مِّنَ الشَّيْطٰنِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. (بخاری ۴/۹۵، مسلم ۴/ ۲۰۷۱)

”جو شخص دن میں سومرتبہ یہ کلمات کہے: ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ ”اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور یہ کلمات اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے، اور (قیامت کے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہوگا۔“

(۲) مسند احمد میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

”مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ قَالَهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكُنَّ لَهُ كَعَشْرِ رِقَابٍ وَكُنَّ لَهُ مَسْلَحَةً مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلَى آخِرِهِ وَلَمْ يَعْمَلْ يَوْمَئِذٍ عَمَلاً يَقْهَرُهُنَّ، فَإِنْ قَالَ حِينَ يُمْسِي فَمِثْلُ ذٰلِكَ.“ [1]

---

[1] احمد 420/5 حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری 205/11 میں اس کی سند کو حسن کہا۔

''جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ...... کہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے نامۂ اعمال میں ہر قول کے ساتھ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس سے دس برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے اور اس کے لئے دس گردنیں (غلام) آزاد کرنے کے (ثواب کے) برابر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے دن کے آغاز سے لے کر آخر تک باعثِ حفاظت ہو جاتے ہیں اور کوئی عمل اس روز اس کے ان کلمات پر درجہ میں غالب نہیں آ سکتا، اور اگر یہی کلمات وہ شام کو کہہ لے تو (اس کا اجر و ثواب بھی) اسی طرح ہوگا۔''

طبرانی میں ''كُنَّ لَهُ مَسْلَحَةً'' کی بجائے ''أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ'' [1] اللہ تعالیٰ اسے شیطان سے محفوظ رکھے گا کے الفاظ ہیں جو اس کی تفسیر ہیں۔ [2]

---

[1] طبرانی 187/4 اور 186/4 میں ''يُحْيِي وَيُمِيتُ'' کے بغیر ہے، اس سے متعلق ھیثمی نے المجمع 107/10 میں کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں، ترمذی 515/5 میں شہر بن حوشب کے طریق سے ہے کہ فجر کی نماز کے بعد اپنے پاؤں موڑے ہوئے اور گفتگو کرنے سے قبل کہے۔ حافظ ابن حجر نے الفتح 202/11 میں کہا: کہ (یہ شہر بن حوشب) مختلف فیہ اور اس میں مقال ہے۔

اگر یہ درست ہو تو اس میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی مخالفت نہیں ہے، جس میں آپ نے ''بعد الصلاۃ'' فرمایا ہے۔ سو وہ نماز کے بعد مسنون اذکار کے بعد پڑھ لے، پس اس شرط کے سوا، حدیث شاہد ہے۔ ترمذی 544/5 میں اسی طرح ہے اور لیکن جس نے یہ مغرب کی نماز کے بعد کہا وہ عمارہ بن شبیب کے طریق سے ہے، ابن ابی حاتم نے کہا: جس کا یہ گمان ہو کہ اسے صحابیت کا شرف حاصل ہے اسے وہم ہوا ہے۔ دیکھئے: التقریب 409۔

[2] ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فقال: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَى عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ'' کہ جو شخص بازار میں داخل ہوا اور لاإله إلا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد، يُحْيِي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير کہے، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا، اس سے دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کر دیتا ہے۔ (صحیح ترمذی ۲۷۳۶/۳)

③ احمد ابوداؤد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ عَدْلَ رَقَبَةٍ مِّنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِّنَ الشَّيْطٰنِ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنْقَالَهَا إِذَا أَمْسٰى كَانَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ [1]

''جو شخص صبح کے وقت ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ...... پڑھے۔ اس کے لئے حضرت اسماعیل کی اولاد سے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس برائیاں معاف کی جائیں گی اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے اور وہ شام تک شیطان کے شر سے پناہ میں رہے گا اور جو شام کے وقت کہے اس کے لئے صبح تک ایسے ہی اجر ہوگا۔''

سو یہ تمام احادیث اس پر متفق ہیں کہ یہ مذکورہ کلمات مومن کا اسلحہ اور شیطان سے حفاظت کا باعث ہیں جب کہ انہیں صبح یا شام پڑھ لیا جائے پس جو کوئی انہیں صبح پڑھ لے گا اس کے لئے شام تک باعثِ حفاظت ہوں گے اور جو کوئی شام کو پڑھے اس کے لئے صبح تک باعثِ حفاظت ہوں گے۔ اور جو کچھ ان احادیث میں فضل وثواب منقول ہوا ہے تو وہ اسی کے مطابق ہے جو رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوا ہے یعنی یہ فضیلت توقیفی ہے اور ظاہر ہے کہ انہیں سو دفعہ کہنے والا ایک مرتبہ کہنے والے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (واللہ اعلم)

---

[1] احمد 415/5، ابوداؤد 317/5 یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ ابن ماجہ ۲/۱۲۷۲، البانی نے اسے صحیح الجامع 328/2 صحیح کہا۔

تلاوتِ قرآن

بلا شبہ کلامِ الٰہی ہستی خیر الخلق پر، سید الملائکہ کے ذریعہ، لوگوں کے لئے پیدا کی گئی بہترین امت کے لئے نازل کیا گیا ہے تا کہ وہ اس افضل الذکر کلام کو پڑھیں اور عبادت گزار بنیں جو کہ کلی طور پر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے سو جب ذکر شیطان سے حفاظت اور بچاؤ کا ذریعہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام، بہترین اور کامل ترین ذکر ہے چنانچہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے کلام کی تلاوت ہمہ وقت کثرت سے کرے۔ ①

اور رسول اللہ نے قرآن کریم کی کچھ سورتوں اور آیاتِ کریمہ کو بطور خاص ذکر کیا ہے جو انسان کو شیطان سے محفوظ رکھتی ہیں اور اسے اس پر اور اس کی اولاد پر تسلط سے بچاتی ہیں بلکہ شیطان کو اس کے گھر میں داخل ہونے سے بھی روکتی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل نقاط میں مذکور ہے۔

① سورۂ بقرہ

صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"لَا تَجْعَلُوْا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ تُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ." ②

---

① ماسوا اس وقت کے جسے شرعاً کسی ذکر سے مخصوص کر دیا گیا ہو۔ جیسا کہ رکوع و سجود، اس لئے کہ مجموعی طور پر فضیلت والے عمل کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ ہر حال میں اور ہر ایک کے لئے افضل ہو بلکہ مفضول میں جو عمل مشروع قرار دیا گیا وہی مطلق فاضل سے بہتر ہوگا اور یہاں مطلق ہی مراد ہے۔ دیکھئے: التذکار فی افضل الاذکار 44-38 مجموع فتاویٰ 24/237-231 اور الوابل الصیب 187-189۔

② صحیح مسلم 1/539 نووی نے شرح مسلم 6/69 میں کہا: اور اسے مسلم کے بعض راویوں نے لفظ "یفر" سے روایت کیا ہے جو کہ دونوں طرح درست ہے۔

''تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔''

آیت الکرسی

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبکہ انہیں صدقہ کے مال کی حفاظت سپرد کی گئی تھی اور ان کے پاس شیطان آیا تھا تاکہ اسے حاصل کرے۔ تو شیطان نے ان سے تیسری مرتبہ کہا تھا: جب تم اپنے بستر پر قرار پکڑو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ (اس کی وجہ سے) صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں پھٹکے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوبٌ ذَاکَ شَیْطٰنٌ [1]

''اس نے تجھ سے سچ کہا، حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے جو کہ شیطان ہے۔''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے ان سے کہا تھا:

اِذَا قَرَأْتَهَا غَدْوَةً أَجَرْتَ مِنَّا حَتّٰى تُمْسِيَ وَاِذَا قَرَأْتَهَا حِيْنَ تُمْسِيَ أَجَرْتَ مِنَّا حَتّٰى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ الْخَبِيْثُ. [2]

''جب تم اسے صبح پڑھو گے تو تمہیں ہم سے شام تک پناہ مل جائیگی اور اگر شام کو پڑھو گے تو ہم سے صبح تک محفوظ رہو گے۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس خبیث نے سچ کہا

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] بخاری نے 104/6 میں صیغۂ جزم سے معلق روایت کیا ہے۔

[2] نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ 280-279 اور حاکم نے 562/1 میں روایت کیا اور اسے صحیح کہا۔ نیز ذھبی نے اس کی موافقت کی۔

مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ[1]

”جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں وہ اس کو کافی ہو جائیں گی۔“

سو وہ اسے ہر چیز سے کفایت کر جائیں گی[2] اور اسی شیطان ہی سے متعلق امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ فَأَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَلَا تُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرُبُهَا شَيْطٰنٌ. وأخرجه النسائي والحاكم و فيهما ......

وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَلِجُ بَيْتًا قُرِئَتَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ.[3]

”بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی۔ اس سے دو آیتیں نازل کیں، ان سے سورۂ بقرہ کو ختم کیا وہ جس گھر میں بھی تین راتیں پڑھی جائیں شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔“ (نسائی اور حاکم کی روایت میں ہے)

شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں دونوں آیات تین راتیں پڑھی جائیں۔

❁ مُعَوَّذَات: سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ[4] سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ: ہم ایک نہایت تاریک اور بارش والی رات میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے تا کہ ہمیں نماز پڑھائیں تو ہم نے آپ ﷺ کو پا لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قُلْ“ کہو! میں نے کچھ نہ کہا: آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”قُــــلْ“ میں نے کچھ نہ کہا آپ ﷺ نے پھر فرمایا:

---

[1] بخاری 104/6، مسلم ۱/ ۵۵۵ [2] دیکھئے نووی شرح مسلم ۶/ ۹۲، ۹۱ اور فتح الباری ۹/ ۵۶۔

[3] مسند احمد ۴/ ۲۷۴، ترمذی ۵/ ۱۶۰ میں کہا: حسن اور غریب ہے اور نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ ۲۸۰، ۲۸۱ میں، حاکم نے ۱/ ۵۶۲ میں اسے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی، اور البانی نے صحیح الجامع ۲/ ۱۳۲ میں اسے صحیح کہا۔

[4] یہ عبداللہ بن خبیب الجہنی انصار کے حلیف اور مدنی ہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ دیکھئے: الاصابۃ ۲/ ۳۰۲، ۳۰۳ اور التقریب ۳۰۱۔

قُلْ میں نے کہا، اللہ کے رسول کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

”قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ“ ①

صبح و شام تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور معوذ تین پڑھو۔ تمہیں ہر چیز سے کافی ہوں گی۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ!

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا آوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. (بخاری ۴/۲۰۳)

”نبی اکرم ﷺ ہر رات جب بستر پر لیٹتے (تو) اپنی ہتھیلیوں کو ملاتے پھر ان میں پھونکتے اور ان میں ”قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ پڑھتے۔ پھر جہاں تک ہو سکے انہیں اپنے جسم پر پھیرتے اپنے سر، چہرے اور جسم کے سامنے حصوں سے شروع کرتے، آپ ایسا تین مرتبہ کرتے۔“

سو رسول اللہ ﷺ کے پناہ طلب کرنے اور آپ کے اعمال کو دیکھئے کہ وہ

---

① عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند ۵/۳۱۲ میں اور نسائی نے ۸/۲۵۰ میں روایت کیا ہے۔ البانی نے صحیح الجامع ۴/۱۴۱ میں اسے صحیح کہا۔ اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر سے ابوداود ۲/۱۵۳، ترمذی ۵/۱۷۰ اور نسائی نے ۸/۲۵۱، ۲۵۴ میں متعدد طرق سے مختصر اور مفصل روایت کیا ہے۔ حافظ نے الاصابۃ ۲/۲۰۳ میں کہا: کہ حدیث کا دونوں ہی طریق سے محفوظ ہونا کچھ بعید نہیں۔ اور اس میں ہے کہ تَعَوَّذَ بِهِنَّ فَإِنَّهُ لَمْ يَتَعَوَّذْ بِمِثْلِهِنَّ...... ان سے پناہ پکڑو کیونکہ ان سے کوئی بہتر چیز نہیں جس سے پناہ پکڑی جا سکتی ہو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے صرف معوذ تین کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۴/۵۷۲، ۵۷۳ میں بہت سے طرق ذکر کئے ہیں، پھر کہا: حضرت عقبہ سے یہ طرق متواتر کی مثل ہیں۔

کس طرح خود انجام دیتے تھے تاکہ اس سے آپ کی امت کو اطمینان حاصل کر سکیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ان دونوں سورتوں کے ساتھ سورۂ اخلاص کا ذکر تغلیباً کا گیا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل ہے اگرچہ اس میں پناہ حاصل کرنے کے الفاظ کی صراحت نہیں ہے۔ ①

اسی لئے بخاری نے اس حدیث کو باب ''فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ'' میں ذکر کیا ہے۔

⑤ معوذتین: الفلق اور الناس

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَاسِوَاهُمَا. ②

''رسول اللہ ﷺ (معوذتین کے نزول سے پہلے اپنے الفاظ میں) جنوں اور لوگوں کی نظرِ بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین نازل ہوگئیں، سو جب یہ نازل ہوئیں تو آپ نے ان کے ذریعہ سے پناہ مانگنے کو اختیار فرمالیا اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو ترک کردیا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے ذریعہ سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

اس لئے کہ ان دونوں کو بھی آپ نے اسی تعوذ میں شامل کرلیا تھا جو کہ آپ ان دونوں کے نازل ہونے سے قبل پڑھا کرتے تھے، سو یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیطان اور اس کے علاوہ سے پناہ گاہ ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: یہ حدیث ان دو سورتوں کے علاوہ پناہ حاصل کرنے سے منع پر دلالت نہیں کرتی ③ بلکہ اولویت پر دلالت کرتی ہے۔ خاص طور پر جبکہ ان

---

① فتح الباری ۹/۶۳۔
② ترمذی نے ۴/۳۹۵ میں روایت کیا اور حسن، غریب کہا۔ ابن ماجہ ۲/۱۱۶۱ اور البانی نے صحیح ابن ماجہ ۲/۲۶۶ میں صحیح کہا۔
③ یعنی اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ صرف انہیں دو سورتوں سے پناہ حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس کے علاوہ اور کلمات بھی ہیں جن سے استفادہ ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

دونوں کے علاوہ سے بھی پناہ طلب کی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ دونوں ہر ناپسندیدہ مجمل و مفصل چیز سے پناہ حاصل کرنے والے جامع کلمات پر مشتمل ہونے کی بنا پر کفایت کر جاتی ہیں۔ ①

اسی لئے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت کے بعض الفاظ میں مروی ہے:

فَإِنَّهُ مَا سَأَلَ سَائِلٌ بِمِثْلِهِمَا وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيذٌ بِمِثْلِهِمَا ②

"بلاشبہ کسی سوال کرنے والے نے ان دونوں کی مانند کسی چیز کے ساتھ سوال نہیں کیا اور کسی پناہ مانگنے والے نے ان دونوں کی مانند کسی چیز کی مانند پناہ نہیں مانگی۔"

① فتح الباری ۱۰/۱۹۵ (آئندہ باب میں ان کے علاوہ سے استعاذہ کے دلائل ذکر کرونگا)

② اس کی تخریج ص ۱۸۱ حاشیہ نمبر ۲ پر گزر چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے شیطان کی پناہ طلب کرنا

اللہ تعالیٰ ہر طالبِ پناہ کو پناہ دیتا ہے

اللہ سمیع و علیم کی شیطان سے پناہ حاصل کرنا یقیناً ایک شرعی مسئلہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنتِ مطہرہ میں اس کا حکم دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے جو کوئی پناہ طلب کرے اسے پناہ دیتا' اس کی حفاظت کرتا اور اسے مأمون رکھتا ہے۔ جب شیطان ہمیں اس حیثیت سے دیکھتا ہے جس طرح کہ ہم اسے نہیں دیکھ سکتے اس نے ہمارے لئے یہ حکم مقرر کر دیا ہے کہ ہم اس کی جانب پناہ پکڑیں جو اسے دیکھ رہا ہے اور وہ اسے نہیں دیکھ سکتا۔ یاد رہے کہ حضرتِ عمرانؑ کی بیوی نے اپنی بیٹی اور اس کی اولاد کے لئے شیطان سے پناہ طلب کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا تھا۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

مَامِنْ بَنِی آدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّهُ الشَّیْطٰنُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطٰنِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةُ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ (1)

''بنی آدم کے پیدا ہونے والے ہر بچہ کو شیطان چھوتا ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے وہ شیطان کے چھونے کے باعث بلند آواز سے چیختا ہے سوائے حضرت مریم (علیہا السلام) اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے...... وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ...... میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

(1) صحیح البخاری ۴/ ۱۳۸، مسلم ۴/ ۱۸۳۸۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بزبانِ رسول مکرم ﷺ شیطان سے پناہ دے دی تھی۔ ①

البتہ پناہ حاصل کرنے کے لئے کچھ صیغے، الفاظ اور مخصوص اوقات ہیں جو کتاب وسنت میں وارد ہیں ان کا تذکرہ درج ذیل نقاط میں کیا جائیگا۔

① شیطان سے اللہ کی عمومی پناہ طلب کرنا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ رَّبِّ أَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ (المؤمنون:۹۷، ۹۸)

''اور کہہ دیجیے! اے پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ موجود ہوں۔''

یہ آنحضرت اور ان کی امت کو حکم ہے کہ وہ شیاطین کے وسوسوں ان کے پھندے اور ان کے چھونے سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ حاصل کریں اور اس سے اس کی پناہ بھی حاصل کریں کہ شیاطین ان کے معاملاتِ میں سے کسی بھی معاملہ میں حاضر ہوں۔ ② بلکہ انسان کی موت کے وقت ان کی آمد بھی انہیں امور میں سے ہے۔ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: کہ جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ شیاطین کے صرف

---

① بخاری: ۴/۹۴ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم سے روایت کیا ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمانا: اِنَّ عَمَّارًا مُلِیءَ اِیْمَانًا اِلٰی مُشَاشِهٖ ...... (نسائی کتاب الایمان، الاصابۃ ۴/۴۷۳) کہ ایمان عمار کے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے اور اس صفت سے وہی شخص متصف ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دے دی ہو۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ''فتح الباری ۷/ ۴۵۸، باب مناقب عمار وحذیفۃ رضی اللہ عنہما'' (مترجم)

② دیکھئے تفسیر قرطبی ۱۲/ ۱۴۸، ۱۴۹ اور شوکانی ۳/ ۴۹۴۔

③ إغاثة اللهفان ۱/ ۱۱۳۔

وسوسے ہی ابن آدم کے لئے ہر طرح کی مصائب پیدا کر دیتے ہیں۔[2]

شیطانی وسوسوں کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا

شیطان جن وسوسوں سے ابن آدم کو اذیت پہنچاتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے وسوسوں کے وقت اس کی پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے!

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝ (الاعراف: ۲۰۰)

''اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو، بے شک وہ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا!

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝ (حم سجدۃ: ۳۶)

''اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں تاکید ہے اس لئے کہ اس سے گذشتہ آیت میں احسان کا حکم ہے جس کی صابر لوگ ہی طاقت رکھتے ہیں اور سابقہ آیت سے قبل (جاہلوں سے) اعراض کا حکم ہے جو کہ نفوس پر آسان ہے چنانچہ اس میں تاکید نہیں ہے۔

اسی طرح دوسری آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کے ان لوگوں پر اس انکار کے بعد لائی گئی ہے جنہوں نے اپنے اقوال میں اس کی سماعت پر اور اپنے اعمال میں اس کے علم پر شک کیا، سو حال اضافی تاکید کا متقاضی تھا۔[1]

سنتِ مطہرہ میں ان وساوس کے پائے جانے کی صورت میں شیطان کی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آئندہ صفحات میں ان وسوسوں اور ان کا

---

[2] اغاثۃ اللہفان ۱/۱۱۴، ۱۱۶ اور بدائع الفوائد ۲/۲۷۲۔

استعاذہ سے علاج ذیل کے نقاط میں بیان کیا جائیگا:

❶ وسوسہ

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

يَأْتِي الشَّيْطٰنُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ. ①

''تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آتا ہے (اور) کہتا ہے کہ یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ یہاں تک پہنچے تو اللہ کی پناہ پکڑے اور رُک جائے۔''

یعنی معاملہ جب اس حد تک پہنچ جائے تو اس کے لئے درست نہیں کہ وہ شیطان کے ساتھ چلتا رہے بلکہ وہ سمجھ لے کہ اس کا وسوسہ ہے اور اسے اس کا علاج اختیار کرنا چاہئے: اللہ کی شیطان سے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر پناہ طلب کرے اور اس حد تک آ کر رک جائے۔

❷ نماز میں وسوسہ

صحیح مسلم میں حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ ② سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! شیطان میرے اور میری نماز وقرأت کے مابین حائل ہو جاتا ہے اور مجھ پر خلط ملط کر دیتا ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ!

ذَاكَ شَيْطٰنٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَاِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ

---

① صحیح البخاری ۴/۱۹۲ اور مسلم ۱/۱۲۰۔

② یہ عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں جو ۹ھ میں وفد ثقیف کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کرلیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے انہیں ان پر امیر مقرر کر دیا تھا اور یہ ان تمام میں سب سے چھوٹی عمر کے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے انہیں طائف پر مقرر فرما دیا تھا۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور ۵۱ھ میں وہیں وفات پائی دیکھئے۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/۳۷۴، ۳۷۵۔

وَاتْفُلْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلاثًا قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي. ①

''یہ ایک شیطان ہے جس کا نام ''خنزب'' ہے۔ سو جب تو اسے محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ پکڑ واور اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک لو...... سو میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا۔''

چنانچہ مومن کے لئے ضروری ہے اس علاج کو عزم سے اپنائے تو اللہ تعالیٰ یقیناً شیطان کو اس سے دور کر دے گا۔

❸ غصہ

صحیحین میں حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ ② سے مروی ہے کہتے ہیں کہ: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ (مارے غصے کے) سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے (اسے دیکھ کر) فرمایا:

اِنِّي لَاَعْرِفُ كَلِمَةً لَوْقَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.'' فَقَالَ الرَّجُلُ وَهَلْ تَرَى بِي مِنْ جُنُوْنٍ؟ ③

''میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص اسے کہہ لے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ...... میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ تو اس کا جوش وغضب ختم ہو جائیگا۔ (صحابہ نے کہا کہ سنتے نہیں

---

① صحیح مسلم ۴/ ۱۷۲۹، ۱۷۲۸۔

② یہ حضرت سلیمان بن صرد بن ابی الجون الخزاعی ہیں۔ محسن و صاحب فضل تھے۔ معرکہ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور ان لوگوں کی معیت میں نکلے تھے جو حضرت حسین کے خون کا مطالبہ کر رہے تھے، تو وہ اور ان کے ساتھی ۶۵ھ میں مارے گئے تھے۔ ۹۳ برس کی عمر پائی دیکھئے: الاصابہ ۲/ ۷۵، ۷۶۔

③ بخاری ۴/ ۹۳ اور مسلم ۴/ ۲۰۱۵۔

حضور ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟) تو اس آدمی نے کہا: کیا تم مجھے دیوانہ سمجھتے ہو؟''[2]

یہ کلمہ کس قدر آسان اور طبائع پر کس قدر مشکل ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ اس کے کہنے والے سے اس بیماری کو قطعی دور کر دیتا ہے۔

سوتے وقت ناپسندیدہ خواب دیکھنا

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ[3] ......وفی روایة المسلم: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (صحیح مسلم ۴/۱۷۷۳)

''جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو وہ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بتا دینا چاہئے اور جب اس کے برعکس ناپسندیدہ بات خواب میں دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے تو وہ اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اسے بیان نہ کرے یہ خواب اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا...... مسلم کی ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ پھونک مارے اور تین مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں شیطان سے پناہ مانگے اور اپنے اس پہلو کو بدل لے جس پر وہ لیٹا ہو۔''

---

[1] وہ سمجھا کہ شیطان سے پناہ جب ہی مانگتے ہیں جب آدمی دیوانہ ہو جائے حالانکہ غصہ بھی دیوانہ پن یا جنون ہے۔ قسطلانی نے کہا شائد یہ شخص منافق یا کوئی اکھڑ بدوی تھا۔ مولانا داود راز نے کہا کہ: پھر اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا۔ بخاری ۷/۶۱۱۵۔ (مترجم) [2] بخاری ۸/۸۳، مسلم ۴/۱۷۷۱۔

۵ دورانِ نماز اور تلاوتِ قرآن کے وقت شیطان سے پناہ مانگنا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

(النحل:۹۸)

''اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو''

نماز میں قراءت سے قبل پناہ مانگنے سے متعلق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ قراءت سے قبل فرمایا کرتے تھے:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

''میں اللہ سمیع وعلیم کی شیطان مردود سے پناہ پکڑتا ہوں۔''

احمد، ابوداود، ترمذی [۱] اور عبدالرزاق نے اسی سند کے ساتھ ان الفاظ سے ذکر کیا ہے:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. [۲]

اور یہ پڑھنا آیت کے مطابق ہے۔

نماز کے افتتاحی کلمات

جب آنحضرت ﷺ نماز کا آغاز کر لیتے تو فرماتے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلاً ثَلاثًا، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ. قَالَ: نَفْثُهُ اَلشِّعْرُ، وَنَفْخُهُ اَلْكِبْرُ، وَهَمْزُهُ اَلْمُوْتَةُ [۳]

''یعنی اللہ بڑا ہے بہت ہی بڑا، اللہ کے لئے بہت ہی تعریف ہے اور صبح و شام اللہ کی پاکیزگی ہے (تین مرتبہ یہی الفاظ کہتے) میں اللہ کی پناہ پکڑتا

---

۱ دیکھئے: مسند احمد ۳/۵۰ سنن ابی داؤد ۱/۴۹۰، ترمذی نے ۲/۹۔۱۱ میں کہا کہ اس مضمون میں یہ مشہور ترین حدیث ہے اور اسے البانی نے صحیح الترمذی ۱/۷۷ میں صحیح کہا۔

۲ دیکھئے: مصنف عبدالرزاق ۲/۸۶۔

ہوں شیطان سے، اس کے پھونکنے یعنی تکبر سے، اس کے اشعار و جادو سے اور اس کے وسوسہ سے، اور (عمرو بن مُرَّۃ نے) کہا: اس کا ''نفث'' شعر، اس کا ''نفخ'' کبر و نخوت اور اس کا ''ھمز'' جنون ہے۔

تلاوت سے قبل استعاذہ کی حکمت

① ایسا کرنا شیطان کو بھگا دیتا ہے۔قرآن کریم اپنے مقام کو خالی پاتے ہوئے نہایت موثر ہو جاتا ہے۔

② پناہ مانگنا، قرآن سے دل کو حاصل ہونے والی خیر میں، بگاڑ کی شیطانی کوشش کو روک دیتا ہے۔

③ استعاذہ شیطان کو بھگا دیتا ہے تو فرشتے سماع قرآن کے لئے حاضر ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اس کے دشمن کی دوری کی درخواست کرتے ہیں تا آنکہ خاص فرشتوں کی آمد ہو جاتی ہے۔

④ کہ قاری اپنے رب کریم سے مناجات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا سماع فرماتا ہے چنانچہ اسے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شیطان کو دور کرنے کا سوال کرے۔

⑤ اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ شیطان کی اللہ سے پناہ مانگے تا آنکہ وہ اس کی قرأت میں تشویش کا باعث بن کر اس پر خلط ملط نہ کر دے۔

⑥ جب انسان کسی بھلائی کا متمنی ہوتا ہے تو شیطان اس کی گمراہی پر بہت حریص ہو جاتا ہے اسی لئے اسے اللہ کی پناہ کا حکم دیا گیا ہے۔

⑦ استعاذہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے بعد قرآنِ کریم کی قراءت ہو گی اسی لئے اس کے بعد کوئی اور گفتگو کرنا، ماسوا قرآن کریم کے مشروع نہیں ہے۔

بقیہ صفحہ کا حاشیہ ③ ابوداؤد الطیالسی ۱۲۸، مسند احمد ۲/ ۸۵، ابوداؤد ۱/ ۴۸۶، ابن ماجہ ۱/ ۲۶۵ اور حاکم نے ۱/ ۲۳۵ میں اسے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی اور البانی نے الکلم الطیب: ۵۶ کی تخریج میں اسے صحیح کہا۔

امام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: قرآن کریم نماز یا غیر نماز میں جب بھی پڑھا جائے تو تعوذ پڑھنا چاہیے۔ ①

④ مسجد میں داخل ہوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطٰنِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ. قَالَ أَقَطْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطٰنُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ. ②

''میں اللہ عظیم اس کی ذاتِ کریم اور اس کی سلطانِ (بادشاہت) قدیم کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ پکڑتا ہوں۔ (حضرت عقبہ بن مسلم نے حیٰوۃ بن شریح سے) کہا: کیا آپ کو حدیث کا اتنا حصہ ہی پہنچا ہے؟ (حیٰوۃ کہتے ہیں) میں نے کہا ہاں (عقبہ نے) کہا: تو جب کوئی شخص یہ کلمات کہہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ: آج تو یہ سارا دن مجھ سے محفوظ رہا۔''

⑤ بیت الخلاء میں جاتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. ③

''اے اللہ! میں تیری پناہ پکڑتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔''

---

① اغاثۃ اللہفان ۱/۱۰۹۔۱۱۲، بالاختصار۔

② ابوداؤد ۱/۳۱۸، الاذکار: ۴۰ میں نووی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے اسے ابوداؤد نے جید سند سے روایت کیا ہے، البانی نے اسے صحیح سنن ابی داؤد ۱/۹۳ میں صحیح کہا۔

③ بخاری ۱/۴۵، مسلم ۱/۲۸۳

اور ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ!

إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ [1] وَالْخُبُثُ ذُكْرَانُ الشَّيْطَانِ، وَالْخَبَائِثُ: إِنَاثُهُمْ۔ [2]

"یہ بیت الخلاء (جنوں، شیطانوں کے) حاضر ہونے کی جگہیں ہیں تو جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں آئے تو کہے: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ...... میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے..... اَلْخُبُث: نرشیاطین اور اَلْخَبَائِث: مادہ شیاطین۔"

❶ کتے اور گدھے کی آواز سن کر شیطان سے پناہ مانگنا

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطٰنًا [3] وَقَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنُهَاقَ الْحَمِيرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا تَرَى مَالَا تَرَوْنَ وَأَقِلُّوا الْخُرُوجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ فِي لَيْلِهِ مِنْ خَلْقِهِ مَا شَاءَ...... وَفِي لَفْظٍ، أَقِلُّوا الْخُرُوجَ هَدْأَةً، فَإِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ خَلْقًا يَبُثُّهُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ أَوْ نُهَاقَ الْحُمُرِ فَاسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ. [4]

"جب تم مرغ کی آواز سنو تو تم اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی

---

① دیکھیے: سنن ابی داؤد ۱/۱۷۔۱۶ البانی نے صحیح سنن ابی داؤد ۱/۵ میں اسے صحیح کہا۔
② دیکھیے فتح الباری ۱/۲۴۳۔ ③ بخاری ۴/۹۸ اور مسلم ۱/۲۹۲۔

پناہ مانگو، پس وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔''

اور آپ ﷺ نے مزید فرمایا!

جب تم رات کے وقت کتا بھونکنے اور گدھے کے ہینگنے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ پکڑو، انہیں وہ نظر آتا ہے جو تم نہیں دیکھتے۔ جب لوگوں کا چلنا پھرنا کم ہو جائے تو تم نکلنا کم کر دو، بے شک اللہ عزوجل رات کو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

''لوگوں کے کم چلنے کے وقت، نکلنا کم کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی کچھ ایسی مخلوق ہے جسے وہ بھیجتا ہے تو جب تم کتے کے بھونکنے یا گدھے کی آواز کو سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ پکڑو۔''

⑭ صحبت کے وقت شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا

صحیحین میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا!

لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللهِ أَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطٰنُ.①

''اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس (ہم بستری کے لئے) جائے تو یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا...... اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور کر دے اور (اس صحبت کے نتیجے میں) جو اولاد ہمیں عطا کرے، اسے بھی شیطان

بقیہ حاشیہ...... ② احمد ۳/۳۰۶،۳۵۵ دونوں قسم کے الفاظ انہیں کے ہیں۔ ابوداؤد نے ۵/۳۳۲ حاکم نے ۴/۲۸۴ میں روایت کیا اور کہا: مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اور ذہبی نے ان کی موافقت کی اور البانی نے صحیح سنن ابی داؤد ۳/۹۶۱ میں اسے صحیح کہا۔

① بخاری ۶/۱۴۱، مسلم ۲/۱۰۵۸ (صحیح ابوداؤد ۳/۳۹۶۳)

سے دور رکھ۔ سو ان کے درمیان جو اولاد بھی مقدر ہوئی، اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

چنانچہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرنی چاہئے کہ وہ اسے شیطان سے محفوظ رکھے اور انہیں حالات میں سے ایک حالت اتصالِ زوجین بھی ہے جس میں یہ دعا کرے کہ اس کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ شیطان سے محفوظ و مامون فرمائے۔

۸ بچوں کو شیطان سے اللہ کی پناہ میں دینا

بحیثیت ایک باپ کے یہ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے بوقتِ صحبت شیطان سے پناہ مانگے جیسا کہ گزشتہ حدیث "وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا" اور جو اولاد ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے دور رکھ..... سے واضح ہے۔ چنانچہ اس میں ان کے لئے شیطان کے چھونے، انہیں گمراہی یا کسی بھی ضرر رساں پہلو سے بچانے کا ذریعہ ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے پناہ طلب کیا کرتے اور فرماتے تھے کہ: تمہارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعہ اسماعیل اور اسحاق (علیہما السلام) کے لئے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ ①

"میں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ، ہر شیطان، ہر زہریلے جانور اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے، پناہ مانگتا ہوں۔"

۹ شیطان سے صبح وشام اور سوتے وقت اللہ کی پناہ مانگنا

ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ

---

① دیکھئے صحیح بخاری ۴/۱۱۸۹ (اور ابوداؤد کتاب السنة، باب فی القرآن (صحیح ابوداؤد ۳/۳۹۶۳) میں "أَعُوذُ" کی بجائے "أُعِيذُكُمَا" ہے جس کا مطلب ہے میں تم دونوں کو پناہ میں دیتا ہوں۔ (مترجم)

کے رسول ﷺ! مجھے ایسے کلمات ارشاد فرمایئے جنہیں میں صبح و شام پڑھا کروں! آپ ﷺ نے فرمایا!

قُلْ: اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہُ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہِ ① وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْءً أَوْأَجُرَّہُ ② إِلٰی مُسْلِمٍ ③

''یہ پڑھا کرو، اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپی اور ظاہر چیزوں کو جاننے والے اور ہر چیز کے پروردگار و مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر اور اس کی شراکت (دعوتِ شرک) سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور اس سے کہ اپنے ہی خلاف کسی برے کام کا ارتکاب کروں یا اسے کسی مسلمان کی طرف کھینچ لاؤں۔''

---

① نووی نے ''الاذکار'' ۸۸ میں '' و شـرکـہ '' کہا دونوں طرح سے مروی ہے: ان دونوں میں سے ظاہر اور مشہور، شین کے کسرہ، را کے سکون کے ساتھ، اشراک سے ہے، یعنی جس طرف وہ دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا وسوسہ ڈالتا ہے دوسرا: ''شَرَکُہٗ'' شین اور راء کی فتح کے ساتھ ہے یعنی: اس کے جال پھندے اور شکار گاہیں۔

② مولف سے سہو ہو گیا ہے جبکہ صحیح لفظ 'اِلـی' ہے، یعنی'' أَوْأَجُـرَّہٗ عَـلـی مُسْـلِـم'' کی بجائے ''المسلم'' ہے (مترجم)

③ ابوداؤد نے ۵/۳۲۱، ۲۲ میں حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے ۵/۵۴۲ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور البانی نے الکلم الطیب: ۲۳ کی تخریج میں صحیح کہا اور یہ حدیث احمد نے ۱/......۱۰، ۱۱ میں ابوداؤد نے ۵/۳۱۱ میں روایت کی ہے اور ترمذی نے ۵/۴۶۷ میں اسے حسن اور صحیح کہا: ''وَأَنْ أَقْتَرِفَ سُوْءً أَوْأَجُرَّہٗ عَلٰی مُسْلِم'' کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔ اور اس میں: ''قُلْہٗ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَیْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَکَ'' ''تم یہ کلمات صبح و شام اور جب اپنے بستر پر لیٹو، پڑھ لیا کرو...... کا اضافہ کیا ہے (یاد رہے ''أَجُرَّہٗ عَلٰی مُسْلِمٍ'' کی بجائے دعا کے صحیح الفاظ'' أَجُرَّہٗ إِلٰی مُسْلِمٍ'' ہیں۔ (مترجم)

⑩ نیند میں گھبراہٹ کے وقت پناہ مانگنا

اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تعلیم دی تھی کہ نیند میں گھبراہٹ کے وقت یہ کلمات پڑھا کریں:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ. ①

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔اس کے غصے اس کی سزا، اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسے سے (گناہوں پر ابھارنے اور اکسانے سے) اور یہ کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''

شیطان کی پیروی سے اجتناب ②

ہر گمراہی کا منبع شیطان

جب انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ شیطان اس کی گمراہی اور اس کی بربادی کی خاطر ہر ذریعہ اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ اس سے بچے اور اس کے خلاف سخت جدوجہد کرے کیونکہ وہی تو اس میں گمراہی کی تحریک پیدا کرتا اور وہی ان گمراہیوں کو اس کے لئے آراستہ کرتا، اسے ان کی ترغیب دیتا اور اسے ان کا حکم کرتا ہے۔اور وہی ہے جو اس دینِ الٰہی سے روکتا، بے حیائی کا حکم کر کے اُسے فقر و فاقہ کے لئے تیار کرتا اور کسی بھی نیک کام کی انجام دہی سے اس کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے۔

اور یہی وہ ہے جو انسان کے دین کو خلط ملط کرتا اور اسے وسوسوں میں مبتلا

---

① احمد ۲/۱۸۱، ابوداؤد/۴م/ ۲۱۸، ۲۱۹ اور ترمذی نے ۵/ ۵۴۱، ۵۴۲ میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث: حسن اور غریب ہے۔حاکم نے ۱/ ۵۴۸ میں روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا۔نیز اس کا ایک شاہد ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ: ۷۰۱ میں ذکر کیا ہے۔البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱/۲/ ۴۷ میں کہا: یہ حدیث اس شاہد کے ساتھ حسن ہے۔

② شیطان کے انسان کو گمراہ کرنے کے نت نئے انداز کا بیان باب اول میں گزر چکا ہے۔

کرتا ہے، اور یہی اسے گناہوں، معصیتوں اور اطاعت میں کوتاہی کی جانب بالتدریج لے جاتا ہے اور یہی مسلمانوں کے مابین بغض وعداوت کا بیج بوتا ہے۔

سو جب ایک مسلمان شخص اس کی عداوت اور اس کی گمراہی کے طریقوں سے واقفیت حاصل کر لے تو اسے چاہئے کہ اس سے حد درجہ احتیاط برتے اور اس کی کسی بھی معاملہ میں اطاعت نہ کرے کیونکہ وہ اسے اس وقت تک گمراہ کرنے کی سعی میں لگا رہے گا جب تک اس کی روح اس کے جسم میں موجود ہے اور وہ اس کوشش میں بھی ہے کہ اسے اپنے تمام امور میں شریک کر لے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهٖ...... (مسلم ۳/۱۶۰۷)

''کہ شیطان تمہارے ساتھ ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے، حتیٰ کہ اس کے کھانے کے وقت بھی پاس موجود رہتا ہے۔''

انسان پر غلبہ پانے والے شیطانی عوامل سے اجتناب[1]

جب انسان یہ عزم کر لے کہ شیطان اور اس کے گروہ سے نجات پا کر رہے گا تو اس پر لازم ہے کہ اس کے وہ ذرائع جن کے باعث وہ اس پر قابو پا سکتا ہے ان سے دور رہے۔

چنانچہ وہ کفر و شرک، اللہ کے ذکر اور دین الٰہی سے برگشتہ کرنے والے اسباب سے بھی دور رہے اور ظاہری و باطنی ہمہ قسم کی حکم عدولیوں سے اجتناب کرے اس لئے کہ یہ اسباب انسان پر شیطانی برتری کو تقویت دیتے ہیں، اور وہ اس کے سامنے طاقتور ہو جاتا ہے اور اگر ان امور سے اجتناب کرے تو شیطان کمزور پڑ جانے کے ساتھ ساتھ بزدل بھی ہو جاتا ہے اور اس پر قابو پانے کی بالکل صلاحیت نہیں رکھتا۔

اسی طرح انسان کو شیاطین کے متعلق غلطی سے بھی بچنا چاہئے، مثلاً کوئی

---

[1] باب دوئم میں ان اسباب کا تذکرہ گزر چکا ہے، جن کے باعث شیطان انسان پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔

پھر یا گرم پانی پھینکتے وقت اللہ کا نام ''بِسْمِ اللّٰہ'' ذکر کرنا نہ بھولے، کیونکہ اس کا عدم ذکر بھی ان کے انتقام یا ان کے اختلاط کا باعث بن جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ سبب جس میں انسان کے ساتھ شیطان کی مداخلت ممکن ہے اس سے اجتناب کرے اور بچتا رہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْ حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ (الفاطر:٦)

''شیطان تمہارا دشمن ہے، تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو، وہ اپنے گروہ کو بلاتا ہے تا کہ وہ دوزخ والوں میں ہو جائیں۔''

خلاصہ

الحمدللّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات و الصلوٰۃ والسلام علی من أدی أفضل الرسالات وعلی آلہ وأصحابہ ومن تبعھم باحسان إلی القیام لرب المخلوقات وبعد:

اس عاجزانہ تحریر کے دوران حاصل شدہ نتائج

مجھے اس عاجزانہ بحث کے دوران درج ذیل نتائج پر رسائی حاصل ہوئی ہے

❶ شیطان کے پیدا کرنے اور اس کے آخر دنیا تک باقی رکھنے میں اللہ رب العزت کی انتہائی حکمت پنہاں ہے۔

❷ کہ انسان کو گمراہ کرنے والے شیطان کے بے شمار حربے ہیں اور ہر حربہ کئی طریقوں پر مشتمل ہے۔

❸ اس کی دشمنی انسان کے ساتھ مسلسل جاری وساری ہے جب تک انسان کی روح اس کے جسم میں باقی ہے۔

❹ کہ اس کی تدبیر اپنے دین پر راسخ مومن کے مقابلہ میں کمزور ہے اور کافر یا ضعیف الایمان شخص کے سامنے طاقتور ہے۔

❺ اللہ رب العزت نے اسے انسان پر غلبہ پانے والا نہیں پیدا کیا تا آنکہ بندہ از خود اسے اپنے اوپر غلبہ پانے والا نہ بنا لے اور ایسا اس کے ساتھ دوستی پیدا کر لینے کے بعد ہوتا ہے۔

❻ اس کے متبعین کی کثیر تعداد کو دیکھ کر ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گوہوں کہ میرے اس عمل کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اور اسے اپنی رضا کے لئے خاص کرے، اس کو عام مسلمانوں کے لئے فائدہ بخش بنا دے اور ہمیں شیطان کے وسوسوں سے اپنی پناہ میں رکھے، بلاشبہ وہ سمیع وعلیم ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ وسلم علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین۔

دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کے لیے بہترین نسخہ

درودِ پاک

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد
کما صلّیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم
انک حمید مجید

اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد
کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم
انک حمید مجید

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے۔ (سنن نسائی)